وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ۝ (سورۃ القمر)

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا، تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟



مختصر خلاصۂ قرآن مجید

آج ہم نے تراویح میں کیا پڑھا

فلاح عام ٹرسٹ

۱۸۶، گوری پاڑہ، نزد تھانے روڈ، بھیونڈی ۔۴۲۱۳۰۲

shahzad # 09373121235

قرآن کریم

فتنوں سے بچانے والی کتاب

امیر المومنین علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''خبردار رہو! جلد ہی فتنوں کا دروازہ کھلنے والا ہے''

میں نے پوچھا: ''اس سے بچاؤ کس طرح ہو سکے گا؟'' فرمایا

''فتنوں سے بچانے والی صرف اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے''

یہ وہ کتاب ہے، جس میں تم سے پہلے کے زمانے کی باتیں ہیں۔

تمہارے بعد آنے والے زمانے کی خبریں ہیں۔

تمہارے درمیان ہونے والے اختلافات کا حل بھی اس میں موجود ہے۔

یہ حق اور باطل اور صحیح اور غلط کے درمیان فیصلہ کرنے والی کتاب ہے۔ کوئی ہنسی مذاق نہیں۔

جو سرکش اسے چھوڑے گا، اللہ اسے پاش پاش کردے گا۔

جو اسے چھوڑ کر کسی اور چیز کو ہدایت کا ذریعہ بنائے گا، اللہ اسے گمراہ کردے گا۔

یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے۔۔۔۔۔ یہ حکمتوں سے بھرپور یاددہانی ہے۔

یہی بالکل سیدھی راہ ہے

یہ وہ کتاب ہے، جس میں لوگوں کی خواہشات ٹیڑھ نہیں پیدا کر سکتیں۔

نہ لوگوں کی زبانیں اسے گڈمڈ کر سکتی ہیں۔

یہ وہ کتاب ہے جس سے استفادہ کرنے والوں کا کبھی جی نہیں بھرتا۔ بار بار پڑھنے سے اس کے مضامین پرانے نہیں ہوتے۔

اس کے عجائبات کبھی ختم ہونے کا نام نہیں لیتے۔

یہی وہ کتاب ہے جس کو سنتے ہی جن فوراً بول اٹھے :

''ہم نے ایک عجیب پڑھی جانے والی چیز سنی ہے جو صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے

تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔'' (سورہ جن : ۱ ، ۲)

جس نے اس کی بات کہی سچ کہی۔۔۔۔ جس نے اس پر عمل کیا اجر کا مستحق ہوا۔

جس نے اس کی بنیاد پر فیصلہ کیا انصاف کیا

جس نے اس کی طرف لوگوں کو دعوت دی، اس نے سیدھے راستے کی طرف دعوت دی۔

(جامع الترمذی والدارمی) (معارف الحدیث جلد نمبر ۵، صفحہ نمبر ۲۷)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حٰمٓ ۝ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

﴿یہ رحمٰن ورحیم (اللہ) کی جانب سے نازل کردہ کتاب ہے۔﴾

اللہ کا یہ کلام قرآن مجید ماہِ رمضان کی ایک بابرکت رات ''شب قدر'' میں اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونا شروع ہوا۔ اِس کا نزول ہی آپ ﷺ کو نبوت عطا کئے جانے کا اعلان تھا۔ اوراس کی آیات ہی آپ ﷺ کی ۲۳ رسالہ نبوی زندگی میں ہر لمحہ اور ہر مرحلہ رہنمائی کرتی رہیں۔

غارِحرامیں اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ (پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا) سے لے کر ۱۳ رسال مکہ کی آزمائشوں سے پُردعوتی جدوجہد میں اور ہجرت کے بعد ۱۰ رسالہ مدنی زندگی کی معرکہ آرائی یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا (جب لوگ فوج درفوج اِس دین میں داخل ہونے لگے) تک۔۔۔یہی وہ مضبوط رسی (کتاب الٰہی) ہے جس کا ایک سرا اللہ کے پاس رہا اور دوسرا سرا اللہ کے رسول ﷺ مضبوطی سے تھامے رہے۔ اور اس طرح ہر لمحہ اور ہر مرحلے میں اللہ کی رہنمائی، مدد اور سہارا آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ؓ کو حاصل رہا۔

یہی وہ کتاب ہے جو رہتی دُنیا تک تمام انسانوں کے لیے ہدایت نامہ اور نصیحت ہے۔ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ (یہ بیان ہے تمام انسانوں کے لئے اور ہدایت ونصیحت ہے تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے) یہی وہ حیات بخش پیغام ہے جسے بعد کے ادوار میں صحابہ اور تابعین نیز اسلاف نے چہار دہانگ عالم میں اپنی زبان وقلم اور اپنے عمل وکردار سے پہنچایا۔

آنحضور ﷺ کی آخری وصیتوں میں ایک یہ ہے کہ تم دو چیزوں کو تھامے رہو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب دوسری میری سُنّت، اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے وصال کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ ﷺ کے اخلاق ومعمولات کیسے تھے۔ ام المومنین نے جواباً فرمایا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا یعنی آپ ﷺ مجسم قرآن تھے۔ آپ ﷺ کے اخلاق، عبادات، اطوار اور معمولات قرآن کا نمونہ اور اِس کی عملی تفسیر تھے۔ کوئی کام، کوئی معاملہ، کوئی معاہدہ، کوئی گفتگو اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں تھا جو آپ ﷺ نے قرآنی ہدایت کے مطابق نہ برتا ہو۔

یہی وہ ہدایت نامہ اور مضبوط رسی ہے جسے تھامنے کی ہدایت اللہ نے فرمائی اور جس کی وصیت آپ ﷺ نے کی

ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۔(سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو) مضبوط پکڑنے اور تھامنے کا مطلب یہی ہے کہ ہم اسے پڑھیں، سمجھیں، اس پر عمل کریں اور دیگر بندگانِ خدا تک پہنچائیں۔اور یہی وہ واحد ذریعہ ہے جس کی مدد سے اِس اُمت کو انتشار وافتراق سے نہ صرف بچایا جاسکتا ہے بلکہ موجودہ ذلت وخواری اور پریشان حالی سے نکالا بھی جاسکتا ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر

اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

جب سے اس اُمت نے قرآن کو (سمجھ کر پڑھنا اور اس پر عمل کرنا) چھوڑ دیا تب سے یہ ذلیل وخوار ہوئی اور مزید ہوتی جارہی ہے۔آیئے! آج سے ہم اس بات کا عہد کریں کہ اللہ کی اِس کتاب کو مضبوطی سے تھامیں گے اِسے سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا ماحول بنائیں گے۔خود بھی اس پر عمل کریں گے اور دوسرے بندگانِ خدا (برادران وطن) تک اس کو پہنچائیں گے۔نیز اپنی نئی نسل کو اِسی کے مطابق پروان چڑھائیں گے، اُنہیں اس کا حافظ ومحافظ بنائیں گے۔

برادرانِ محترم! آپ جانتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جبرئیل امین علیہ السلام ہر سال رمضان میں خصوصیت سے تشریف لاتے۔ وہ آپ ﷺ کو قرآن سناتے اور آپ ﷺ انہیں قرآن سناتے۔اِسی طرح آپ ﷺ نے امت کو قرآن کے سننے اور سنانے کا نظم کیا۔اور ہمارے لئے تراویح کی نماز کا اہتمام فرمایا۔جس کے ذریعے سے ہم رمضان میں اس کتاب (قرآن حکیم) کو حفاظ کرام سے مکمل سنتے ہیں۔اِس کا اصل مقصد یہی ہے کہ وہ ہدایت نامہ جس پر ہمیں زندگی بھر عمل کرنا ہے۔سال میں کم از کم ایک مرتبہ پورے طور سے ہم دہرالیں۔اور یہ دُہرانا اُسی وقت مفید ہوسکتا ہے جب ہم اس کو سمجھنے کا بھی اہتمام کریں۔اِسی عظیم مقصد کے حصول کے لیے یہ ایک چھوٹی سی کوشش ہے کہ جتنا کچھ قرآن روزانہ تراویح میں ہم سنیں اُس کا مختصر ترین خلاصہ چند منٹوں میں ہمارے سامنے آجائے۔لہٰذا اب یہ ہماری ذِمہ داری ہے بلکہ فریضہ ہے کہ بعد نماز تراویح چند منٹ رُک کر اِس خلاصہ کو سنیں اور دیکھیں کہ ہمارے رب نے ہمارے لئے کیا حیات بخش پیغام دیا ہے اور وہ کون سی شاہ کلید ہے جو ہمیں دُنیا میں عزت وسربلندی عطا کرے گی اور آخرت میں فلاح وکامیابی سے ہمکنار کرے گی۔

اللہ تعالیٰ صحیح معنوں میں ہمیں قرآن پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ادارہ

پہلی تراویح کے چند اہم نکات

پارہ نمبر ۱ شروع

آج کی تراویح میں سوا پارہ پڑھا گیا جو دوسرے پارے کی چوتھائی پر ختم ہوا یعنی سورۂ بقرہ کی ۱۷۶ر آیت پر۔

پہلی، سورۂ فاتحہ کہلاتی ہے جسے عوام الحمد شریف بھی کہتے ہیں اور یہ سورۂ فاتحہ نماز کی ہر رکعت میں بھی پڑھی جاتی ہے۔ دراصل یہ ایک دُعا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر اس انسان کو سکھائی ہے جو اس کتاب کا مطالعہ شروع کر رہا ہے۔ اس میں سب سے پہلے اللہ کی اہم صفات خصوصاً تمام جہانوں کے رب ہونے، سب سے زیادہ رحمٰن ورحیم ہونے اور ساتھ ساتھ انصاف کرنے والے کی حیثیت سے تعریف کی گئی ہے۔ اور اس کے احسانوں اور نعمتوں کا شکریہ بھی ادا کیا گیا ہے پھر اپنی بندگی اور عاجزی کا اعتراف کرتے ہوئے اس سے زندگی کے معاملات میں سیدھے راستہ کی ہدایت طلب کی گئی ہے جو ہمیشہ سے اس کے انعام یافتہ اور معقول بندوں کو حاصل رہی ہے اور جس سے صرف وہی لوگ محروم ہوتے ہیں جنہوں نے اس کے راستے کو چھوڑ دیا ہے۔ یا اس کی کوئی پرواہ ہی نہیں کی ہے۔

دوسری سورۂ بقرہ، الف، لام، میم (الۗـــمۗ) سے شروع ہوتی ہے جس میں دُعا کا جواب دیا گیا ہے کہ اللہ نے سیدھا راستہ بتانے کیلئے یہ کتاب اتاری ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ پھر بتایا کہ اللہ کے نزدیک انسانوں کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جو اس کتاب پر ایمان لائیں اور اس کے احکام کی اطاعت کریں یعنی نماز قائم کریں، اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کریں، قرآن اور اس سے پہلے کی کتابوں پر ایمان لائیں اور جو کچھ اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ بتائیں اس پر بھی ایمان لائیں خواہ ظاہری حواس سے جانا جا سکے یا نہ جانا جا سکے۔ یعنی جنت ودوزخ ملائکہ وآخرت اور دوسرے اَن دیکھے (غیبی) حقائق جو اس کتاب میں بیان کئے گئے ہوں یہ لوگ مومن ہیں اور یہی اس کتاب سے صحیح فائدہ اٹھا سکیں گے۔

دوسرے وہ ہیں جو اس کتاب کا ہٹ دھرمی سے انکار کریں یہ کافر ہیں۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو معاشرتی دباؤ اور دنیاوی فائدوں کی خاطر اپنے کو مسلمان کہتے ہیں۔ مگر دل سے اِسلام کی قدروں کو نہیں مانتے بلکہ اِسلام کے باغیوں اور منکروں کی طرف جھکاؤ رکھتے ہیں۔ اس طرح اِسلام کی راہ میں رکاوٹوں اور حرام وناجائز باتوں سے پرہیز کی بناء پر پہنچنے والے ظاہری نقصانات سے ڈر کر شک وشبہ میں مبتلا ہیں۔ یہ دونوں گروہ اپنے کو دوہرے فائدے میں سمجھتے ہیں۔ حالانکہ سراسر نقصان میں ہیں۔

پھر تمام انسانوں کو مخاطب کر کے انہیں قرآن پاک پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔ اور کہا گیا کہ اپنے پیدا کرنے والے اور پرورش کرنے والے مالک وآقا کی بندگی اختیار کرو۔

گمراہی کا سب سے بڑا سبب یہ بتایا کہ جو لوگ اللہ کے کیے ہوئے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور جن رشتوں کو باندھنے کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ انہیں کاٹتے ہیں۔ اور وہ کام کرتے ہیں جن سے انسان نیکی کی بجائے برائی کی طرف چل پڑتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ حقیقت میں فسادی ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

پھر دُنیا میں انسان کی اصل حیثیت کو واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے خلیفہ کی حیثیت سے پیدا کیا ہے۔ اور اس کو دُنیا کی ہر چیز کے بارے میں ضروری علم، سمجھ اور صلاحیت عطا کر کے تمام مخلوقات پر فضیلت بخشی ہے۔ اس فضیلت کو فرشتوں اور ان کے ذریعہ دوسری مخلوقات نے تسلیم کیا مگر شیطان نے تکبر اور گھمنڈ میں آ کر اس کی فضیلت اور اطاعت سے انکار کر دیا اس لیے اللہ کے یہاں دھتکارا گیا۔ پھر آدم وحوا کو جنت میں رکھنے کا ذکر ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ اصل جگہ اولادِ آدم کی وہی ہے۔ مگر شیطان کے فریب سے آگاہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آدم وحوا کو آزمائش کیلئے ایک کام سے منع کیا۔ مگر دونوں شیطان کے بہکانے پر اللہ کے حکم کو بھلا بیٹھے اور وہ کام کر ڈالا جس سے منع کیا گیا تھا۔ اللہ نے شیطان اور حضرتِ آدم وحوا تینوں کو دُنیا میں بھیج دیا اور فرمایا کہ اللہ کی طرف سے بار بار اس کے رُسُل علیہم الصلاۃ والتسلیم ہدایت لے کر آتے رہیں گے۔ جو اس

ہدایت پر چلے وہی کامیاب ہوکر پھراسی جگہ واپس آئے گا۔اور جوانکار کرے گا وہ شیطان کے ساتھ جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے گا۔

اس کے بعد اس وقت کے دو بڑے مذہبی گروہوں کی طرف توجہ دلائی گئی کہ یہودی اور عیسائی، جنہیں قرآن سے پہلے تورات اور انجیل دی گئی تھی، انہوں نے (شیطان کی پیروی میں) دُنیا کے عارضی فائدوں اور اپنی خواہشاتِ نفس کو پورا کرنے کیلئے اللہ کی ہدایت میں کمی بیشی کر دی، کتابوں میں تبدیلی کردی اور اب محمد ﷺ کی رسالت اور قرآن کو اللہ کی کتاب ماننے سے انکار کرتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ چونکہ محمد ﷺ بنی اسماعیل میں پیدا ہوئے ہیں اس لئے ہم نہیں مانتے۔بنی اسحاق میں پیدا ہوتے تو ضرور مان لیتے۔اس طرح ان لوگوں نے اللہ کے دین کو بھی نسل کا پابند بنا دیا اس لئے یہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے۔پھر انکے دوسرے گمراہ کرنے والے عقیدوں کا ذکر کیا اور مسلمانوں کو تنبیہہ کی کہ وہ ان کے جیسی حرکتیں نہ کریں ورنہ وہ بھی گمراہ ہوجائیں گے اور قرآن سے کوئی ہدایت نہ پاسکیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے کئی اہم واقعات بیان کیے گئے ہیں کہ کس طرح اللہ نے انہیں اپنے انعامات سے نوازا، مگر وہ بار بار ناشکری، کج بحثی اور منافقت کا ثبوت دیتے رہے۔اور اللہ کے احکام کو حیلوں بہانوں سے ٹالتے رہے۔آخر اللہ نے انہیں عذاب میں گرفتار کر دیا۔

تمام انسانوں کی ہدایت کیلئے اہل کتاب (یہودی اور عیسائی دونوں) کی ایک اہم بیماری کا ذکر کیا گیا کہ یہ ایک دوسرے کی نجات کے منکر بن گئے ہیں۔یہودی کہتے ہیں عیسائیوں کی کوئی بنیاد نہیں اور عیسائی کہتے ہیں یہودیوں کی کوئی بنیاد نہیں۔اسی طرح مشرک بھی بے سوچے سمجھے یہی کہتے کہ ہم ہی حق پر ہیں۔اور ہمارے سوا سب باطل ہیں۔حالانکہ نجات یافتہ اور جنت کا مستحق ہونے کیلئے اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں ہونا یا یہودی یا عیسائی ہونا شرط نہیں۔بلکہ شرط یہ ہے کہ آدمی ایک تو "مسلم" یعنی اللہ کا اطاعت گذار بنے اور دوسرے "محسن" بنے یعنی نیت اور عمل دونوں میں خلوص اور احسان کی صفت اس میں پائی جائے۔

دین کو آبائی نسل سے وابستہ سمجھنے کی تردید کرتے ہوئے پورے زور سے فرمایا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام دونوں ہی اللہ کے پیغمبر تھے۔اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو اعلیٰ مقام ملا تھا وہ نسل یا وراثت کی بناء پر نہیں ملا تھا۔بلکہ اللہ نے مختلف امتحانوں میں ان کو ڈالا تھا۔اور جب وہ ان میں کامیاب اترے تو تمام انسانوں کی امامت اور پیشوائی کا منصب انعام کے طور پر عطا فرمایا اور آئندہ کیلئے بھی یہی قاعدہ مقرر کیا۔یہ منصب وراثت میں نہیں بلکہ اس کے لائق ہونے کی شرط کے ساتھ ملے گا۔اس موقع پر ان کے ہاتھوں کعبۃ اللہ کی تعمیر کا ذکر کیا اور بتایا کہ نبی کریم ﷺ اُن کی اس موقع پر مانگی ہوئی دُعا کا مظہر ہیں۔اور قیامت تک کے انسانوں کی ہدایت، تعلیم اور تزکیہ کیلئے بھیجے گئے ہیں اور اسی لئے اب بیت المقدس کی قبلہ کی حیثیت ختم کی جاتی ہے۔اور کعبۃ اللہ کو قبلہ قرار دیا جاتا ہے۔

پارہ نمبر۲ شروع

آیت ۱۵۲ سے ۱۶۰ تک کہا گیا ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو کفرانِ نعمت نہ کرو۔اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان ومال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ان حالات میں جو لوگ صبر کریں انہیں خوش خبری دے دو یہ وہ لوگ ہیں جب انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر ہمیں جانا ہے ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی۔اسی کی رحمت ان پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ سیدھے راستہ پر ہیں۔

صفا اور مروہ کے درمیان سعی (دوڑنا) کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ یہ حج کے اصلی مناسک میں سے ہے زمانۂ جاہلیت میں جو مشرکین کیا کرتے تھے (یعنی صفا پر اساف اور مروہ پر نائلہ کے استھان کا طواف) وہ مناسک حج میں تحریف کا نتیجہ تھا، جو برضا ورغبت کوئی بھلائی کا کام کرے گا اللہ اس کی قدر کرے گا وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں درآں حالیکہ ہم انہیں سب انسانوں کی رہنمائی کیلئے اپنی کتاب میں بیان کر چکے ہیں۔ یقین جانو کہ اللہ ان پر لعنت کرتا ہے۔ اور تمام لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں البتہ جو اس روش سے باز آ جائیں اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لیں اور جو کچھ چھپاتے تھے اُسے بیان کرنے لگیں تو اللہ ان کو معاف کر دے گا وہ بڑا درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

اس کے بعد چوتھائی پارے کے ختم تک توحید کا مضمون بیان کیا گیا ہے جو دین کی اصل بنیاد ہے۔ یعنی سوائے اللہ کے کوئی الوہیت اور اللہ کی صفات نہیں رکھتا وہ واحد ساری قوتوں کا مالک اور سارے خیر کا سر چشمہ ہے۔ اور پھر کائنات بنا کر کہیں کسی کونے میں بیٹھ نہیں گیا بلکہ اس کا انتظام خود چلا رہا ہے اور جس طرح ساری کائنات ایک منظم و مربوط نظام کی تابع ہے اسی طرح انسانوں کی ہدایت کیلئے اس نے اپنے احکام کا ایک نظام بنا دیا ہے اور اسے اپنے رسولوں اور کتابوں کے ذریعے انسانوں تک بھیجا ہے اور وہ ایک ہی ہے جو اللہ ہر زمانہ کیلئے ایک کتاب، ایک رسول اور آدم کی اولاد تمام انسانوں کیلئے ایک ہی نظام فکر و عمل بھیجتا رہا ہے۔

اس توحید کے مکمل نظام کو جس میں کھانے پینے سے لیکر صلح و جنگ، مقتولوں کے قصاص اور مرنے کے بعد لوگوں کے ورثہ کی تقسیم تک کے احکام دیئے گئے ہیں تسلیم کرو، اللہ نے یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے اور جن لوگوں نے اس کتاب کے معاملہ میں اختلاف کیا وہ مخالفت میں بہت دور نکل گئے۔

☆ پہلی تراویح کا بیان ختم ہوا۔

☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

دوسری تراویح کے چند اہم نکات

آج دوسرے پارے کی چوتھائی سے تیسرے پارے کے آدھے تک تلاوت کی گئی۔کل کی تراویح میں پڑھا جانے والا حصہ توحید کے مضمون پر ختم ہوا تھا۔آج توحید کے ضروری تقاضوں اور انسانی زندگی میں ان کے تمام نتائج کو واضح کرنے کیلئے بتایا گیا ہے کہ اللہ کے ساتھ وفاداری اور نیکی کا حق مشرق اور مغرب کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لینے سے ادا نہیں ہوگا۔جیسا کہ اہل کتاب نے سمجھ لیا ہے بلکہ ایمانیات یعنی عقائد کی درستگی کے ساتھ اللہ کے راستے میں رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، مقروضوں اور قیدیوں کی مدد کرنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا، آپس کے معاہدوں کو پورا کرنا اور مصیبت کے وقت، تنگی ترشی، دکھ، بیماری میں اور اللہ کے دشمن حملہ آور ہوں تو صبر واستقامت سے کام لینا۔ یہ ہے اصل دین سچائی اور تقویٰ۔ جو ایسا نمونہ قائم کریں وہ صحیح معنوں میں دین دار سچے اور متقی ہیں۔ پھر یہ بتایا کہ ایک دوسرے کے جان و مال کا احترام کرنا بھی نیکی اور تقویٰ کا حصہ ہے۔ چنانچہ قاتل' معاشرہ کا سب سے بڑا دشمن ہے اور اس کا قصاص سب کے ذمہ ہے اسی میں معاشرہ کی زندگی ہے۔اسی طرح کمزوروں کا حق دبانا اور طاقتوروں کا خیال رکھنا ظلم ہے۔ بلکہ کمزوروں کو حق دینا چاہیئے اور دلوانا چاہیئے۔ ورثہ کے معاملات اور وصیت کو پورا کرنا چاہیئے۔اس کے بعد روزوں کی فضیلت کا بیان ہوا۔اور اس کے احکام بتائے گئے۔ یہاں روزوں کا ذکر عبادات، نماز اور انفاق کے ساتھ نہیں بلکہ معاملات کے ساتھ کیا گیا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ روزے اصل میں اہل ایمان کو اپنی زندگی کے معاملات انصاف، احسان اور تقویٰ کے ساتھ انجام دینے کی تربیت دیتے ہیں اور آدمی کو لالچ بخل اور اسی طرح کی دوسری برائیوں سے بچنا سکھاتے ہیں۔اسی موقع پر رشوت کی برائی بیان کی گئی اور بتایا گیا کہ یہاں حکام کو رشوت کی چاٹ سب سے پہلے معاشرے کے لوگ ہی لگاتے ہیں۔اس لئے انہیں خود پر قابو پانا چاہیئے پھر حج اور جہاد کا ذکر کیا۔ کیونکہ روزہ صبر سکھاتا ہے اور حج اور جہاد بھی صبر کی اعلیٰ قسمیں ہیں۔

بعض لوگ حج کو صرف اپنی دُنیا بنانے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں اور آخرت کی طلب سے انکے دل خالی ہوتے ہیں۔اس لئے پھر منافقت کا ذکر کیا کہ جو لوگ دُنیا کے اتنے طالب ہوں کہ حج کی دُعاؤں میں بھی اپنی دُنیا ہی بنانے کی کوشش کریں وہ منافق ہی ہو سکتے ہیں۔ یہ منافق ایمان اور اسلام کے خوب دعوے کرتے ہیں۔خود کو اِسلام اور ملت کا خیر خواہ بتاتے ہیں مگر بدترین دشمن حق ہوتے ہیں۔نشانی یہ ہے کہ جب یہ زندگی کے معاملات انجام دیتے ہیں یا کسی ذمہ داری پر مقرر کئے جاتے ہیں تو اپنے اعمال سے معاشرے میں فساد برپا کرتے ہیں، لوگوں کی حق تلفیاں کرتے ہیں اور جب انہیں ٹوکا جاتا ہے تو ہٹ دھرمی کے ساتھ زیادتی پر جمے رہتے ہیں۔ان کے مقابلے میں سچے اہل ایمان اپنے نفس کو اللہ کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں۔اور اسی کی خوشنودی حاصل کرنے والے کام انجام دیتے ہیں۔اے ایمان والو! تم بھی منافقوں کی طرح نہ ہو جاؤ بلکہ اِسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ (اور کوئی حصہ بھی اپنی زندگی کا اس سے باہر نہ رکھو) تمہارا ازلی دشمن شیطان تمہاری تاک میں ہے اس سے چوکنا ہو کر زندگی گزارو کہیں وہ تمہیں بہکانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔اس موقع پر شراب اور جوئے کی ممانعت کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے اگر چہ ان میں بعض فائدے بھی ہیں مگر ان کے نقصانات جو معاشرے کو پہنچتے ہیں وہ ان کے فائدوں سے زیادہ ہیں اس طرح شریعت کا مزاج بتایا گیا کہ اگر کسی کام میں نفع سے نقصان کا پہلو (خصوصاً اخلاقی لحاظ سے) زیادہ ہو تو وہ شریعت میں ممنوع ہے۔

لوگوں نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے راستے میں کتنا خرچ کریں جواب دیا گیا کہ اپنی اور بچوں کی ضرورت سے زیادہ جو بھی بچ جائے وہ سب اللہ کا ہے اور اسی کی راہ میں خرچ کر دینا چاہیئے۔ پھر شادی بیاہ کی طرف توجہ دلائی کہ رشتہ داری قائم کرنے میں دین کو اصل مقام ملنا چاہیئے خواہ دین دار عورت یا مرد (غیر دین دار سے) مرتبہ یعنی اِسٹیٹس میں کم ہو۔آیت ۲۲۱ر میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ بین المذاہب شادیوں کی گنجائش نہیں۔مشرک عورتوں سے نکاح حرام ہے خواہ وہ تمہیں کتنی ہی پسند ہو۔مؤمنہ باندی مشرک آزاد سے بہتر ہے۔اسی طرح مشرکوں سے

نکاح کرنا منع ہے خواہ وہ تمہیں کتنا ہی پسند ہو۔ مؤمن غلام، مشرک آزاد سے بہتر ہے کہ ان کا طرزِ عمل جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور مسلمان کا عمل جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔

عورتوں کی ناپاکی کی حالت کے بارے میں لوگ پوچھتے ہیں آپ ان سے کہہ دیجئے کہ وہ ایک گندگی کی حالت ہے اس میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک صاف نہ ہوجائیں۔ پھر جب وہ پاک ہوجائیں تو ان کے پاس جاؤ جیسا کہ اللہ نے تم کو اجازت دی ہے۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ عورتوں سے ناراض ہوتے تو ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھالیتے ایسے وقت میں عورتیں بڑی الجھن محسوس کرتیں کہ یہ کیفیت نہ طلاق کی ہے اور نہ نکاح کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے محدود کردیا اور فرمایا کہ جو لوگ اپنی عورتوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھیں ان کیلئے چار مہینہ کی مہلت ہے اگر انہوں نے رجوع کرلیا تو اللہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے کہ وہ رجوع کر کے عورتوں کے حقوق برابر ادا کریں۔ اور اگر انہوں نے طلاق کی ٹھان لی ہے تو صاف صاف بتادیں تاکہ عورت عدت گزار کر آزاد ہوجائے۔

طلاق کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں واضح احکامات دیئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) دوران طلاق عورت شوہر کے گھر قیام کرے باہر نہ نکلے نہ شوہر اُسے نکالے اِلاّ یہ کہ وہ بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہو۔ (۲) شوہر کو چاہیئے کہ پاکی کی حالت میں صرف ایک طلاق دے دوران عدت وہ رجوع کرسکتا ہے۔ عدت گزر جانے کے بعد وہ جدا ہوجائے گی البتہ نکاح کر کے اُسے دوبارہ رکھ سکتا ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ (۳) یہی احکامات اس وقت بھی ہوں گے جب وہ دوسرے ماہ دوسری طلاق دے دے یعنی دوران عدت رجوع کرسکتا ہے، عدت گزر جانے کے بعد اگر رجوع کرتا ہے تو اُسے اُسی عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا حلالہ کی ضرورت نہیں ان دوطلاقوں کے بعد شوہر کو چاہیئے کہ یا تو عورت کو بھلے طریقے سے رکھ لے رجوع کرلے اور اگر شوہر اپنی بیوی کو نہیں رکھنا چاہتا تو اسے دے دلا کر عزت کے ساتھ رخصت کرے۔ (۴) تیسری طلاق دینے کے بعد حق رجوع ختم ہوجاتا ہے۔ اب وہ عورت اُس شوہر کے لیے حلال نہیں جب تک کہ وہ کسی اور مرد سے شادی نہ کرے اُس کے ازدواجی حقوق ادا کرے پھر وہ مرد اپنی مرضی سے اُسے طلاق دے تب وہ عدت گزارنے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے۔ اسے حلالہ کہتے ہیں مگر پہلے سے طے شدہ حلالہ شرعی طور پر جائز نہیں اُسے حدیث میں کرایے کا سانڈ کہا گیا ہے اور حلالہ کرنے اور کرانے والے دونوں پر لعنت کی گئی ہے۔ (۵) میاں بیوی میں نباہ نہ ہو رہا ہو اور شوہر طلاق نہ دے رہا ہو تو عورت کو خلع کا حق ہے کہ وہ شوہر کو کچھ دے دلا کر چھٹکارا لے لے البتہ شوہر کی غیرت کے منافی ہے کہ وہ عورت سے مہر کی رقم سے زیادہ کا مطالبہ کرے۔ (۶) عورت کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے حمل کو چھپائے طلاق کے بعد اگر وہ حاملہ ہے تو اُسے بچہ پیدا ہونے تک عدت گزارنی ہوگی۔ (۷) اولاد شوہر کی ہوگی اس کے جملہ اخراجات شوہر کو ادا کرنے ہوں گے بچہ اگر دودھ پیتا ہے تو مدت رضاعت دو سال ہے۔ حق پرورش ماں کو ہے بچے کے سمجھدار ہونے تک ماں پالے گی اور شوہر خرچ اٹھائے گا۔ شوہر کیلئے جائز نہیں کہ بچے کو ماں سے الگ کردے خاص طور پر جب کہ وہ شیر خوار ہو۔ (۸) عدت کی مدت تین بار حیض کا آنا اور پاک ہونا ہے۔ (۹) جن عورتوں کے شوہروں کا انتقال ہوجائے ان کی عدت چار ماہ دس دن ہے اس دوران انہیں بناؤ سنگھار نہیں کرنا چاہیئے۔ (۱۰) مطلقہ عورت دوران عدت شوہر کے گھر میں رہے گی اور زیب وزینت کرے گی تاکہ شوہر رجوع پر آمادہ ہو۔ (۱۱) مطلقہ عورت کی عدت پوری ہونے لگے تو شوہر سنجیدگی سے فیصلہ کرلے کہ وہ بھلے طریقے سے رخصت کردے گا یا پھر وہ رجوع کرنا چاہتا ہے تو خلوص دل سے رجوع کر کے عورت کے ساتھ باعزت زندگی گزارے گا۔ عورت کو ستانے کے لیے رجوع کرنا ظلم ہے۔ (۱۲) عدت کے بعد جب جدا ہوجائے اور کہیں اور نکاح کرنا چاہے تو شوہر کے لیے جائز نہیں کہ وہ رکاوٹ بنے اُسے ستائے یا بدنام کرے۔ (۱۳) ان تمام احکامات میں اللہ کی حدود یہی ہیں جو اللہ کی ان حدود کی خلاف ورزی کرے گا ظالم شمار کیا جائے گا۔ ایک مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ ان احکامات کی خلاف ورزی کر کے اللہ کی آیات کا مذاق اڑائے۔

پھر عورتوں کی پاکی، ناپاکی اوران سے سلوک کے مسئلے بتائے اسی طرح نکاح اور طلاق کے احکام بتاتے ہوئے کہا کہ یہ سب اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں۔ ان کی حفاظت ایمان کا تقاضہ ہے۔ اسی طرح بچوں کو دودھ پلانے اور پلوانے کے احکام، شوہر کے مرنے کی عدت اور نکاح کرتے وقت مہر کے مسائل کا ذکر کیا گیا۔ اوران تمام معاشرتی احکام کا اختتام اس پر کیا گیا کہ نماز کی حفاظت کرو یہاں تک کہ سفر اور خطرہ کی حالت میں بھی قصر نماز کو نہ چھوڑو دراصل نماز ہی آدمی میں اللہ کی کامل اطاعت اور خلوص ووفاداری کے جذبہ کی پرورش کرتی ہے۔

یہودیوں کی تاریخ کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ کی یاد سے غفلت نے انہیں بزدل بنادیا تھا۔ اور وہ ایک موقعہ پر بہت بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود اپنے دشمنوں سے ڈرکر بھاگ کھڑے ہوئے اور اس طرح انہوں نے اپنی اخلاقی اور سیاسی موت خرید لی۔ گویا مسلمانوں کو بتایا کہ مکہ سے مدینہ ہجرت دشمنوں کے خوف سے نہیں بلکہ اسلام کو بچانے اور پھر پھیلانے کیلئے ہے۔ چنانچہ، یہی کام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے انجام دیا اس طرح قیامت تک کے مسلمانوں کو راستہ دکھایا کہ انہیں بھی کبھی ہجرت کرنی پڑے تو اسلام کو قائم کرنے کا نصب العین آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیئے۔ ساتھ ہی تفصیل سے بنی اسرائیل کی ایک جنگ کا قصہ بیان کیا جو طالوت اور جالوت میں ہوئی تھی، اس طرح مسلمانوں کو بتایا کہ انہیں بھی انہی مرحلوں سے گزرنا پڑے گا۔ اللہ کے ہاں کام آنے والی اصل چیز اس کی راہ میں جان اور مال کی قربانی ہے۔ اللہ نے اپنی کتاب اور اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ اللہ پرستی کی راہ بتادی ہے۔ اب جس کا جی چاہے وہ غیر اللہ سے کٹ کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لے اور جس کا جی چاہے وہ اپنے گھڑے ہوئے غلط سہاروں کو پکڑے رہے اور اپنی عاقبت تباہ کرلے پھر سود کو حرام کرنے کا اعلان کیا۔ چونکہ سودی نظام لوگوں میں دُنیا پرستی اور مال کی پوجا کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ پس اگر معاشرہ میں نیکیاں پھیلانا، اللہ ترسی اور بندوں کی امداد کا نظام لانا ہے تو سودی نظام ختم کرنا ہوگا۔ سورۂ بقرہ کے اخیر میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جب مسلمان آپس میں لین دین کریں اور کوئی مدت متعین کی جائے تو یہ لین دین تحریری ہونا چاہئے۔ اور اس تحریر پر دو گواہوں کے دستخط بھی ہونا چاہئے تاکہ معاملات صاف رہیں۔ سورۃ کو اس مشہور دُعا پر ختم کیا جو نبی ﷺ کو معراج شریف میں سکھائی گئی تھی۔ اس میں مغفرت کے ساتھ کافروں کے مقابلے میں مدد فرمانے کی دُعا بھی کی گئی ہے۔

پارہ نمبر ۳ شروع

اس کے بعد تیسری سورۃ آل عمران کے دو رکوع ہیں ان میں بتایا گیا ہے یہود ونصاریٰ نے اللہ کی طرف سے آئی ہوئی کتابوں میں اختلافات پیدا کر کے اصل حقیقت کو گم کردیا اب اللہ نے اسی گم شدہ حقیقت کو واضح کرنے کیلئے قرآن اُتارا ہے۔ تاکہ لوگ اختلافات کی بھول بھلیوں سے نکل کر ہدایت کی شاہراہ پر آجائیں۔ اب جو لوگ اس کتاب کا انکار کردیں گے ان کیلئے اللہ کے ہاں سخت عذاب ہے۔

پھر اللہ نے ان رکاوٹوں کا ذکر فرمایا کہ جو قرآن اور اس کے ماننے والوں کے درمیان شیطان پیدا کرتا ہے یعنی دُنیا کی مرغوبات، عورتیں، بیٹے، سونے چاندی کے ڈھیر، نشان زدہ گھوڑے، ہتھیار، چوپائے اور کھیتی مگر یہ سب دُنیا کی عارضی چیزیں ہیں اور اللہ کے پاس ان کیلئے اس سے بھی کہیں بہتر سامان اور ٹھکانہ ہے۔ جو لوگ تقویٰ اختیار کریں گے ان کیلئے جنت ہے اور اللہ کی خوشنودی ہے۔ یہ وہ ہیں جو صبر کرنے والے سچے فرمانبردار، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور صبح کے تڑکے میں اپنے رب سے مغفرت کی دُعائیں کرنے والے ہیں۔ رہ گئے کافر تو دُنیا کا مال ومتاع، اولاد اور شان وشوکت یہ سب انہیں اللہ کی پکڑ سے نہیں بچاسکیں گے۔ ان کا وہی حال ہوگا جو ان سے پہلے فرعون اور اس کی قوم کا ہوا۔ اس حقیقت کا ثبوت تمہیں بدر کے میدان میں مل چکا ہے کہ حق کا پرچم اُٹھانے والے ۳۱۳ رتھے اوران کے مقابلے میں کافر ۱۰۰۰ ر سے زیادہ تھے۔ مگر اللہ نے فرشتوں سے اہل ایمان کی مدد فرمائی تھی۔ اس واقعہ میں سمجھ داروں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

☆ دوسری تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

تیسری تراویح کے چند اہم نکات

آج تیسرے پارے تِلْکَ الرُّسُلُ کے نصف سے چوتھے پارے کے تین چوتھائی تک تلاوت کی گئی۔سورۃ آل عمران اس جگہ ختم ہوجاتی ہے۔کل کی تراویح کی آخری آیات میں نبی ﷺ سے کہلوایا گیا تھا کہ "اے اہل کتاب اور دوسرے مذہب والو! میں اور میرے پیرو تو صحیح اِسلام کے قائل ہو چکے جواللہ کا اصل دین ہے اب تم بتاؤ کہ کیا تم بھی اپنے اور اپنے پچھلوں کے اضافوں کو چھوڑ کر اسی اصل اور حقیقی دین کی طرف آتے ہو؟" ظاہر ہے کہ ہٹ دھرم لوگ کسی طرح بھی اپنا طریقہ نہیں چھوڑا کرتے اس لئے فرمایا جولوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے رہے،اس کے نبیوں کوقتل کرتے رہے اور ان لوگوں کی جان کے بھی دشمن بن گئے جولوگوں میں انصاف کی دعوت لے کر اُٹھے،تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خبر دے دو۔یہ اپنی کرتوتوں پر دُنیا میں کتنے ہی خوش ہوتے رہیں مگر حقیقت میں ان کے اعمال اور کوششیں سب دُنیا اور آخرت میں برباد ہوں گی۔ اور اللہ کی پکڑ سے انہیں بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

اہلِ کتاب کی مسلسل مجرمانہ حرکتوں کا سبب بتایا گیا کہ ان کے من گھڑت عقیدوں نے ان کو غلط فہمی میں ڈال کر اللہ سے بے خوف بنا دیا ہے۔پھر مسلمانوں کو تنبیہ کی کہ راز داری کے معاملات میں مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔سب کیلئے اعلان کر دیا گیا کہ اے نبی ﷺ ! فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہوتو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔بس اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی۔اگر لوگ اس سے پھریں تو معلوم ہو کہ اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

پھر اللہ نے عیسائیوں کی گمراہی کو واضح کرتے ہوئے حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو بیان کر کے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بغیر باپ کے ایسا ہی معجزہ ہے جیسا کہ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔اس دلیل سے معلوم ہوا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام خدائی میں شریک نہیں تو حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیسے خدائی میں شریک کرتے ہو۔

اہلِ کتاب پر حجت تمام کرنے کے بعد پھر انہیں اس طرح اسلام کی دعوت دی کہ "آؤ اس کلمہ پر جمع ہوجائیں جو ہم اور تم دونوں مانتے ہیں اور وہ ہے اللہ کی توحید' اگر توحید کا انکار کرتے ہو تو گویا پچھلی کتابوں اور نبیوں کا انکار کرتے ہو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حوالہ دیا کہ ان کو اپنی گمراہیوں میں کیوں شریک کرتے ہو، وہ تو نہ یہودی تھے نہ عیسائی تھے، بلکہ سچے اور یکسو مسلم تھے۔توریت اور انجیل تو ان کے بعد آئی ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام سے صحیح نسبت کے حقدار حضرت محمد ﷺ اور ان کے پیروی کرنے والے ہیں۔کیونکہ وہی ان کے دین کو لے کر اٹھے ہیں۔

یہودیوں کی بعض چالوں کا بھی ذکر کیا تا کہ مسلمان ان کی سازشوں سے ہوشیار رہیں۔ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ کچھ لوگ پہلے تو اسلام قبول کر لیتے ہیں۔پھر کچھ عرصہ بعد اسلام اور مسلمانوں پر الزامات لگا کر اسلام سے نکل جاتے ہیں۔ان کی پوری تاریخ اسی طرح کی چالوں سے بھری ہوئی ہے۔

یہود کے علماء اور لیڈروں کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ تم اپنی قوم کے اندر تعصب کو بھڑکاتے ہو کہ کسی اسرائیلی کیلئے جائز نہیں کہ غیر اسرائیلی کو نبی مانے۔حالانکہ اصل ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے جس کا تمہیں طالب ہونا چاہیئے خواہ بنی اسحاق پر آئے یا بنی اسماعیل پر۔تم اگر سمجھتے ہو کہ کسی کو عزت تمہارے دینے سے ملے گی تو یہ غلط ہے۔عزت وفضیلت اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے دے۔

اسی طرح عیسائیوں پر ان کے عقیدے کی غلطی واضح کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ نے تمام نبیوں سے یہ عہد لیا ہے کہ جب تمہارے پاس ایک رسول ان پیشین گوئیوں کا مصداق بن کر آئے جو تمہارے پاس ہیں۔تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔بقرہ کی طرح آل عمران میں بھی

واضح کیا گیا کہ اللہ کی وفاداری کا مقام محض جھوٹی رسم داری اور دکھاوے کی دین داری سے حاصل نہیں ہوسکتا۔اس لئے اصل چیز یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں ان چیزوں میں سے خرچ کرو جو تمہیں محبوب ہیں۔

اہل کتاب کو ملامت کی گئی کہ سیدھا راستہ بتانے کیلئے تم اللہ کی طرف سے مقرر کیے گئے تھے۔ یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ تم اب اس سے لوگوں کو روکنے اور گمراہ کرنے کیلئے اپنی کوششیں صرف کر رہے ہو بس اب تمہیں معزول کیا جاتا ہے اور یہ امانت امتِ محمدیہ کے سپرد کی جاتی ہے۔ساتھ ہی امتِ محمدیہ کو بشارت دی گئی کہ اہل کتاب تمہاری مخالفت میں کتنا بھی زور لگالیں، تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ بشرطیکہ تم صبر اور تقویٰ پر قائم رہو۔

پارہ نمبر۴ شروع

جنگ اُحد میں مسلمانوں کو اپنی ہی غلطی سے جو تکلیف پہنچی (حالانکہ ان کی تعداد بدر کے مقابلے میں دگنی سے بھی زیادہ تھی) اس پر بے لاگ تبصرہ فرمایا اور بتایا گیا کہ منافقوں کے ساتھ چھوڑ جانے سے بعض لوگ دل برداشتہ ہوگئے۔ حالانکہ اصل بھروسہ اللہ پر کرنا چاہیئے جب کہ وہ پہلے بھی بدر میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور اللہ نے تو تین سو منافقوں کے راستہ میں سے کٹ کر چلے جانے پر تین ہزار فرشتوں سے مدد فرمائی۔ چنانچہ پہلے مسلمان کامیاب ہوگئے مگر ان کے ایک دستہ نے مالِ غنیمت کے لالچ میں نبی ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی۔ جس کے سبب اللہ نے سبق سکھانے کیلئے فتح کو شکست میں بدل دیا۔

سود کی مذمت اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمائی کہ اے ایمان والو! بڑھتا چڑھتا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس سے پہلے بھی اللہ کا فرمان ہے جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو اور اس حالت میں ان کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں "تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی چیز ہے" حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام لہٰذا جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچے اور آئندہ کے لیے وہ سود خوری سے باز آجائے تو جو کچھ وہ پہلے کھا چکا سو کھا چکا اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جو اس حکم کے بعد پھر اسی حرکت کا اعادہ کرے وہ جہنمی ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اللہ سود کا مٹھ مار دیتا ہے اور صدقات کو نشوونما دیتا ہے اللہ کسی ناشکرے بدعمل انسان کو پسند نہیں کرتا ہاں جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں ان کا اجر بے شک ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر واقعی تم مومن ہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے اب بھی توبہ کرلو اور سود چھوڑ دو تو اپنا اصل سرمایہ لینے کے تم حقدار ہو۔ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ تمہارا قرض دار تنگ دست ہو تو ہاتھ کھلنے تک اُسے مہلت دو اور اگر تم معاف کر دو تو تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم سمجھو۔

سود کے متعلق درج ذیل احادیث کا مطالعہ مفید رہے گا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا گیہوں کے بدلے گیہوں، جَو کے بدلے جَو، سونے کے بدلے سونا نمک کے بدلے نمک، چاندی کے بدلے چاندی، کھجور کے بدلے کھجور لینا دینا برابر برابر جائز ہے اور جو اضافہ کر کے دیا جائے وہ سود ہے۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی لعنت ہے سود کھانے والے پر کھلانے والے پر اس کے لکھنے والے پر اس کا لین دین کرنے والے پر اس کے گواہ پر۔ (مسلم، ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ نے ایک طویل خطبہ دیا اس میں فرمایا خوب سمجھ لو دورِ جاہلیت کی ساری چیزیں میرے دونوں قدموں کے نیچے روند دی گئی ہیں اور زمانۂ جاہلیت کا خون معاف ہے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان سے ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے فرزند کا خون معاف کرنے کا اعلان کرتا ہوں اور دورِ جاہلیت کے سارے سودی

معاملات اب سوخت ہوگئے اور اس سلسلے میں بھی سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کے سودی مطالبات کے ختم کرنے کا اعلان کرتا ہوں آج ان کے سارے سودی مطالبات ختم ہیں۔ (مسلم)

اس موقعے پر سود کی سخت برائی کی اور اللہ کے راستے میں خرچ کرنے پر اُبھارا اور کہا کہ اللہ کی بخشش اور اسکی جنت کیلئے ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرو۔ جس کی وسعتیں آسمانوں اور زمینوں سے بھی زیادہ ہیں اور جو ان لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے جو ہر حال میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے، غصہ کو ضبط کرنے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں کسی حال میں پست ہمت نہ ہنو اور نہ غم کرو اگر تم سچے مومن بن گئے تو تم ہی غالب رہو گے۔

نبی ﷺ کی ایک اہم صفت یہ بتائی گئی جس کا اتباع امت کے تمام رہبروں کو کرنا چاہیئے کہ یہ اللہ کا فضل ہے کہ نبی ﷺ لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے والے ہیں۔ اگر سخت گیر ہوتے تو پھر یہ لوگ آپ کے گرد جمع نہیں ہو سکتے تھے، پھر فرمایا آپ ان سے معاملات میں مشورہ لیتے رہئیے اور ان کی مغفرت کی دُعا کیجئے، پھر مومنوں کو بتایا کہ ان کے اندر محمد ﷺ کو بھیج کر ان پر بہت بڑا احسان کیا اسلئے آزمائشوں اور کافروں سے مقابلہ کرنے سے مت گھبراؤ۔ کیونکہ اللہ آزمائشوں کے ذریعہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا۔

سورۂ بقرہ کی طرح سورۂ آل عمران کو بھی نہایت پر اثر دُعا پر ختم کیا گیا ہے۔ دُعا سے پہلے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اللہ کی قدرت اور حکمت کی نشانیاں سارے جہاں میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آدمی آنکھیں کھولے اللہ کی باتیں سننے کیلئے کان لگائے اور اس کی حکمتوں پر غور کرنے کیلئے دل و دماغ کا استعمال کرے۔ آخر میں مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ چار چیزیں ہیں جو تمہیں دُنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب کرائیں گی۔ انہیں اختیار کرو۔ صبر و استقامت یعنی دین کی مخالفت کرنے والوں کے مقابلے میں ثابت قدمی، ہر وقت چوکنا رہنا اور دین کی حفاظت کرنا اور تقویٰ یعنی اللہ کی مقرر کردہ حدوں کی پابندی۔

☆ تیسری تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

چوتھی تراویح کے چند اہم نکات

اس تراویح میں چوتھے پارہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ کے بارہویں رکوع سے پانچویں پارہ وَالْمُحْصَنٰتُ کے سترہویں رکوع تک تلاوت کی گئی۔سب سے پہلے اللہ سے ڈرتے رہنے کی ہدایت، جس نے سب کو ایک ہی جان سے پیدا کیا۔تمام مرد اور عورتیں ایک ہی آدم وحوا کی اولاد ہیں۔ اسی وجہ سے خدا اور رحم یعنی خون کا رشتہ سب کے درمیان مشترک ہے۔انہی دو بنیادوں پر اسلامی معاشرہ کی عمارت قائم ہے۔یتیموں کے حقوق ادا کرنے کی تاکید کی۔اس معاملہ میں کسی قسم کی ہیر پھیر اور ردوبدل کو سختی سے منع کیا گیا۔اس موقع پر یتیموں کے حقوق کے تحفظ کے نقطۂ نظر سے ان کی ماؤں سے نکاح کی اجازت دی۔عربوں میں بیویوں کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں تھی۔اس موقعہ پر چار تک تعداد کو محدود کردیا گیا۔اور یہ شرط لگائی گئی کہ ان کے حقوق کی ادائیگی اور مہر میں کمی نہیں ہونی چاہیے۔وراثت کی تقسیم کے ضابطے کی تفصیل بتائی تاکہ سب کے حقوق متعین ہوجائیں۔

(۱) میراث میں صرف مردوں ہی کا حصہ نہیں بلکہ عورتیں بھی اس کی حقدار ہیں اگرچہ ان کا حصہ مرد کے نصف ہے۔ (۲) میراث بہر حال تقسیم ہونی چاہئے خواہ وہ کتنی ہی کم ہو حتیٰ کہ اگر مرنے والے نے ایک گز کپڑا چھوڑا ہے اور دس وارث ہیں تو بھی اسے دس حصوں میں تقسیم ہونا چاہئے۔ (۳) وراثت کا قانون ہر قسم کے اموال واملاک پر جاری ہوگا خواہ وہ منقولہ ہوں یا غیر منقولہ، زرعی ہوں یا غیر زرعی، آبائی ہوں یا غیر آبائی تمام املاک کو ورثاء میں شرعی طور پر تقسیم کرنا ضروری ہے۔ (۴) قریب تر رشتہ دار کی موجودگی میں بعید تر رشتہ دار میراث نہ پائے گا۔

وراثت میں ہر ایک کا حصہ متعین کرنے کے بعد بتایا گیا کہ یہ تقسیم اللہ تعالیٰ کے کامل علم کی بنیاد پر ہے۔تمہیں نہیں معلوم کہ کون کتنا قریب ہے اور کون کتنا دور ہے۔ نیز یہ احکامات اللہ کی طرف سے فرض قرار دیئے گئے ہیں۔یہ اللہ کی حدود ہیں جو ان پر عمل کرے گا اور سب کو حق شرعی کے مطابق دے گا اللہ تعالیٰ اُسے اپنی بیش بہا جنت میں داخل فرمائے گا وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ کے ان احکامات کی خلاف ورزی کرکے وراثت سے محروم کرے گا دوسروں کا مال ناجائز طریقے سے کھائے گا گویا ان حدود کو توڑے گا تو اللہ اُسے آگ میں ڈالے گا۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔اور اس کے لیے رسوا کن سزا ہے۔یہ احکامات اس لیے ہیں کہ کوئی طاقتور فریق کمزور کو اس کے حق سے محروم نہ کرسکے اور آپس میں ظلم وحق تلفی کے جھگڑوں کو روکا جاسکے۔اس بات کا اعلان کہ عورت مالِ وراثت نہیں ہے،عربوں میں دستور تھا کہ سوتیلی ماں بیٹے کو ورثہ میں مل جاتی تھی۔اس سے منع کیا اور یہ بھی بتایا کہ عورتوں کو دیا ہوا مال ان سے واپس لینے کیلئے تنگ نہ کرو۔پھر ان عورتوں کی تفصیل جن کے ساتھ نکاح ناجائز ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) مائیں، نانی، دادی خواہ سگی ہوں یا سوتیلی (۲) بیٹیاں، پوتی، پڑپوتی، نواسی، سگی سوتیلی (۳) بہنیں خواہ سگی ہوں، ماں شریک بہن ہو یا باپ شریک، بہن تینوں اس حکم میں یکساں ہیں (۴) پھوپھیاں (۵) خالائیں (۶) بھتیجیاں (۷) بھانجیاں سگے ہوں یا سوتیلے (۸) رضاعی مائیں (جن ماؤں کا دودھ پیا ہو) (۹) دودھ شریک بہن اس امر پر امت میں اتفاق ہے کہ ایک لڑکے یا لڑکی نے جس عورت کا دودھ پیا ہو اس کے لیے وہ عورت ماں کے حکم میں ہے اور اس کا شوہر باپ کے حکم میں ہے اور وہ تمام رشتے جو حقیقی ماں اور باپ کے تعلق سے حرام ہوتے ہیں رضاعی ماں باپ کے تعلق سے بھی حرام ہوجاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب دودھ پینے سے وہ تمام رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو حقیقی رشتوں میں حرام ہیں۔ (۱۰) ساس بھی حرام ہے۔ (۱۱) سوتیلی بیٹی جس کی ماں کے ساتھ خلوت ہوئی ہو اگر خلوت نہ ہوئی ہو تو وہ حرام نہیں۔ (۱۲) سگی بہویں پوتے اور نواسوں کی بیویاں حرام ہیں البتہ لے پالک بیٹے کی بیوی جب مطلقہ یا بیوہ ہو تو حرام نہیں۔ (۱۳) دو سگی بہنوں کا ایک وقت میں ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا بھی حرام ہے۔ (۱۴) بہ یک وقت بیوی اور اس کی خالہ، پھوپی بھتیجی، بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔اس بارے میں اصول یہ ہے کہ ایسی دو عورتوں کو ایک شخص کے

نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ جن میں سے کوئی ایک اگر مرد ہوتی تو اس کا نکاح دوسرے سے حرام ہوتا۔ (۱۵) وہ عورتیں بھی حرام ہیں جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں البتہ ایسی عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں جو جنگ میں باندی بن کر آئیں۔ ان عورتوں کے ماسوا تمام عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں بشرطیکہ تم ان کے مہر ٹھیک ٹھیک ادا کرو نکاح کا مقصد عصمت وعزت کی حفاظت ہو نہ کہ محض شہوت رانی۔ نکاح کی شرائط کا بیان اس لیے ہے تا کہ معاشرہ بدکاری بے حیائی اور ظلم وزیادتی سے پاک رہے۔ یہ بھی واضح کیا کہ اصلاح وہدایت اور معاشرہ کے استحکام و پاکیزگی کے ان احکامات میں اللہ نے وہ سہولت بھی ملحوظ رکھی ہے جو لوگوں کی طبعی کمزوری کے پیش نظر ضروری تھی۔ اس لئے خبردار نفس پرستوں کے بہکانے میں نہ آجانا۔ وہ تمہیں پاکیزگی کے راستے سے ہٹا کر نفس پرستی کے اندھیروں میں بھٹکا دینا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں سے کھانے اور ایک دوسرے کا خون بہانے کی ممانعت کی۔ اور بتایا کہ اللہ خود رحیم ہے۔ اس لئے چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی آپس میں ایک دوسرے کیلئے رحیم ہوں جو لوگ معاشرہ میں ظلم وزیادتی کا بیج بوئیں گے وہ سب جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ البتہ جو لوگ بڑے گناہوں سے جنہیں عام زبان میں گناہِ کبیرہ کہتے ہیں، بچتے رہیں گے ان کے چھوٹے گناہوں سے اللہ درگزر فرمائے گا۔

فرمایا شریعت میں عورت اور مرد دونوں کیلئے جو حدود اور حقوق متعین کر دیئے گئے ہیں سب کو ان کے اندر رہنا چاہئے۔ ہر ایک اپنی اپنی حد کے اندر کی ہوئی ہر محنت کا اجر اللہ کے ہاں پائے گا۔ خاندان اور معاشرے میں سربراہی اور قوامیت کا مقام مرد کو دیا گیا۔ کیونکہ اپنی پیدائشی صفات اور خاندان کی کفالت کا ذمہ دار ہونے کی وجہ سے وہی اس کیلئے موزوں ہے۔ نیک بیبیاں اس کا احترام کریں اور جن عورتوں سے سرکشی کا اندیشہ ہو تو ان کے شوہر انہیں نصیحت کریں۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو مناسب تنبیہہ بھی کی جاسکتی ہے۔ اور اختلاف بہت بڑھ جائے تو ایسی صورت میں شوہر اور بیوی دونوں کے خاندانوں میں سے ایک ایک پنچ مقرر کیا جائے۔ جو حالات کی اصلاح کی کوشش کریں۔

اللہ نے والدین، اقرباء، یتامیٰ، مساکین، پڑوسی (رشتہ دار ہوں یا نہ ہوں یا عارضی اور وقتی) مسافر اور ماتحت سب کے حقوق پہچاننے اور ادا کرنے کی تاکید کی۔ اللہ کو وہی بندے پسند ہیں جو متواضع اور نرم مزاج ہوں۔ وہ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اکڑنے والے، کنجوس اور کنجوسی کا مشورہ دینے والے ہوں اس طرح وہ بھی پسند نہیں جو اللہ کی خوشنودی کے بجائے لوگوں کو دکھانے اور نام آوری کیلئے خرچ کریں۔ یادرکھو لوگوں کے حقوق ادا کرنے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کبھی گھاٹے میں رہنے والے نہیں ہیں۔ ان کے لیے اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

ان لوگوں کیلئے بڑے افسوس کا اِظہار کیا جو آخرت سے بالکل بے پرواہ ہو کر اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی پر اڑے ہوئے تھے ایمان اور عمل صالح کی راہ نہ خود اختیار کرتے تھے اور نہ دوسروں کو اختیار کرنے دینا چاہتے تھے۔ پھر تنبیہہ کی کہ اس آخری رسول ﷺ کے ذریعہ تبلیغ کا حق ادا ہو چکا ہے۔ جو اَب بھی نہیں سنیں گے وہ سوچ لیں کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے جس دن اللہ سب رسولوں کو ان کی صفوں پر گواہ ٹھہرا کر پوچھے گا کہ تم نے اپنی امتوں کو کیا دعوت دی؟ اور انہوں نے کیا جواب دیا پھر یہی سوال اس آخری امت کے متعلق آخری رسول ﷺ سے بھی ہوگا۔ وہ دن ایسا ہوگا کہ نہ کسی کیلئے کوئی جائے پناہ ہوگی اور نہ کوئی شخص کوئی بات چھپا سکے گا۔

اس تنبیہہ کے بعد اللہ کے سب سے بڑے حق یعنی نماز کے بعض آداب وشرائط بتائے یہودیوں کی بعض شرارتوں کا ذکر کیا خاص طور پر نبی ﷺ کے بارے میں ایسے الفاظ بولنے کی عادت جن کے دو دو معنیٰ نکلتے ہوں کہ مسلمان جو مطلب سمجھیں وہ اس سے الٹ مطلب مراد لیں۔ بتایا کہ یہ حرکتیں وہ حسد کے سبب کرتے ہیں لیکن اللہ نے فیصلہ کرلیا ہے کہ وہ رسول ﷺ اور آپ کی امت کو کتاب وحکمت اور عظیم الشان سلطنت عطا فرمائے گا اور یہ حاسد اِن کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ چنانچہ دُنیا نے دیکھا کہ عرب کے بدوؤں نے، رسول اللہ ﷺ کا دامن تھاما اور آٹھ سو برس دُنیا کی اِمامت کی۔ یہ طویل حکومت وسلطنت اِسلامی معاشرہ قائم کرنے کا نتیجہ تھا۔ مسلمانوں کو نصیحت کی کہ جب یہ امانت یہود سے لیکر تمہیں دی جارہی ہے تو تم ان کی طرح امانت میں خیانت نہ کرنا۔ بلکہ اس کا حق ٹھیک ٹھیک ادا کرنا اور ہر حال میں عدل پر قائم رہنا۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور جو تم میں سے حکمراں ہوں ان کی اطاعت کرتے رہنا اور اگر تم میں اور حکمرانوں میں اختلاف ہو جائے تو

اللہ اور رسول ﷺ کی طرف معاملہ کو لوٹانا تا کہ جھگڑے کا صحیح فیصلہ ہو سکے۔ اور تمہارا شیرازہ نہ بکھرے۔ منافقوں کو ملامت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت پر جمع ہونے کی بجائے اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں سے میل جول رکھتے ہیں اور اس کو اپنی عقلمندی سمجھتے ہیں حالانکہ اس وقت تک ایمان معتبر ہی نہیں جب تک وہ پورے طور پر اپنے کو نبی ﷺ کے حوالہ نہ کر دیں اور ہر معاملہ میں ان کی اطاعت کرنے لگیں۔

مسلمانوں کو اپنی مدافعت اور دار الکفر میں گھرے ہوئے مظلوم مسلمانوں کی آزادی کیلئے جہاد کی تاکید کی اور ان کو ملامت کی جو جہاد سے جی چراتے ہیں مسلمانوں کی ہمتیں پست کرتے ہیں اور جہاد کے فائدوں میں تو حصہ دار بنتے ہیں مگر کوئی خطرہ مول لینے کو تیار نہیں ہیں۔

منافقوں کی اس حالت پر بھی ملامت کی کہ جب جہاد کا حکم نہیں تھا تو بڑھ چڑھ کر جہاد کا مطالبہ کرتے تھے مگر جب حکم آ گیا تو اسلام کے دشمنوں سے ایسا ڈرتے ہیں جیسا اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔ حالانکہ موت سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا۔ اسی طرح اس بات کو بھی ناپسند کیا کہ فائدہ پہنچ جائے تو اسے اللہ کا کرم قرار دیا جائے مگر نقصان پہنچ جائے تو اسے رسول اللہ ﷺ اور مومنوں کی بے تدبیری قرار دیا جائے۔ حالانکہ خیر و شر سب اللہ کی طرف سے ہے۔ ہاں شر کا بڑا حصہ اہل نفاق کے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ آخر میں نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی کہ جو تمہاری اطاعت کرنے والے ہیں وہی اللہ کی اطاعت کرنے والے قرار پائیں گے۔ اور جو تمہاری اطاعت سے گریز کریں ان کا معاملہ اللہ کے حوالے کر دو تم پر ان کی ذمہ داری نہیں۔

اس موقعہ پر منافقین کی اس شرارت کا بھی ذکر کیا کہ اگر ان کو خطرہ کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو سنسنی پیدا کرنے کیلئے اس کو فوراً پھیلا دیتے ہیں۔ حالانکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس کو رسول ﷺ یا ذمہ دار لوگوں تک پہنچایا جائے تا کہ وہ غور و فکر کر کے اس کے تدارک کا سامان کر سکیں۔ منافقین کی ان ساری حرکتوں کے باوجود مسلمانوں کو ہدایت دی کہ معاشرہ کے اندر ان کو نکو بنانے کی کوشش نہ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ عام مسلمانوں کا سا ہی سلوک کیا جائے یعنی کلام و سلام جاری رکھا جائے۔ تا کہ ان کیلئے اپنی غلطیوں کی اصلاح کا موقع باقی رہے۔

جہاد کیلئے ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا گیا اور خطرہ کی حالت میں نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ان مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی کہ جو کھلے ہوئے منافقین کے معاملہ میں بھی مداہنت برتتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات منافقین کی حمایت کرنے لگ جاتے تھے۔ فرمایا پیغمبر علیہ السلام اور اسلام کے خلاف منافقین کی سرگوشیاں اور سرگرمیاں اور اسلام کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرنا کوئی معمولی جرم نہیں ہے یہ چیز اپنی فطرت کے لحاظ سے شرک ہے اور شرک اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔ اللہ کے ہاں جھوٹی آرزوئیں کام آنے والی نہیں، بلکہ ایمان اور عمل صالح کام آنے والا ہے۔ آخر میں سختی سے آگاہ کیا کہ منافقت اتنا بڑا جرم ہے کہ منافقین اور کفار دونوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

☆ چوتھی تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

پانچویں تراویح کے چند اہم نکات

پارہ نمبر۶ شروع

اس میں چھٹے پارے کی ابتداء سے ساتویں پارے کے پانچویں رکوع تک تلاوت کی گئی ہے۔

چوتھی تراویح میں پڑھی جانے والی آیات میں ایک بات یہ کہی گئی تھی کہ جب کوئی سلام کرے یعنی السلام علیکم کہے تو اس سے بہتر جواب دینا چاہیئے ورنہ کم از کم اتنا ہی لوٹا دینا چاہیئے۔ یہ اتنا اہم معاملہ ہے کہ اگر کوئی سلام کا جواب سلام سے نہ دے تو گویا اس نے اس کا سلام بھی قبول نہیں کیا۔ اس بات کی اگر اجازت دے دی جائے تو معاشرے میں ایک دوسرے سے نفرتیں بڑھیں گی۔ انتشار ہوگا اور شیرازہ بکھر جائے گا۔ اس تراویح میں اس گناہ سے معاشرہ کو محفوظ رکھنے کیلئے چھٹے پارہ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ کو ان الفاظ سے شروع کیا گیا ہے کہ اللہ برائی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا الّا یہ کہ کوئی مظلوم ہو اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ مظلوم ہونے کی صورت میں اگر چہ برائی سے ظالم کا ذکر کرنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن اگر تم ظاہر و باطن میں بھلائی ہی کیئے جاؤ یا کم از کم برائی سے درگزر کرو تو اللہ کی صفت بھی یہی ہے کہ وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے۔ حالانکہ سزا دینے کی پوری قدرت رکھتا ہے گویا بتایا کہ عفو و درگزر کی عادت ڈالو جس اللہ سے تم قریب ہونا چاہتے ہو اس کی شان یہ ہے کہ وہ نہایت حلیم اور بردبار ہے۔ سخت سے سخت مجرموں کو بھی رزق دیتا ہے اور بڑے سے بڑے قصور بھی معاف کرتا چلا جاتا ہے۔ لہٰذا اس سے قریب ہونے کیلئے تم بھی عالی حوصلہ اور وسیع النظر بنو۔ پھر بتایا کہ جس طرح کھلم کھلا انکار کفر ہے اسی طرح اپنی شرائط پر ایمان لانا بھی کفر ہے۔ یعنی ہم ایمان لاتے ہیں فلاں رسول کو مانیں گے۔ اور فلاں کو نہیں مانیں گے۔ اور اسلام اور کفر کے بیچ میں راستہ نکالنے کی کوشش یہ سب بھی کفر ہی ہے۔

یہود کی تاریخ دُہرائی کہ وہ کس طرح گناہ پر گناہ کرتے چلے گئے مگر ہم نے پھر بھی ان کے ساتھ معافی کا سلوک کیا ایسے لوگوں سے اب بھلائی کی اُمید نہیں رکھنی چاہیئے۔ پھر خاص طور پر عیسائیوں کو تنبیہہ فرمائی کہ اللہ نے قرآن کی شکل میں جو نورِ مبین خلق کی رہنمائی کیلئے اتارا ہے اس کی قدر کرو اور گمراہی چھوڑ کر ہدایت پر آجاؤ۔ عیسائیوں سے کہا کہ اپنے دین میں غلو نہ کرو (غلو یہ ہے کہ جو چیز پاؤ بھر ہے اسے سیر بھر کر دیا جائے) دین میں جو چیز مستحب ہے اسے فرض اور واجب کا درجہ دے دیا جائے۔ اور جو شخص مجتہد ہے اسے امام معصوم بنا دیا جائے۔ اور جسے اللہ نے رسول اور نبی بنایا ہے اسے الٰہی صفات میں شریک قرار دے دیا جائے۔ اور تعظیم سے بڑھ کر اس کی عبادت شروع کر دی جائے۔ یہ لوگ اس غلو کو دین کی خدمت اور بزرگوں سے عقیدت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ جرم ہے۔ عیسائیوں کی مثال اللہ نے دی کہ انہوں نے مسیح ابن مریم کو اللہ کے رسول سے آگے بڑھا کر اللہ کا بیٹا بنا دیا۔ مسلمانوں کو بھی غلو سے بچنا چاہیئے۔

سورۂ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ اس نے آخری امت کی حیثیت سے مسلمانوں سے اپنی آخری اور کامل شریعت پر پوری پابندی کے ساتھ قائم رہنے اور اس کو قائم کرنے کا عہد لیا ہے۔ یہی عہد پہلے اہل کتاب سے لیا گیا تھا۔ مگر وہ اسکے اہل ثابت نہیں ہوئے۔ اب مسلمانوں سے عہد لیا جا رہا ہے کہ تم پچھلی امتوں کی طرح اللہ کی شریعت کے معاملہ میں خائن اور غدار نہ بن جانا۔ بلکہ پوری وفاداری کے ساتھ اس عہد کو نبھانا۔ اس پر خود بھی قائم رہنا اور دوسروں کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کرنا۔ اس راہ میں پوری عزیمت اور پامردی کے ساتھ تمام آزمائشوں اور خطرات کا مقابلہ کرنا۔

سب سے پہلے اللہ سے باندھے ہوئے عہد کی پابندی کی تاکید کی۔ پھر حرام مہینوں اور تمام دینی شعائر کے احترام کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہر نیکی اور تقویٰ کے کام میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ہرگز کسی کی مدد نہ کرو۔ کھانے کی جو چیزیں حرام ہیں انہیں گنایا اور بتایا کہ دوسروں کے کہنے کی کوئی پرواہ نہ کرنا۔ اللہ کے کیے ہوئے حرام و حلال کی پرواہ کرو۔ حرام کردہ اشیاء کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مردار جانور جو طبعی موت مرگیا ہو۔ (۲) خون جو بہتا ہوا ہو اُسے پینا، کھانا جائز نہیں۔ (۳) سور کا گوشت بلکہ اس کی ہر چیز حرام ہے۔ (۴) وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یا جس کو ذبح کرنے سے پہلے یہ نیت کی گئی ہو کہ یہ فلاں بزرگ یا فلاں دیوی دیوتا کی نذر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جانور ہو یا غلہ یا کوئی اور کھانے کی چیز دراصل اس کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ ہی نے وہ چیز ہم کو عطا کی ہے لہٰذا اعترافِ نعمت یا صدقہ یا نذر و نیاز کے طور پر اگر کسی کا نام ان چیزوں پر لیا جاسکتا ہے تو وہ صرف اللہ ہی کا نام ہے اس کے سوا کسی دوسرے کا نام لینا یہ معنی رکھتا ہے کہ ہم خدا کی بجائے یا خدا کے ساتھ اس کی برتری بھی تسلیم کر رہے ہیں اور اس کو بھی منعم سمجھتے ہیں۔ (۵) وہ جانور بھی حرام ہے جو مختلف اسباب کی بناء پر مرگیا ہو جیسے گلا گھونٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا ٹکر کھا کر مرگیا ہو یا کسی درندے نے اُسے پھاڑا ہو البتہ جسے ہم نے زندہ پا کر اللہ کے نام سے ذبح کر دیا ہو وہ جانور حلال ہے۔ (۶) وہ جانور بھی حرام ہے جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو اس سے مراد وہ سب مقامات ہیں جن کو غیر اللہ کی نذر و نیاز چڑھانے کے لیے لوگوں نے مخصوص کر رکھا ہو خواہ وہاں کوئی پتھر یا لکڑی کی مورت ہو یا نہ ہو۔ (۷) پانسوں یا فال گیری کے ذریعہ جو تقسیم کر رکھا ہو وہ بھی حرام ہے۔ مشرکانہ فال گیری جس میں کسی دیوی دیوتا سے قسمت کا فیصلہ پوچھا جاتا ہے یا غیب کی خبر دریافت کی جاتی ہے یا باہمی نزاعات کا تصفیہ کرایا جاتا ہے۔ مشرکین مکہ نے اس غرض کے لیے کعبہ کے اندر ہبل دیوتا کو مخصوص کیا تھا اس کے استھان میں سات تیر رکھے ہوئے تھے جن پر مختلف الفاظ لکھے تھے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا سوال ہو گمشدہ کا پتہ لگانا ہو، خون کا فیصلہ مطلوب ہو ہبل کے پانسہ دار کے پاس پہنچ کر نذرانہ دیتے، دُعا مانگتے پھر تیروں کے ذریعہ فال نکالا جاتا جو تیر بھی نکلتا اُسے ہبل کا فیصلہ سمجھا جاتا۔ تو ہم پرستانہ فال گیری جیسے رمل، نجوم، جفر، شگون، پچھتر بھی حرام ہیں نیز جوئے کی قسم کے وہ سارے کھیل جن میں انعامات کی تقسیم حقوق اور خدمات اور عقلی فیصلوں پر رکھنے کی بجائے محض اتفاقی امر (نمبرات) پر رکھ دیا جائے۔ جیسے لاٹری معمے وغیرہ البتہ قرعہ اندازی کی صرف وہ سادہ صورت اسلام میں جائز ہے جس میں دو برابر کے جائز کاموں یا حقوق کے درمیان فیصلہ کرنا ہو۔ ان تفصیلات کے بعد فرمایا کہ اب یہ دین تمہارے لئے مکمل کر دیا گیا۔ اور اللہ نے شریعت کی نعمت تم پر تمام کر دی ہے۔ بس اسی کی پیروی کرو۔

تربیت کیے ہوئے شکاری جانوروں کے ذریعہ شکار، اہل کتاب کے کھانے اور ان کی عورتوں سے نکاح کے بارے میں احکام بتائے ساتھ ہی یہ قید بھی لگائی کہ اس اجازت سے فائدہ اُٹھانے والے کو اپنے ایمان واخلاق کی طرف سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کتابیہ عورت ایمان اور اس کے کسی تقاضے پر ڈاکہ ڈال لے۔

نماز کیلئے وضو کا حکم اور مجبوری کی حالت میں تیمّم کی اجازت دی۔

بنی اسرائیل سے عہد کا ذکر کیا جب انہوں نے شریعت کی پابندی سے انحراف کیا تو اللہ نے ان پر لعنت کی۔ اسی طرح نصاریٰ سے عہد لیا تھا مگر انہوں نے بھی ایک حصہ بھلا دیا۔ یعنی عبادت کے نام سے جو رسومات ہیں ان کے نزدیک وہ تو دین کا حصہ ہیں مگر بقیہ معاملات جو دُنیا سے متعلق ہیں ان میں خدائی ہدایت کے پابند نہیں رہے۔ اس وجہ سے اللہ نے ان کے اندر اَنا اور اختلاف کی آگ بھڑکا دی۔ وہ آخرت تک اس کی سزا بھگتیں گے۔ گویا مسلمانوں کو تنبیہہ کی جارہی ہے کہ وہ عہد کی پابندی کریں۔ اگر وہ یہود و نصاریٰ کے راستے پر چلے تو پھر ان کا بھی وہی انجام ہوگا۔ ان آیات کی روشنی میں ہم تاریخ کو دیکھ سکتے ہیں اور اپنے زوال کے اسباب کو بھی جان سکتے ہیں اور اس سے نکلنے کا راستہ بھی پاسکتے ہیں۔

پھر اللہ نے بنی اسرائیل کا وہ واقعہ دہرایا کہ اس نے اپنے فضل سے انہیں نوازا اور فتح و نصرت کے وعدے کے ساتھ بشارت دی کہ فلسطین کی مقدس زمین تمہاری منتظر ہے۔ جاؤ اور اس پر قبضہ کرلو۔ مگر قوم میں بچھڑے کی پوجا یعنی دُنیا پرستی نے اتنی بزدلی پیدا کردی تھی کہ وہ کہنے لگے" اے موسیٰ تو اور تیرا رب جا کر پہلے لڑ کر فتح حاصل کرلیں تو ہم آجائیں گے۔" اس پر اللہ نے چالیس سال کیلئے ان پر [illegible] مقدس کو حرام کر دیا اور انہیں صحرا میں بھٹکنے کیلئے چھوڑ دیا۔ یہاں معلوم ہوا کہ اللہ کے مقدرات بھی قوموں کے طرزِ عمل سے وابستہ ہیں۔ مسلمانو[illegible] لیدکی کہ حدودِ الٰہی پر قائم رہیں اور شریعت کی پابندی کو اللہ کے قرب کا ذریعہ بنائیں۔ اصل الفاظ یہ ہیں۔

''اے ایمان لانے والو اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے قرب کا ذریعہ تلاش کرو۔'' (ذریعہ یعنی وسیلہ وہی ہے جس کا ذکر اللہ نے حبل اللہ (اللہ کی رسی) کے نام سے کیا ہے) یعنی اسلام کو مضبوطی سے مل کر پکڑلو اور پوری مستعدی سے اللہ کے احکام کی پابندی کرو اور خدا کی راہ میں اپنی قوتیں لگادو۔ خدا کے عذاب سے یہی چیز چھٹکارا دلانے والی ہے۔ اس کے سوا کوئی چیز نفع نہیں پہنچائے گی۔

چوری کی سزا بتائی کہ چور کا ہاتھ کاٹ دو اور اس سزا کو بے رعایت نافذ کرو اس کی تفصیل یہ ہے کہ۔

(۱) چوری دس درہم سے زیادہ کی ہو معمولی چیزوں کے چرانے پر ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ (۲) امانت میں خیانت کیا تو اُس کے لئے یہ سزا نہیں ہے۔ (۳) کھانے پینے کی چیزوں کی چوری۔ (۴) پرندوں کی چوری۔ (۵) بیت المال سے چوری (۶) ترکاریاں پھل کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ بالکل سزا نہ دی جائے گی بلکہ قاضی اپنی صوابدید کے مطابق مجرم کو سزا دے سکتا ہے۔ البتہ جو لوگ ڈاکہ زنی کرتے ہیں اور کھلم کھلا خدا اور رسول سے لڑتے ہیں (اسلامی حکومت کے صالح نظام سے جنگ کرتے ہیں) ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کردیا جائے یا سولی دے دی جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں یا جلاوطن (تڑی پار) کردیئے جائیں۔ یہ رسواکن سزا دُنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لیے اس سے بڑی سزا ہے البتہ پکڑے جانے سے پہلے وہ توبہ کرلیں تو وہ سزا سے بچ سکتے ہیں۔ قسموں کو پورا کرنے کی تاکید کی اور اگر (کسی جائز سبب سے) قسم توڑنی پڑے تو اس کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ یا انہیں کپڑے پہناؤ یا ایک غلام آزاد کرو ورنہ تین دن کے روزے رکھو پھر بتایا کہ شراب، جوا اور خدا کے سوا کسی چیز کو عبادت کیلئے گھڑنا یہ سب شیطانی کام ہیں تاکہ شیطان ان چیزوں کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں خدا کی یاد اور نماز سے روک دے۔

نبی ﷺ کو ہدایت کی کہ آپ بالکل نڈر ہو کر اہلِ کتاب سے کہہ دیں کہ اگر تم توریت، انجیل اور اس قرآن کو قائم نہ کرو تو پھر اللہ کے ہاں تمہاری کوئی حیثیت نہیں۔ خدا سے صرف ان کو نسبت حاصل ہوگی جو ایمان اور عمل صالح سے نسبت قائم کریں گے۔

''نصاریٰ کے کفر کو بیان کیا کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے بالکل خلاف حلول یعنی خدا کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام میں اتر آنے اور اسی طرح تین خداؤں کے عقیدے گھڑ لئے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کا اصل مرتبہ ظاہر کیا۔

بنی اسرائیل پر حضرت داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی لعنت کا حوالہ دیا اور بتایا کہ یہ کیسے کتاب اور ایمان کے دعویدار ہیں کہ مسلمانوں کے مقابلے میں بت پرستی کرنے والے مشرکین مکہ کو ترجیح دیتے ہیں اور انہیں بہتر بتاتے ہیں۔ یہ سب ان کی اسلام دشمنی ہے۔

کیونکہ آج پڑھا جانے والا آخری رکوع اس سے آگے کے رکوع کی تمہید ہے۔ اس لئے اس کا مفہوم انشاء اللہ کل کے رکوع کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

☆ پانچویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

چھٹی تراویح کے چند اہم نکات

پارہ نمبر ۸ شروع

آج تراویح میں ساتویں پارے کے چھٹے رکوع سے آٹھویں پارے کے ساتویں رکوع تک کی تلاوت کی گئی۔

سورۂ مائدہ کے آخری دو رکوعوں میں قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کے بارے میں شہادت دیں گے کہ انہوں نے اللہ کی طرف سے لوگوں کو کیا باتیں بتائی تھیں اور اپنے ماننے والوں سے کن باتوں کے نہ کرنے کا عہد لیا تھا تا کہ ہر امت پر حجت قائم ہو سکے کہ جس نے کوئی بدعہدی کی تو اس کی تمام ذمہ داری اس پر ہے اللہ کے رُسل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس سے بری ہیں۔ اس شہادت کی نوعیت واضح کرنے کیلئے بطور مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تفصیلی ذکر کیا تا کہ واضح ہو سکے کہ اُس نے اپنے رسولوں پر شہادت حق کی جو ذمہ داری ڈالی ہے وہ اس کے بارے میں جواب دہ ہوں گے اور ان کے واسطے سے ان کی امتوں نے عدل و انصاف کا نظام معاشرے میں قائم کرنے کا جو عہدِ ایمان لا کر کیا ہے ان سے اس کے بارے میں معلوم کیا جائے گا۔ آخرت میں وہی فلاح اور کامیابی کے حق دار ہوں گے جو دُنیا میں اس عہد کو نبھائیں گے اور اس کی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔

سورۂ مائدہ کے بعد چھٹی سورۂ انعام شروع ہوتی ہے جو مکی زندگی کے بالکل آخری دور میں اس رات میں نازل ہوئی ہے جب مدینہ سے انصار کی ایک جماعت حج کیلئے آئی ہوئی تھی اور آپ ﷺ نے ان سے پہاڑوں کے ایک غار میں ملاقات کی تھی اس سورۂ میں شرک اور مشرکین مکہ کے توہمات کی تردید کی گئی ہے۔ جس کا اظہار وہ کھانے پینے کی چیزوں اور جانوروں میں کرتے تھے۔ اِسلام پر ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے اور ان بڑے بڑے اخلاقی اصولوں کی تلقین کی گئی ہے جن پر اِسلام ایک نئی سوسائٹی بنانا چاہتا ہے ان اصولوں کی پیروی کو صراطِ مستقیم قرار دیا گیا ہے جس کی دُعا سورہ فاتحہ پڑھتے وقت بندے کرتے ہیں۔ فرمایا تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے زمین اور آسمان بنائے روشنی اور تاریکیاں پیدا کیں پھر بھی لوگ دوسروں کو اس کا ہم سر ٹھہرا رہے ہیں وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے پھر تمہارے لئے زندگی کی ایک مدت مقرر کر دی اور ایک دوسری مدت اور بھی ہے جو اس کے ہاں طے شدہ ہے۔ یعنی قیامت کی گھڑی جب اس دُنیا میں اختیار کئے ہوئے طرزِ عمل کا حساب لیا جائے گا اور فیصلہ کر دیا جائے گا۔

کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے کتنی ایسی قومیں ہم نے ہلاک کر ڈالیں جن کا اپنے اپنے زمانوں میں دور دورہ رہا ہے ان کو تو ہم نے زمین میں اقتدار بخشا تھا تمہیں نہیں بخشا ہے پہلے ہم نے ان پر آسمان سے خوب نعمتیں اتاریں مگر جب انہوں نے کفرانِ نعمت کیا تو آخر کار ہم نے ان کے گناہوں کی سزا میں انہیں تباہ کر دیا اور ان کی جگہ دوسری قوموں کو اٹھایا۔

کاش تم اس وقت کی حالت ابھی دیکھ سکتے جب یہ مشرکین دوزخ کے کنارے کھڑے کئے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کاش کوئی صورت ایسی ہو جاتی کہ ہم دُنیا میں پھر واپس بھیج دیئے جاتے اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلاتے اور ایمان لانے والوں میں شامل ہو جاتے درحقیقت وہ یہ بات اس وجہ سے کہیں گے کہ جس حقیقت پر انہوں نے پردہ ڈال رکھا تھا وہ اس وقت بے نقاب ہو کر ان کے سامنے آ چکی ہوگی۔ ورنہ اگر انہیں پچھلی زندگی کی طرف یعنی دُنیا میں واپس بھیجا جائے تو وہ پھر وہی سب کچھ کریں جس سے انہیں منع کیا گیا ہے نقصان میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے یہ سمجھا کہ زندگی جو کچھ بھی ہے بس یہی زندگی ہے اور اللہ کے سامنے اپنی پیشی کی اطلاع کو انہوں نے جھوٹ قرار دیا جب اچانک وہ گھڑی آ جائے گی تو ان کا یہ حال ہوگا کہ اپنی پیٹھوں پر اپنے گناہوں کا بوجھ لادے ہوں گے دیکھو کیا برا بوجھ ہے جو یہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ دُنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشا ہے حقیقت میں آخرت کا مقام ہی ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو زیاں کاری سے بچنا چاہتے ہیں پھر کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لو گے؟ لوگ اللہ سے نشانیاں مانگتے ہیں۔ زمین میں چلنے والے کسی جانور اور ہوا میں اڑنے والے کسی پرندے کو دیکھ لو یہ سب تمہاری طرح کی جنس ہیں یہ سب اپنے رب کی طرف سمیٹے جاتے ہیں تم بھی انہی کی طرح اپنے رب کی طرف سمیٹے جاؤ گے یعنی جس طرح دن بھر چرنے چگنے اور

اڑتے رہنے کے باوجود شام کو یہ سب اپنے مقررہ وقت پر گھروں کو لوٹ آتے ہیں اسی طرح تم اپنی زندگی دُنیا میں بسر کرکے اللہ ہی کی طرف لوٹ جاتے ہو۔ جہاں تمہارا ہمیشہ ہمیشہ کا ٹھکانہ ہے۔ مگر جو لوگ ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے اور گونگے ہیں تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

اے نبی ﷺ ان سے پوچھو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر اللہ تمہاری دیکھنے اور سننے کی طاقت تم سے چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگادے تو اللہ کے سوا کون سا خدا ہے جو یہ قوتیں واپس دلا سکتا ہے ہم نے جو رسول بھیجے ہیں اسی لئے تو بھیجے ہیں کہ وہ نیک کردار لوگوں کیلئے خوشخبری دینے والے اور بدکرداروں کیلئے ڈرانے والے ہوں۔ اے نبی ﷺ اُن سے کہیں میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔ پھر ان سے پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ کیا تم اتنا غور نہیں کرتے؟

اے نبی ﷺ جب تمہارے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے کہو تم پر سلامتی ہے۔ تمہارے رب نے رحم وکرم کا شیوہ اپنے اوپر لازم کرلیا ہے۔ یہ اس کا رحم وکرم ہی ہے کہ اگر تم میں سے کوئی نادانی کے ساتھ کوئی برائی کر بیٹھا ہو پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرلے تو وہ اسے معاف فرما دیتا ہے اور نرمی سے کام لیتا ہے۔ شرک کی تردید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح انہوں نے ستارہ پرستی کی تردید کی۔ فرمایا کہ جو چھپ جائے اور زوال پذیر ہو وہ کبھی خدا نہیں ہوسکتا میرا خدا تو وہی ہے جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے تذکرے کے بعد فرمایا نبوت کا سلسلہ کافی دراز ہے ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی۔ پہلے نوح علیہ السلام پھر ان کی نسل سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ وہارون، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، الیاس، اسماعیل، یسع، یونس، لوط علیہم السلام اجمعین ان سبھوں کو اللہ نے ہدایت بخشی انہیں نبوت سے سرفراز فرمایا تمام دُنیا والوں پر فضیلت دی نیز ان کے آباء واجداد ان کی اولاد اور بھائی بندوں میں سے بہتوں کو نوازا انہیں دین کے لیے چن لیا سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی اللہ یہ ہدایت اپنے جس بندے کو چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے مگر کفر وشرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر یہ مقرب بندے بھی اللہ کے ساتھ شرک کرتے تو ان کے سارے اعمال اکارت جاتے۔ لہٰذا یہ کافر ومشرک لوگ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں تو کردیں ہم نے اہل ایمان میں ایک ایسا گروہ پیدا کردیا ہے جو اس نعمت کی قدر کرنے والا ہے۔ یہ تمام انبیاء اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے۔ اے نبی ﷺ آپ انہیں کے راستے پر چلئے اور کہہ دیجئے میں تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں یہ قرآن تو ایک نصیحت اور ہدایت ہے تمام دُنیا والوں کے لیے۔

دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا اللہ ہے وہی زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے سارے کام کرنے والا تو اللہ ہے پھر تم کدھر بہکے جارہے ہو۔ رات کے پردے کو چاک کرکے وہی صبح نکالتا ہے، اسی نے رات کو سکون کا وقت بنایا ہے اس نے چاند اور سورج کے طلوع اور غروب کا حساب مقرر کیا ہے اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے تاروں کو صحرا اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا ہے اور وہی ہے جس نے ایک متنفس سے تم کو پیدا کیا پھر ہر ایک کیلئے جائے قرار ہے اور ایک سونپے جانے (یعنی مرنے) کی جگہ ہے پھر وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ ہر قسم کی نباتات اگائی اس نے ہرے بھرے کھیت اور درخت بھی اگائے ان سے تہہ بہ تہہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کئے جو بوجھ سے جھکے پڑتے ہیں انگور، زیتون، اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ اور پھر بھی ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا ہیں ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں اس پر بھی لوگوں نے جنوں کو اللہ کا شریک ٹھہرادیا ہے حالانکہ وہ ان کا خالق ہے اور بے جانے بوجھے اللہ کیلئے بیٹیاں اور بیٹے گود لئے ہیں حالانکہ وہ پاک وبالاتر ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کہتے ہیں وہ تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اس کا کوئی بیٹا کیسے ہوسکتا ہے جب کہ اس کی کوئی شریکِ زندگی ہی نہیں اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ یہ ہے اللہ! تمہارا رب کوئی خدا اس کے سوا نہیں ہر چیز کا خالق لہٰذا تم اسکی بندگی کرو...... نگاہیں اس کو

نہیں پاسکتیں اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے۔

اے نبی ﷺ کہہ دیجئے "دیکھو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آ گئی ہیں اب جو بینائی سے کام لے گا اپنا بھلا کریگا اور جو اندھا بنے گا خود نقصان اُٹھائے گا میں تم پر کوئی پاسبان نہیں ہوں"۔ آیت ۱۰۸ میں مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ یہ لوگ (مشرکین) اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بناء پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں گویا مسلمان تبلیغ کے جوش میں ایسے بے قابو نہ ہو جائیں کہ مناظرے اور تکرار سے بڑھ کر غیر مسلموں کے عقائد پر حملے کرنے لگیں اور ان کے پیشواؤں اور معبودوں کو گالیاں دینے لگیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بھی نادانی میں اللہ کو گالیاں دیں گے۔ یہ چیز ان کو حق سے قریب لانے کی بجائے اور زیادہ دور پھینک دے گی۔ معبودانِ باطل کو گالیاں دینا مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا۔ حدیث میں رسول ﷺ نے فرمایا بدترین شخص وہ ہے جو اپنے ماں باپ کو گالی دے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کوئی شخص بھلا اپنے ماں باپ کو گالی کیسے دے گا فرمایا وہ کسی غیر کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو جواب میں اُس کے ماں باپ کو گالی ملتی ہے گویا وہ خود اپنے والدین کو گالی دینے کا سبب بنا یہی معاملہ مشرکین کے خداؤں کو برا بھلا یا گالی دینے کا ہے جس سے ہم مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے۔

پارہ نمبر ۸ شروع

مشرکین کے اپنے حلال و حرام قرار دیئے ہوئے جانوروں اور توہمات کا ذکر کر کے ان کی بے عقلی کو واضح کیا اور جو کچھ اللہ نے حرام اور حلال کیا ہے اسے بتایا اور اعلان کیا کہ اللہ نے تمہارے لیے زندگی کا کیا طریقہ اتارا ہے جس پر چلنا ہی سیدھی راہ پر چلنا ہے۔

فرمایا اے نبی ﷺ ان سے کہو آؤ میں تمہیں سناؤں تمہارے رب نے تمہیں کن باتوں کا پابند کیا ہے (۱) اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ (۲) والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو (۳) اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور ان کو بھی دیں گے (۴) بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی (۵) کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے، ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ (یعنی قانون کے مطابق) (۶) یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو بہترین ہے یہاں تک کہ وہ اس عمر کو پہنچ جائے کہ بھلے برے میں تمیز کرنے لگے (۷) ناپ تول میں پورا انصاف کرو، ہم ہر شخص پر ذمہ داری کا اتنا ہی بوجھ ڈالتے ہیں جو اس کے امکان میں ہو (۸) جب بات کہو تو انصاف کی کہو خواہ معاملہ اپنے رشتہ دار ہی کا کیوں نہ ہو (۹) اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ ان باتوں کی ہدایت اللہ نے تمہیں کی ہے شاید کہ تم نصیحت قبول کرو اور یہ بھی اس کی ہدایت ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا تم اس پر چلو اور دوسرے رستوں پر نہ چلو وہ تمہیں اس کے راستے سے ہٹا کر پراگندہ کردیں گے۔

سورۃ ختم کرتے ہی فرمایا کہہ دیجئے میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے بالکل ٹھیک دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ جسے یکسو ہو کر اس نے اختیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا کہہ دیجئے میری نماز میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کیلئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سرِ اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔ کہہ دیجئے کیا اللہ کے سوا کوئی اور رب تلاش کروں حالانکہ ہر چیز کا رب وہی ہے۔ ہر شخص جو کچھ کماتا ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھاتا پھر تم سب کو اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے اس وقت وہ تمہارے اختلافات کی حقیقت تم پر کھول دے گا۔

وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلہ میں زیادہ بلند درجے دیئے تا کہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے بے شک تمہارا رب سزا دینے میں بھی تیز ہے اور بہت درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا بھی ہے۔

☆ چھٹی تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

ساتویں تراویح کے چند اہم نکات

آج آٹھویں پارے کے آٹھویں رکوع سے نویں پارے کے چودھویں رکوع تک سورۃ الاعراف مکمل تلاوت کی گئی۔
سب سے پہلے حضور ﷺ کو تسلی دی کہ اس کتاب سے متعلق تمہاری ذمہ داری صرف اتنی ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو خبردار کرو تا کہ اللہ کی حجت ان پر تمام ہو جائے۔ تم پر یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ لوگ اس کو قبول بھی کر لیں۔ حقیقت میں اس کتاب سے فائدہ تو اہل ایمان ہی اٹھائیں گے۔
سب کو تنبیہہ کی کہ ایک دن ایسا ضرور آنے والا ہے جب تم سے تمہاری ذمہ داریوں کی بابت پوچھا جائے گا اور رسولوں سے ان کی ذمہ داریوں کے متعلق۔ اس دن جو انصاف کی تراز و قائم کی جائے گی وہ ہر ایک کے اعمال کو تول کر بتا دے گی کہ کس کے پاس کتنا حق ہے اور کتنا باطل۔ اس روز فلاح صرف وہی پائیں گے جن کے پلڑے بھاری ہوں گے باقی سب نامراد ہوں گے۔ بلکہ بالکل دیوالیہ!
قریش کو اور ان کے ذریعہ سب کو آگاہ کیا کہ تمہیں جو اقتدار حاصل ہوا ہے۔ وہ خدا کا بخشا ہوا ہے۔ اسی نے تمہارے لئے زندگی اور اس کا سامان پیدا کیا ہے۔ لیکن شیطان نے تم پر حاوی ہو کر تم کو ناشکری کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ آدم علیہ السلام اور ابلیس کا واقعہ بیان کر کے واضح کیا کہ جس طرح اس نے آدم وحوا علیہما السلام کو دھوکہ دے کر جنت سے نکلوایا تھا۔ اسی طرح اس نے اپنا فریب چلا کر تمہیں بھی پھنسالیا ہے۔ تم اس کے چکموں میں آکر اس کی اُمیدیں پورا کرنے کا سامان مت کرو۔ خدا نے ہر معاملے میں حق اور انصاف کا حکم دیا ہے۔ اپنی عبادت کا حکم دیا اور توحید کا حکم دیا۔ شیطان بے حیائی کا راستہ دکھاتا ہے۔ اور تم نے اس کی پیروی میں اپنے آپ کو فتنوں میں مبتلا کر لیا ہے۔ اور دعویٰ کرتے ہو کہ یہی سیدھی راہ ہے۔ خدا نے بے حیائی کو، لوگوں کے حقوق مارنے اور سرکشی کرنے کو، شرک اور اللہ کا نام لے کر دل سے حرام حلال بنا لینے کو، حرام ٹھہرایا ہے۔ لیکن آج تم یہ سب حرکتیں کر رہے ہو۔ اگر اس کے باوجود تمہیں مہلت مل رہی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کے ہاں ہر امت کی تباہی کیلئے ایک وقت مقرر ہے۔
خدا نے فرمایا اے اولادِ آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لیے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے شاید لوگ اس سے سبق لیں اے بنی آدم ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں پھر اُسی طرح فتنے میں مبتلا کر دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوایا تھا اور ان کے لباس ان پر سے اتروا دیئے تھے تا کہ ان کی شرم گاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھولے وہ اور اس کے ساتھی تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔

اے اولادِ آدم ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو اور کھاؤ پیو، حد سے تجاوز نہ کرو۔ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ اے نبی ﷺ ان سے کہہ دو کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کر دیا ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا (بنایا) تھا اور کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں کہو یہ ساری چیزیں دُنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے روز تو خالصۃً انہیں کے لیے ہوں گی (کیونکہ وہی وفادار ہیں) اس طرح ہم اپنی باتیں صاف صاف بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھنے والے ہیں۔ اے نبی ﷺ اُن سے کہو میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ یہ ہیں۔ بے شرمی کے کام خواہ کھلے ہوں یا چھپے۔ اور گناہ اور حق کے خلاف زیادتی اور یہ کہ اللہ کے ساتھ تم کسی کو شریک کرو جس کے لیے اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور یہ کہ اللہ کے نام پر کوئی ایسی بات کہو جس کے متعلق تمہیں علم نہ ہو۔ (کہ وہ حقیقت میں اُسی نے فرمائی ہے یا نہیں)
مقام اعراف سے جو جنت اور دوزخ دونوں کے درمیان ایک اونچی جگہ ہوگی، ایک گروہ کو دوزخ اور جنت دونوں کا مشاہدہ کرایا جائے گا تا کہ وہ دیکھ لیں کہ خدا نے رسولوں کے ذریعہ جن باتوں کی خبر دی تھی وہ سب پوری ہوئیں۔ اعراف والے جنت والوں کو مبارکباد دیں گے اور اہلِ

دوزخ کو ملامت کریں گے۔ اہلِ دوزخ اہلِ جنت سے درخواست کریں گے کہ وہ ان پر کچھ کرم کریں اور ان پر تھوڑا سا جنت کا پانی ڈال دیں اور جو رزق انہیں ملا ہے اس میں کچھ انہیں بھی دیدیں۔ اہلِ جنت جواب دیں گے کہ اللہ نے دونوں چیزیں قرآن کا انکار کرنے والوں پر حرام کردی ہیں۔ اللہ کی طرف سے اعلان ہوگا۔ ''جنہوں نے دُنیا میں خدا کی باتوں کو نظر انداز کردیا تھا۔ آج خدا نے ان کو نظر انداز کردیا ہے'' کفار اپنی بدبختی اور محرومی پر افسوس اور حسرت کے سوا کچھ نہ کرسکیں گے۔

اس بات سے آگاہ کیا گیا کہ پیدا کرنا اور لوگوں کو حکم دینا کہ کیا کریں کیا نہ کریں سب خدا کا حق ہے۔ بس امید ہو یا ناامیدی ہر حالت میں اسی کو پکارو، زمین میں وہ کام نہ کرو جن سے فساد پھیلے، قیامت ضرور آنی ہے، موت کے بعد زندگی کا مشاہدہ تم خود اس دُنیا میں برابر کررہے ہو کہ وہ مردہ زمین کو بارش سے زندہ کردیتا ہے۔ خدا نے تو ہر پہلو سے اپنی نشانیاں واضح کردی ہیں۔

پارہ نمبر ۹ شروع

نوح، ہود، صالح، لوط اور شعیب علیہم السلام کی قوموں کے حالات سنائے۔ یہ اس بات کا تاریخی ثبوت ہیں کہ جو قومیں زمین میں فساد پھیلاتی ہیں اور اپنے رسول کی دعوت کو جھٹلا دیتی ہیں اللہ تعالیٰ آخر کار انہیں مٹا دیتا ہے۔ ظالم قوموں کو تباہ کرنے کا خدا کا کیا طریقہ ہے اسے تفصیل سے بتایا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے کسی بستی میں نبی بھیجا اور اسی بستی کے لوگوں کو پہلے تنگی اور سختی میں مبتلا نہ کیا ہو۔ اس خیال سے کہ شاید وہ عاجزی اختیار کریں۔ پھر ہم نے ان کی بدحالی کو خوشحالی میں بدل دیا۔ یہاں تک کہ وہ خوب پھلے پھولے اور کہنے لگے کہ ہمارے پچھلوں پر بھی اچھے برے دونوں ہی وقت آتے رہے ہیں۔ آخر کار ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور خدا خوفی کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان سے اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔ مگر انہوں نے جھٹلا دیا۔ کیا آج کے لوگ اس سے بے خوف ہوگئے ہیں کہ ہماری پکڑ اچانک ان پر رات کے وقت جب وہ سو رہے ہوں یا دن کے وقت جب وہ اپنے کھیل میں مصروف ہوں نہیں آجائے گی؟ اللہ کی پکڑ سے وہی قوم بے خوف ہوتی ہے جو تباہ ہونے والی ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی سرگزشت بیان کی کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شکست دینے کے لئے تمام ہتھکنڈے استعمال کئے جو اس کے اختیار میں تھے۔ اس نے جادوگروں کو اکٹھا کیا۔ بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کیا۔ بیٹیوں کو لونڈیاں بنایا اور زبردست اقتدار کا مظاہرہ کیا۔ مگر انجام کیا ہوا؟ ہم نے ایسا انتقام لیا کہ لاؤلشکر کے ساتھ سمندر میں غرق کردیا اور جن لوگوں کو کمزور بنا کر رکھا گیا تھا ان کو مشرق و مغرب کا بادشاہ بنا دیا۔ سورۃ کے خاتمہ پر لوگوں کو ان کا عہدِ فطرت یاد دلایا ہے۔

اور اے نبی ﷺ! لوگوں کو یاد دلاؤ وہ دن جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور پوچھا تھا'' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا تھا ضرور تو ہی ہمارا رب ہے، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا اس اعلان کو بھول گئے جو دوسروں کو خدائی میں شریک ٹھہرانے لگے ہو۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ ہر انسان فطری طور پر اللہ کے رب ہونے کو جانتا ہے تو پھر اس کے احکام کے خلاف چلنے کی غلطی کیوں کرتا ہے۔ اصل وجہ نفس پرستی ہے اور نفس کے پیچھے چلنے والوں کو اللہ نے کتے سے تشبیہ دی ہے۔ جس کی زبان ہر وقت لٹکتی رہتی ہے۔ (یعنی بھوک اور جنسی خواہش انہی دو چیزوں سے اسے سب سے زیادہ دلچسپی ہے) میرے بھائیو اور بہنو! اللہ نے اس مثال میں مغربی تہذیب کی پول کھول دی ہے۔ اس کے شیدائیوں کی بھی یہی مثال ہے۔ اللہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین

حقیقت یہ ہے کہ بہت سے جن اور انسان جہنم کے لیے پیدا کئے گئے ہیں کیونکہ ان کے پاس دل و دماغ ہے مگر وہ سوچتے نہیں ہیں۔ ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ دیکھتے نہیں یا دیکھنا نہیں چاہتے۔ ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں ایسے لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ جانور سے بھی بدتر ہیں، کیونکہ جانور تو ان صلاحیتوں سے محروم ہیں جو انسانوں کو دی گئی۔ اتنا سب دینے کے بعد بھی اگر انسان خدا کی نافرمانی کرے تو وہ جہنم ہی کے لائق ہے کہ وہ دل و دماغ آنکھیں اور کان سب کچھ ہوتے ہوئے ان کا صحیح استعمال نہیں کرتا ایسے لوگ حد درجہ غافل ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔ پھر جب عورت بوجھل ہوگئی تو مرد اور عورت دونوں نے مل کر اللہ سے دُعا کی کہ اگر تو نے ہم کو اچھا سا بچہ دیا تو ہم تیرے شکر گزار ہوں

گے۔ مگر جب اللہ نے ان کو ایک صحیح سالم بچہ دیدیا تو وہ اس کی بخشش وعنایات میں دوسروں کو شریک ٹھہرانے لگے کہ یہ تو فلاں نے دیا ہے۔ کیسے نادان ہیں یہ لوگ کہ ان کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کرتے۔ بلکہ خود پیدا کئے جاتے ہیں جو نہ ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ آپ ہی اپنی مدد پر قادر ہیں۔ جن کو تم خدا کا شریک سمجھتے ہو اگر تم انہیں سیدھی راہ پر آنے کی دعوت دو تو وہ تمہارے پیچھے نہ آئیں گے تم خواہ انہیں پکارو یا خاموش رہو دونوں صورتوں میں تمہارے لئے یکساں ہی رہیں گے تم لوگ خدا کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہو وہ محض بندے ہیں جیسے تم بندے ہو ان سے دُعائیں مانگ کر دیکھو یہ تمہاری دُعاؤں کا جواب دیں اگر ان کے بارے میں تمہارے خیالات صحیح ہیں۔ کیا یہ پاؤں رکھتے ہیں کہ ان سے چلیں کیا یہ ہاتھ رکھتے ہیں کہ ان سے پکڑیں کیا یہ آنکھیں رکھتے ہیں کہ ان سے دیکھیں کیا یہ کان رکھتے ہیں کہ ان سے سنیں۔

پھر بھی اے نبی ﷺ ! نرمی اور درگزر کا طریقہ اختیار کیجئے۔ نیکیوں کی تلقین کئے جائیے اور جاہلوں سے نہ الجھئے۔ اگر شیطان اشتعال دلائے تو اللہ کی پناہ مانگئے۔ وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

تبلیغ کی حکمت بیان کرنے اور مخالفین کی زیادتیوں کا مقابلہ صبر اور ضبط سے کرنے کے بعد اللہ سے تعلق بڑھانے کیلئے نصیحت کی کہ ''اپنے رب کو صبح اور شام یاد کیا کرو دل ہی دل میں گریہ وزاری اور خوف کے ساتھ اور زبان سے بھی ہلکی آواز کے ساتھ۔ تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ جو فرشتے تمہارے رب کے حضور تقرب کا مقام رکھتے ہیں۔ وہ کبھی اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں آ کر اس کی عبادت سے منہ نہیں موڑتے اور اس کی تسبیح کرتے ہوئے اس کے آگے جھکے رہتے ہیں۔ پس انہی کا طریقہ اختیار کرو''۔ اس آیت پر عمل کرتے ہوئے سجدۂ تلاوت کیا جاتا ہے۔

☆ ساتویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

آٹھویں تراویح کے چند اہم نکات

آج کی تراویح میں نویں پارے کے پندرہویں رکوع سے دسویں پارے کے سترہویں رکوع تک تلاوت کی گئی۔ یہ تراویح سورۃ انفال سے شروع ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر پر تبصرہ فرمایا ہے۔ یہ پہلی جنگ ہے جو کفار مکہ اور مسلمانوں کے درمیان ۱۷ رمضان ۲ ھ ہجری میں بدر کے مقام پر لڑی گئی۔ اس کا پس منظر یہ تھا کہ مدینہ طیبہ میں حضورﷺ کے آجانے کے بعد مسلمانوں کو ایک مرکز مل گیا تھا۔ پورے عرب سے مسلمان جو وہاں کے قبیلوں میں تھے یہاں آ کر پناہ لے رہے تھے اور مکہ سے بڑی تعداد میں ہجرت کر کے یہاں آئے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کی منتشر قوت ایک جگہ جمع ہوگئی تھی۔ اور قریش کیلئے یہ بات سخت ناگوار تھی کہ مسلمان اس طرح ایک بڑی طاقت بن جائیں۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ اپنے ایک تجارتی قافلہ کی حفاظت کے بہانے مدینہ پر حملہ آور ہوجائیں اور مسلمانوں کی مٹھی بھر جماعت کا خاتمہ کردیں۔

ان سنگین حالات میں ۱۷ رمضان کو بدر کے مقام پر مقابلہ ہوا۔ حضورﷺ نے دیکھا کہ تین کافروں کے مقابلے میں ایک مسلمان ہے اور وہ بھی پوری طرح مسلح نہیں تو خدا کے آگے دُعا کیلئے ہاتھ پھیلائے اور انتہائی خشوع وخضوع سے عرض کرنا شروع کیا۔

''اے اللہ! یہ قریش ہیں جو اپنے سامان غرور کے ساتھ آئے ہیں تا کہ تیرے رسولﷺ کو جھوٹا ثابت کریں۔ خداوند! بس آجائے تیری وہ مدد جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اے اللہ! اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہوگئی تو روئے زمین پر پھر تیری عبادت نہ ہوگی''۔

آخرکار خدا کی طرف سے مدد آگئی اور قریش اپنے سارے اسلحہ اور طاقت کے باوجود ان بے سروسامان جاں نثاروں کے ہاتھوں شکست کھا گئے۔ کافروں کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قیدی بنائے گئے۔ بڑے بڑے سرداروں اور ابوجہل کا خاتمہ ہوگیا اور کافروں کا سارا سامان مالِ غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس ملک اور اس کے حالات پر تبصرہ فرماتے ہوئے فخر کا اظہار کرنے کی بجائے مسلمانوں کی کمزوریوں کی نشاندہی کی اور بتایا کہ اس فتح میں اللہ کی تائید ونصرت کا کتنا بڑا ہاتھ تھا۔ فرمایا! جب تم اپنے رب سے فریاد کررہے تھے۔ جواب میں اس نے فرمایا کہ میں تمہاری مدد کیلئے ایک ہزار فرشتے پے در پے بھیج رہا ہوں۔ بس حقیقت یہ ہے کہ تم نے انہیں قتل نہیں کیا۔ اللہ نے انہیں قتل کیا۔ اور مومنوں کے ہاتھ جو اس کام میں استعمال ہوئے تو یہ اس لئے تھا کہ اللہ مومنوں کو ایک بہترین آزمائش سے کامیابی کے ساتھ گزار دے۔

اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرو اور حکم سننے کے بعد اس سے سرتابی نہ کرو۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جنہوں نے کہا ہم نے سنا' حالانکہ وہ نہیں سنتے۔ یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ بہرے گونگے انسان ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے اگر اللہ کے نزدیک ان میں کچھ بھی بھلائی ہوتی تو وہ ضرور انہیں سننے کی توفیق عطا فرماتا۔ (لیکن بھلائی کے بغیر) اگر خدا ان کو سنواتا تو وہ بے رخی کے ساتھ منہ پھیر جاتے۔

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولﷺ کی پکار پر لبیک کہو جبکہ اس کا رسولﷺ تمہیں اس چیز کی طرف بلائے جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے۔ یعنی جہاد، اور بچو اس فتنہ سے جس کی شامت خاص طور پر صرف انہیں لوگوں تک محدود نہیں رہے گی جنہوں نے تم میں سے گناہ کیا ہو۔ اور جان رکھو کہ اللہ سخت سزا بھی دینے والا ہے۔

مکہ کا وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جبکہ منکرین حق تمہارے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تم کو قید کردیں' یا قتل کرڈالیں یا جلاوطن کردیں۔ وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر فرمارہا تھا۔ اور اللہ سب سے بہتر تدبیر فرمانے والا ہے۔ اس وقت وہ یہ بات بھی کہہ رہے تھے کہ ''خدایا! اگر واقعی حق یہ ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا کوئی اور عذاب لے آ!'' اس وقت تو اللہ ان پر

عذاب لانے والا نہیں تھا کیونکہ تم ان میں موجود تھے۔ یہ اللہ کا قاعدہ نہیں ہے کہ اس سے استغفار کرنے والے موجود ہوں اور وہ ان کو عذاب دے دے۔ لیکن اب کیوں نہ وہ ان پر عذاب نازل کرے جبکہ وہ مسجد الحرام کا راستہ روک رہے ہیں حالانکہ وہ اس مسجد کے جائز متولی نہیں۔ اس کے جائز متولی تو صرف اہل تقویٰ ہی ہو سکتے ہیں۔ اے ایمان والو! ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ کیلئے ہو جائے۔ پھر اگر وہ فتنہ سے رک جائیں تو اللہ ان کے اعمال دیکھنے والا ہے اور اگر نہ مانیں تو جان رکھو کہ اللہ تمہارا سرپرست ہے۔ اور وہ بہترین مددگار ہے۔

پارہ نمبر ۱۰ شروع

اس موقع پر یہ بھی واضح کیا گیا کہ مال غنیمت حقیقت میں لڑنے والوں کا ذاتی مال نہیں ہے بلکہ اللہ کا انعام ہے اس لئے اپنی مرضی سے اس کے مالک مت بنو۔ چنانچہ اس کا پانچواں حصہ اللہ، اس کے رسول ﷺ اور ان کے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کیلئے ہے باقی چار حصے جنگ میں حصہ لینے والوں کیلئے ہیں۔ اے ایمان لانے والو! جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی۔ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اللہ کی یہ سنت ہے کہ وہ کسی نعمت کو جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنے طرز عمل کو نہیں بدل دیتی۔ جن کافر قوموں سے معاہدہ ہو ان کے متعلق فرمایا کہ اگر کسی قوم سے تمہیں خیانت کا اندیشہ ہو تو اس کا معاہدہ علانیہ اس کے آگے پھینک دو۔ یقیناً اللہ خائنوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کیلئے مہیا کر رکھو تا کہ اس کے ذریعہ اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے دشمنوں کو خوفزدہ کر دو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔ اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدل تمہاری طرف پلٹایا جائے گا اور تمہارے ساتھ ہرگز ظلم نہ ہوگا۔ اور اگر دشمن صلح و سلامتی کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ اور اگر وہ دھوکے کی نیت رکھتے ہوں تو تمہارے لیے اللہ کافی ہے وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعے سے تمہاری تائید کی اور مومنوں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیئے تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر ڈالتے تو ان لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے تھے مگر وہ اللہ ہے جس نے ان کے دل جوڑے یقیناً وہ بڑا زبردست اور دانا ہے اے نبی ﷺ تمہارے اور تمہارے ماننے والوں کے لیے اللہ کافی ہے۔

اے نبی ﷺ! مومنوں کو جنگ پر ابھارو اگر تم میں سے بیس آدمی صابر ہوں تو دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر سو آدمی ایسے ہوں تو حق کے مخالفوں میں سے ہزار آدمیوں پر بھاری ہوں گے۔

جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جدوجہد کی اور جنہوں نے انہیں پناہ دی اور ان کی مدد کی وہی سچے مومن ہیں ان کیلئے خطاؤں سے درگزر ہے اور بہترین رزق ہے اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کر کے آ گئے اور تمہارے ساتھ مل کر دین کے قیام کی جدوجہد کرنے لگے وہ بھی تم میں شامل ہیں۔

سورۂ انفال کے بعد سورۃ توبہ ہے۔ اس سورۂ میں پہلے ان تمام مشرکین سے براءت کا اعلان کیا جنہوں نے پہلے تو امن و صلح کے معاہدے کئے تھے مگر پھر ان کی خلاف ورزی کر کے توڑ دیئے۔ جنہوں نے معاہدے قائم رکھے تھے ان کے متعلق یہ اعلان فرمایا کہ مدت پوری ہو جانے کے بعد یہ معاہدے بھی ختم کر دیئے جائیں اور ان سب سے اس وقت تک جنگ جاری رہے گی جب تک اِسلام قبول نہ کر لیں۔ اہل کتاب کے متعلق بھی اعلان فرمایا کہ ان سے بھی جنگ کرو یہاں تک کہ یہ تمہاری ماتحتی قبول کر لیں اور تمہیں جزیہ ادا کرنے کے پابند ہو جائیں۔

اس کے بعد تفصیل کے ساتھ منافقین کی خبر لی اور ان کے بارے میں ہدایت کی کہ ان کا سختی سے محاسبہ کیا جائے اور ان کے ساتھ کوئی نرمی نہ برتی جائے یہاں تک کہ یا تو سچے مسلمان بن جائیں یا پھر مشرکین اور اہل کتاب میں سے جن کے ساتھ بھی ان کا تعلق ہے ان کے انجام میں شریک ہو جائیں۔ گویا اس موقع پر ان تینوں گروہوں کے بارے میں جو اس وقت مسلمانوں کے کھلے یا چھپے دشمن تھے واضح پالیسی کا اعلان کر دیا

گیا۔اے نبی ! کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں، عزیز و اقارب، تمہاری دولت جو تم نے مار کمی ہے، تمہارے کاروبار جس کی مندی کا ڈر رہتا ہے، تمہارے من پسند گھر، تم کو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ پیارے ہیں، خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے یہ چیزیں زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ فرمادے۔اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔

اے ایمان والو! اہل کتاب کے اکثر علماء اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ لوگوں کا مال غلط طریقے سے کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔جو لوگ سونے چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اُسے خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (زکوٰۃ نہیں دیتے) انہیں دردناک عذاب کی خوش خبری دے دو ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔

پارے کے آخر میں فرمایا" کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سخت بن جاؤ۔ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ان میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ نے ہمیں اپنے فضل سے نوازا تو ہم خوب صدقہ کریں گے اور خوب نیکیاں کرنے والوں میں سے ہوں گے مگر جب اللہ نے اپنا فضل عطا فرمایا تو وہ اس میں بخیل بن بیٹھے اور برگشتہ ہو کر منہ موڑ لیا اس کی پاداش میں اللہ نے ان کے دلوں میں قیامت تک کیلئے نفاق جمادیا۔

اسی سورۃ میں زکوٰۃ کے مصارف مقرر کئے گئے جو آٹھ ہیں :

(۱) غریبوں کیلئے (۲) مسکینوں کیلئے (۳) نظام زکوٰۃ کے کارکنوں کیلئے (۴) تالیف قلب کیلئے (۵) غلاموں کی آزادی کیلئے (۶) قرضداروں کی مدد کیلئے (۷) خدا کی راہ میں (۸) مسافروں کیلئے۔

جہاد کے سلسلے میں کمزوروں، بیماروں اور ان لوگوں کو رخصت عطا کی گئی جنہیں خرچ کرنے کی استطاعت نہیں جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے (دین کے) سچے خیر خواہ ہیں اللہ غفور الرحیم ہے اللہ کی ناراضی تو ان پر ہے جو رخصت مانگتے ہیں حالانکہ وہ مالدار ہیں۔یہ لوگ خانہ نشین عورتوں کے ساتھ بیٹھنے پر راضی ہوئے تو اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی۔اب یہ اس حقیقت کو سمجھنے سے محروم ہو گئے ہیں کہ ان کی اس روش کا اللہ کے ہاں کیا نتیجہ نکلنے والا ہے۔

☆ آٹھویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔آمین

نویں تراویح کے چند اہم نکات

پارہ نمبر ۱۱ شروع

آج گیارہویں پارے سے بارہویں پارے کے ایک چوتھائی تک تلاوت کی گئی۔

شروع میں سورۂ توبہ کے بقیہ ساڑھے پانچ رکوع پڑھے گئے جن میں جنگ تبوک کے موقع پر منافقین نے جو طرزِ عمل اختیار کیا اور بعض ایسے مسلمانوں کا' جو تھے تو مخلص' مگر کاہلی کی بناء پر جنگ میں شرکت سے پیچھے رہ گئے ان سب کا ذکر کیا ہے۔ پہلے یہ بیان کیا گیا کہ جب تم تبوک کے سفر سے واپس لوٹو گے تو یہ منافقین اپنے رویہ کے بارے میں تمہیں مطمئن کرنے کیلئے گھڑے ہوئے عذرات پیش کریں گے۔ ان سے صاف کہہ دینا کہ ہم تمہارے یہ من گھڑت بہانے ماننے والے نہیں۔ اب اللہ اور اس کا رسول اللہﷺ تمہارے عمل کو دیکھیں گے۔ تم اپنے عمل سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرو کہ تم واقعی اللہ اور رسول اللہﷺ پر ایمان رکھتے ہو۔ ابھی تو اسلام سے ان کی بدخواہی کا یہ حال ہے کہ اوّل تو یہ اس کے راستے میں کچھ خرچ نہیں کرتے اور اگر حالات سے مجبور ہو کر کچھ کرنا بھی پڑے تو اسے اپنے اوپر زبردستی کا جرمانہ سمجھتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی گردش آ جائے کہ جس سے ان کی جان ان سے چھوٹ جائے۔ حالانکہ حقیقت میں گردش خود ان پر ہے اور گردش بھی بہت بری گردش (یعنی آخرت میں نجات سے محرومی)

کچھ دوسرے لوگ تھے جنہوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کر لیا تھا فرمایا ان کی نیکیاں اور برائیاں دونوں طرح کی کمائی ہے، امید ہے کہ اللہ اُن پر اپنی رحمت فرمائے گا۔ اے نبیﷺ! آپ ان سے صدقہ لیکر انہیں پاک بنا دیجئے اور ان کیلئے دُعا کیجئے۔ آپ کی دُعا ان کیلئے تسکین کا سامان بنے گی۔ اور ان سے یہ بھی کہئے کہ اب اللہ، اس کا رسولﷺ اور مومنین تمہارے طرزِ عمل کو دیکھیں گے۔ اور بہر حال تم عنقریب اللہ کے حضور پیش کئے جانے والے ہو۔

منافقوں میں وہ بھی ہیں جنہوں نے ایک مسجد بنائی ہے۔ اسلام کو نقصان پہنچانے، اہل ایمان میں پھوٹ ڈالنے اور ان لوگوں کیلئے ایک خفیہ اڈہ فراہم کرنے کیلئے جو اللہ اور رسول اللہﷺ سے پہلے جنگ کر چکے ہیں۔ آپ اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں۔ آپ کے کھڑے ہونے کیلئے وہ مسجد سب سے زیادہ حقدار ہے، جس کی بنیاد اوّل دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔

نفاق پر بنائی ہوئی عمارت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے سمندر میں نکلی ہوئی گَر پر عمارت بنائی ہو۔ وہ کسی وقت بھی اپنے رہنے والوں سمیت دوزخ میں گر جائے گی۔

بے شک اللہ نے اہل ایمان سے انکے جان و مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں وہ مارتے بھی ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں۔ جنت کا وعدہ اللہ کے ذمہ ایک سچا وعدہ ہے۔ توریت میں بھی، انجیل میں بھی اور اب قرآن میں بھی۔ اللہ سے جنت کا یہ سودا کرنے والے دراصل ہمیشہ توبہ کرنے والے، عبادت گزار، شکر گزار، اپنی اصلاح اور دین کا علم حاصل کرنے کیلئے گھروں سے نکلنے والے، اللہ کے آگے جھکنے والے، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے لوگ ہیں۔ یہی سچے مومن ہیں۔ ایسے مومنوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

سورہ ختم کرتے وقت مسلمانوں کو بعض اہم ہدایات دی گئیں۔ پہلی ہدایت یہ فرمائی کہ نبیﷺ اور اہل ایمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کیلئے اللہ سے مغفرت کی دُعا مانگیں۔ چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اس ہدایت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو شرک کے ہر شائبہ سے پاک کر کے صرف اللہ کیلئے جینے اور اللہ کیلئے مرنے کے مقصد پر قائم کر دیا جائے۔ اور حق کے سوا اور کسی طمع کی حمایت کا شائبہ بھی ان میں باقی نہ رہنے دیا جائے۔ کیونکہ صرف رشتہ داری اور تعلق کی بنا پر جو حمایت ہوتی ہے اس سے نفاق اور کفر کی راہیں کھلتی ہیں۔ جن مسلمانوں کا سستی اور کاہلی

کے سبب جنگ تبوک سے پیچھے رہ جانے پر بائیکاٹ کیا گیا تھا ان کی توبہ کی قبولیت کی بشارت سنائی گئی اور اہل مدینہ اور بدوؤں میں سے جو تائب ہو گئے ان کو نصیحت کی کہ ہمیشہ سچ اور حق کیلئے جینے والوں سے خود کو وابستہ رکھو تا کہ ان کی صحبت میں رہ کر تمہاری کمزوریوں کی اصلاح ہو سکے۔

سورۂ یونس میں قریش کی اس حالت پر افسوس کا اظہار کیا کہ اللہ نے انہیں میں سے ایک شخص پر یہ کتاب حکمت اتاری۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اس کی قدر کرتے اور ایمان لاتے اللہ سرکش لوگوں کو ڈھیل دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ رحمت کرنے میں جلدی کرتا ہے لیکن قہر کرنے میں جلدی نہیں کرتا وہ ایسے لوگوں کو موقع دیتا ہے کہ وہ سرکشی میں اچھی طرح بھٹک لیں۔ کوئی حسرت باقی نہ رہ جائے اور اللہ کی حجت تمام ہو جائے، ورنہ وہ جب چاہے ان کا قصہ پاک کر دے۔ یہ پچھلی امتوں کے انجام سے سبق کیوں نہیں لیتے؟

قریش کا ایک مطالبہ یہ تھا کہ اس قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن لاؤ۔ جس میں کچھ ہماری باتیں بھی مانی گئی ہوں یا اب ترمیم کرلو اور کچھ دو اور کچھ لو کے اصول پر معاملہ کرلو اس کا جواب دیا گیا کہ آپ بتا دیجئے کہ مجھے ترمیم یا تبدیلی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ تو اللہ کے احکام ہیں جن کی تعمیل کیلئے میں آیا ہوں اگر اللہ کا حکم نہ ہوتا تو میں ہرگز اسے پیش نہ کرتا۔

نبی ﷺ کو تسلی دی کہ جن کے اندر صلاحیت ہے وہ اس کتاب پر ایمان لا رہے ہیں۔ رہے وہ لوگ جو اندھے اور بہرے بن چکے ہیں تو یہ خود اپنے اعمال کی بدولت اس حال کو پہنچے ہیں اللہ نے ان کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں کی، جس عذاب اور آخرت کی ان کو دھمکی دی جا رہی ہے اس کے لیے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جلدی آ کیوں نہیں جاتی؟ حالانکہ جب وہ آ جائے گی تو محسوس کریں گے کہ ایک گھڑی سے زیادہ ہم نے دُنیا میں وقت نہیں گزارا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر امت کیلئے ایک پیمانہ مقرر ہے جب وہ پیمانہ بھر جائے گا تو اس کو ایک لمحہ کی بھی مہلت نہیں ملے گی۔ یہ اگر اتنی جلدی مچائے ہوئے ہیں تو ان سے پوچھو کہ اللہ کے عذاب کا مقابلہ کرنے کیلئے انہوں نے کیا سامان تیار کر رکھا ہے۔ اسوقت تو ان کا ایمان لانا بھی بیکار ہوگا یہ لوگ آخر اپنی شامت کیوں بلا رہے ہیں۔ اللہ کی اس عظیم نعمت اور رحمت کو کیوں اختیار نہیں کرتے جو قرآن کی شکل میں نازل ہوئی ہے۔ اور جس کے آگے دُنیا کے تمام خزانے ہیچ ہیں۔

آیت ۲۱/میں ہے کہ لوگوں کا حال یہ ہے کہ مصیبت کے بعد جب ہم ان کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو فوراً ہی وہ ہماری نشانیوں کے معاملے میں چال بازیاں شروع کر دیتے ہیں ان سے کہو اللہ اپنی تدبیر میں تم سے زیادہ تیز ہے اس کے فرشتے تمہاری سب مکاریوں کو لکھ رہے ہیں وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے چنانچہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو کر بادِ موافق پر خوشی خوشی سفر کر رہے ہوتے ہو اور پھر یکا یک بادِ مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ طوفان میں گھر گئے اس وقت سب صرف اللہ ہی کو اخلاص کے ساتھ پکارتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اگر آپ نے ہمیں نجات دے دی تو ہم آپ کے شکر گزار بندے بنیں گے مگر جب ہم ان کو بچا لیتے ہیں تو یہ دوبارہ حق سے منحرف ہو کر زمین میں بغاوت کرنے لگتے ہیں۔ لوگو! تمہاری یہ بغاوت تمہارے خلاف پڑے گی۔ دُنیا کی زندگی چند روزہ ہے یہ مزے لوٹ لو پھر تمہیں ہماری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے اس وقت ہم تمہیں بتا دیں گے کہ تم کیا کچھ کرتے رہے تھے۔ دُنیا کی اس زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی اتارا تو زمین کی پیداوار جو انسان اور جانوروں کی خوراک ہے خوب گھنی ہوگئی پھر عین اس وقت جب کہ زمین اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں لہلہا رہی تھیں اور ان کے مالک سمجھ رہے تھے کہ ہم اب ان سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہیں یکا یک رات کو یا دن کو ہمارا حکم آ گیا اور ہم نے اسے ایسا غارت کر کے رکھ دیا گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں اس طرح ہم اپنی نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ خدا تمہیں سلامتی والے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

ہر وہ شخص جس نے ظلم (شرک) کیا ہے اگر روزِ قیامت روئے زمین کی دولت بھی ہو تو عذاب سے بچنے کے لیے وہ اُسے فدیہ میں دینے کے لیے آمادہ ہو جائے گا جب یہ لوگ عذاب دیکھیں گے تو دل ہی دل میں پچھتائیں گے مگر ان کے درمیان پورے انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔ سنو آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے سنو اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر اکثر انسان جانتے نہیں وہی زندگی اور موت

دیتا ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔ لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت (قرآن) آ گئی یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے جو اسے مانیں ان کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔ اے نبی ﷺ کہو کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ اس نے یہ چیز بھیجی اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہئے یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ جمع کر رہے ہیں۔

اے نبی ﷺ تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور قرآن میں سے جو کچھ بھی پڑھتے ہو اور لوگو تم بھی جو کچھ کرتے ہو ان سب کے دوران ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔ آسمان اور زمین میں ذرہ برابر کوئی چیز ایسی نہیں ہے خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی جو تیرے رب کی نظر سے پوشیدہ ہو اور ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو۔ سنو جو اللہ کے دوست (اولیا اللہ) ہیں انہیں کسی طرح کا رنج اور خوف نہ ہوگا یہ وہی ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ کا رویہ اختیار کیا۔ دُنیا اور آخرت دونوں میں ان کے لیے خوشخبری ہے اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی کامیابی ہے۔

اور ہم بنی اسرائیل کو سمندر سے گزار لے گئے پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی کی غرض سے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ فرعون جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا میں ایمان لاتا ہوں بنی اسرائیل کے خدا پر جس کے سوا کوئی حقیقی خدا نہیں اور میں مسلمان ہوتا ہوں (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فسادیوں میں سے تھا اب تو ہم تیری لاش کو بچا کر رکھیں گے تاکہ بعد کی نسلوں کے لیے تو عبرت ہو حالانکہ بہت سے انسان ہیں جو ہماری نشانیوں سے غفلت کرتے ہیں۔

پارہ ۱۲ شروع

سورۂ ہود کے چار رکوع پڑھے گئے ان میں پہلے بطور تمہید قرآن کی یہ خصوصیت بیان کی گئی کہ لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو اس شکل میں اتارا ہے پہلے صرف اصول اور بنیادی باتیں بجے تلے انداز میں بیان کی گئیں یعنی ابتدائی مکمل سورتیں پھر بتدریج تفصیلات بیان ہوئیں۔

تمہیدی جملوں کے بعد نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے اس پیغام کی وضاحت کی گئی کہ یہ اللہ واحد کی بندگی اور توبہ واستغفار کی دعوت ہے اور میں اللہ کی طرف سے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں کہ جو لوگ استغفار کر کے اللہ واحد کی طرف رجوع کر لیں گے اللہ ایک مقررہ مدت تک ان کو زندگی کی نعمتوں اور اپنے فضل سے مالا مال کرے گا اور جو لوگ اس سے منہ موڑیں گے ان کیلئے ایک بڑے عذاب کا دن سامنے ہے۔ دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی (دُنیا میں عذاب سے مراد اسلام کے مقابلے میں شکست کی پیش گوئی ہے) جزا اور سزا کے منکرین کو اور عذاب کا مذاق اڑانے والوں کو تنبیہ کی کہ یہ دُنیا بچوں کا کھیل نہیں ہے اللہ نے اسے اس لیے بنایا ہے کہ وہ دیکھے کہ لوگ کیسا عمل کرتے ہیں۔ انسان کا عجیب حال ہے کہ جب اللہ کی پکڑ میں آ جاتا ہے تو بالکل مایوس اور دل شکستہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جب اللہ ڈھیل دیتا ہے تو اکڑنے لگتا ہے اور شیخی بگھارنے لگتا ہے۔ تھوڑے لوگ ہی ایسے نکلتے ہیں جو مصیبت میں صبر کی اور نعمت میں شکر کی روش اختیار کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کیلئے اللہ کے ہاں مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔

بتایا گیا کہ ایمان کی توفیق صرف ان لوگوں کو ملے گی جن کی فطرت مسخ نہیں ہوئی وہ قرآن کو اپنے دل کی آواز سمجھیں گے۔ رہے وہ لوگ جن کی فطرت کا نور بجھ گیا ہے تو وہ دوزخ کو دیکھ کر ہی قائل ہونگے۔ ان دونوں گروہوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گروہ اندھوں اور بہروں کا ہو اور دوسرا گروہ آنکھیں اور کان رکھنے والے کا کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کی سرگزشت سنائی جس میں محمد ﷺ کو بتایا گیا کہ نوح علیہ السلام کو بھی آپ ہی کی طرح ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اور ان کی قوم نے بھی وہی کیا تھا جو آپ کی قوم آپ ﷺ کے ساتھ کر رہی ہے۔ بالآخر ان پر اللہ کا عذاب آیا اور وہ سب طوفان میں غرق کر دیے گئے۔ اگر یہ لوگ باز نہ آئے تو ان کا انجام بھی انہیں جیسا ہوگا۔ آپ نہ گھبرائیں اللہ آپ کو اور آپکے ساتھیوں کو سرخرو کرے گا شرط یہی ہے کہ ساری مخالفتوں کے باوجود سیدھے راستے پر جمے رہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کتنے زمانے تک یعنی ساڑھے نو سو برس تک صبر کرتے رہے۔

☆ نویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

دسویں تراویح کے چند اہم نکات

آج بارہویں پارے کی چوتھائی سے تیرہویں پارے کے آدھے تک کی تلاوت کی گئی۔نوح علیہ السلام کی قوم کا انجام بیان کرنے کے بعد اب ہود علیہ السلام کی قوم عاد اور صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کے عبرت انگیز انجام کو بتایا تاکہ قریش کو عبرت اور قیامت تک آنے والے سرکش لوگوں کو نصیحت ہو۔پھر لوط علیہ السلام کی قوم کا ذکر کیا۔اس مناسبت سے کہ قریش فرشتوں کے اتارے جانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔بتایا کہ فرشتوں کا آنا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہوتا۔وہ جب کافر قوموں کے مطالبہ پر آتے ہیں تو اپنے ساتھ عذاب لاتے ہیں۔پھر حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے ان قصوں کو بیان کرنے کا موقع ان لفظوں میں واضح کیا۔

یہ بستیوں کے کچھ حالات ہیں جو ہم تمہیں سنا رہے ہیں۔ان میں سے کچھ ابھی قائم ہیں' اور کچھ مٹ چکی ہیں۔ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تو ان کے بناوٹی خدا جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے تھے' تیرے رب کا عذاب آنے پر ان کے کچھ بھی کام نہ آئے۔ تیرے رب کی پکڑ (جب وہ بستیوں کو ان کے ظلم میں پکڑتا ہے) اسی طرح ہوتی ہے۔بیشک اس کی پکڑ بڑی ہی دردناک اور سخت ہے۔

ہم رسولوں کی سرگذشتوں میں سے ایک تم کو سنا رہے ہیں۔تاکہ تمہارے دل کو تقویت ہو اور ان کے حالات کا صحیح علم ہو سکے اور مومنوں کیلئے ان میں نصیحت اور یاد دہانی ہے۔تم سب اسی کی بندگی کرتے رہو۔اور اسی پر بھروسہ رکھو۔جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو تمہارا رب اس سے بے خبر نہیں ہے۔

اب سورۂ یوسف شروع ہوتی ہے۔اس کے نزول کا سبب یہ ہوا کہ قریش حضور ﷺ کو قتل کرنے یا جلا وطن کرنے یا قید کرنے کے متعلق سوچ رہے تھے۔مدینہ کے یہودیوں نے انہیں پٹی پڑھائی کہ ان سے یہ پوچھو کہ بنی اسرائیل تو شام میں رہتے تھے وہ مصر کیسے چلے گئے۔چوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سارا قصہ مصر سے تعلق رکھتا ہے۔ان کے نزدیک نبی کریم ﷺ کسی نہ کسی طرح یہودیوں سے رابطہ کر کے یہ بات ان سے معلوم کرنے کی کوشش کرتے تو گویا سارا پول کھل جاتا۔اور قریش کو سزا دینے کا موقع مل جاتا۔مگر اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی نبی ﷺ کی زبان سے یوسف علیہ السلام کا قصہ سنا دیا۔اور ساتھ ہی اسے قریش پر چسپاں بھی کر دیا کہ آپ جو کچھ بھی بیان کرتے ہیں وہ اللہ کی بتائی ہوئی باتیں ہیں۔اس طرح گویا انہیں متنبہ بھی کر دیا کہ یہی انجام تمہارا بھی ہونے والا ہے کہ تم ایک دن نبی کریم ﷺ کے رحم و کرم پر ہو گے۔

اسی واقعہ میں اللہ نے اِسلام کی دعوت کو پیش کرتے ہوئے واضح کر دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کا دین بھی وہی تھا۔جو محمد ﷺ کا ہے۔اور وہ سب بھی اسی طریق زندگی کی دعوت دیتے تھے جس کی دعوت محمد ﷺ دے رہے ہیں۔اللہ نے اس قصہ میں ایک طرف حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کردار پیش کیا ہے۔تو دوسری طرف عزیزِ مصر، اس کی بیوی، مصر کے دوسرے بڑے گھرانوں کی بیگمات اور حکام مصر کا کردار پیش کیا ہے اور دونوں میں مقابلہ کر کے دکھایا ہے کہ ایک طرح کا کردار وہ ہے جو اِسلام قبول کر کے بنتا ہے اور دوسرا کردار وہ ہے جو دُنیا پرستی اور آخرت سے بے خوفی سے پیدا ہوتا ہے اب تم خود اپنے ضمیر سے پوچھ لو کہ کون سا کردار بہتر ہے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بات بھی سامنے رکھ دی ہے کہ دراصل اللہ تعالیٰ جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔انسان اپنی تدبیروں سے اس کے منصوبوں کو روکنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا بلکہ انسان اپنے منصوبہ کیلئے تدابیر اختیار کرتا ہے اللہ چاہتا ہے تو اس کی تدبیر کے ذریعہ اپنا منصوبہ پورا کرا لیتا ہے۔یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے راستے سے ہٹانے کیلئے کنویں میں پھینک دیا مگر یہ کنواں ہی حضرت یوسف علیہ السلام کے عروج کا ذریعہ بن گیا۔اسی طرح عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ بھجوا کر اس بات کا انتقام لیا کہ انہوں نے اس کا غلام ہونے کے باوجود اس کی خواہش کو پورا کرنے سے انکار کر دیا تھا مگر یہی قید خانہ ان کے تختِ سلطنت پر بیٹھنے کا ذریعہ بن گیا اور زلیخا کو علی الاعلان اپنی بے حیائی اور جرم کا اعتراف کرنا پڑا یہ اور اسی طرح کے بے شمار تاریخی واقعات اس حقیقت کا اعلان کرتے ہیں کہ اللہ جسے اٹھانا چاہتا ہے ساری دُنیا مل کر بھی اسے نہیں گرا سکتی اسی طرح اللہ جسے گرانا چاہتا ہے اسے ساری دُنیا مل کر بھی نہیں اٹھا سکتی۔

سورہ یوسف سے پہلا سبق انسان کو یہ ملتا ہے کہ اسے اپنے مقصد اور تدبیر دونوں میں اللہ کی مقرر کردہ حدود سے آگے نہیں بڑھنا چاہیئے۔ کامیابی اور ناکامی دراصل اللہ کے ہاتھ میں ہے جو شخص پاک مقصد کیلئے سیدھی سیدھی جائز تدبیریں اختیار کرے گا اگر وہ یہاں کامیاب نہ بھی ہو تو کسی رسوائی سے دوچار نہیں ہوگا لیکن جو شخص ناپاک مقصد کیلئے اور ٹیڑھی تدبیر کرے گا وہ آخرت میں یقیناً رسوائی سے دوچار ہوگا۔

دوسرا سبق اس قصہ سے یہ ملتا ہے کہ اللہ پر پورا بھروسہ رکھو اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کردو جو لوگ حق اور سچائی کیلئے کوشش کرتے ہیں چاہے دُنیا انہیں مٹانے پر تُل جائے تب بھی وہ اس بات کو سامنے رکھتے ہیں کہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اس یقین سے انہیں غیر معمولی تسکین ملتی ہے اور وہ تمام مشکلات اور رکاوٹوں کے مقابلہ میں اپنا کام برابر کرتے چلے جاتے ہیں۔

سب سے بڑا سبق اس قصہ سے یہ ملتا ہے کہ ایک مومن اگر حقیقی اسلامی سیرت اور کردار رکھتا ہو اور حکمت کی صفت بھی اس میں ہو تو وہ تنہا بھی سارے ملک کو فتح کر سکتا ہے۔ یوسف علیہ السلام کو دیکھیئے ۱۷ برس کی عمر، تن تنہا، بے سروسامان، اجنبی ملک، اور پھر کمزوری کی انتہا یہ کہ غلام بنا کر بیچے گئے اس پر مزید ظلم کہ ایک انتہائی گھناؤنے اخلاقی جرم کا الزام لگا کر جیل میں بند کر دیا گیا جس کی کوئی میعاد بھی نہیں تھی اس حالت تک پہنچنے کے باوجود وہ محض اپنے ایمان اور اخلاق کے بل پر اٹھتے ہیں اور سارے ملک پر قابض ہو جاتے ہیں۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر پوری ہوتی ہے ماں باپ مصر پہنچ جاتے ہیں اور وہ ماں باپ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھاتے ہیں اور تمام لوگ جن میں ان کے بھائی بھی شامل ہیں۔ تعظیماً انکے سامنے جھک جاتے ہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنا خواب یاد آ جاتا ہے اور وہ اپنے والد سے کہتے ہیں۔ ''ابا جان یہ ہے میرے اس خواب کی تعبیر، جس میں میں نے سورج، چاند اور گیارہ ستاروں کو سجدہ کرتے دیکھا تھا''۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ یہ ہے کہ ایک دن انہوں نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جان میں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور چاند سورج مجھے سجدہ کرتے ہیں باپ نے کہا بیٹا یہ خواب بھائیوں کو نہ بتانا ورنہ وہ تیرے خلاف سازش کریں گے۔ تم خدا کے منتخب بندے ہو خدا تمہیں خواب کی تعبیر بتائے گا اور تمہیں مرتبۂ نبوت سے سرفراز فرمائے گا۔

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپس میں کہا کہ یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی بن یامین کو ابا بہت چاہتے ہیں کیوں نہ یوسف علیہ السلام کو ختم کر کے یا ویرانے میں چھوڑ کر ہم سب ابا کے محبوب بن جائیں۔ ایک نے کہا ختم کرنے کی بجائے اندھے کنویں میں ڈال دیں تو مسافر اٹھا لے جائیں گے اس رائے پر سب متفق ہوئے اور ابا سے جنگل میں جانے کے لیے اجازت مانگی باپ نے کہا مجھے ڈر ہے کہ اسے بھیڑیا نہ کھا جائے اور تم کھیل میں لگے رہو۔ بھائیوں نے کہا ہم کئی لوگ ہیں ایسا نہ ہوگا۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام کو جنگل لے گئے اور کنویں میں ڈال دیا قمیص پر جھوٹا خون لگا کر باپ کو بتا دیا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا اِدھر قافلہ آیا اور یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکال کر بازارِ مصر میں بیچ دیا عزیزِ مصر نے یوسف علیہ السلام کو گھر لے جا کر اپنی بیوی سے کہا اس کا خیال رکھنا ہم اسے پال لیں گے۔ جب یوسف علیہ السلام جوان ہوئے تو خاتون ان پر ڈورے ڈالنے لگی۔ انہوں نے اللہ کی پناہ چاہی اور دروازے کی طرف بھاگنے لگے۔ عورت نے قمیص پکڑ لی وہ پھٹ گئی دروازے پر شوہر ملا عورت نے یوسف علیہ السلام پر الزام لگایا اور سزا کا مطالبہ کیا یوسف علیہ السلام نے کہا کہ یہ مجھے پھانس رہی تھی۔ ایک شخص نے فیصلہ کیا کہ اگر قمیص آگے سے پھٹی ہے تو یوسف علیہ السلام گنہگار ہے اور پیچھے سے پھٹی ہے تو خاتون گنہگار ہے قمیص دیکھی گئی تو وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی شوہر نے کہا عورتیں چالاک ہوتی ہیں یوسف اس معاملے کو درگزر کرو۔

شہر میں عورتوں کے درمیان چرچا ہوا کہ عزیزِ مصر کی بیوی اپنے غلام پر فریفتہ ہے تو اس نے شاندار دعوت کی اور تمام خواتین کو بلایا ہر ایک کو پھل اور چھری دی اور یوسف علیہ السلام کو سامنے سے گزرنے کا حکم دیا۔ یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی عورتیں حیرت زدہ رہ گئیں اور پھلوں کی بجائے غفلت میں اپنے ہاتھ کاٹ لیے۔ عزیز کی بیوی نے کہا یہ وہ شخص ہے جس کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی ہو۔ میں نے اسے رجھانے کی کوشش کی مگر یہ بچ نکلا اگر یہ میری نہ مانے گا تو اسے جیل بھیج دوں گی یوسف علیہ السلام نے کہا مجھے جیل جانا منظور ہے۔ اس طرح یوسف علیہ السلام جیل چلے گئے۔ جیل میں دو قیدی خواب کی تعبیر پوچھنے آئے ایک نے کہا میرے سر پر روٹی رکھی ہے اور پرندے کھا رہے ہیں، دوسرے نے کہا میں شراب کشید کر رہا ہوں دونوں خوابوں کا کیا مطلب ہے؟ یوسف علیہ السلام نے انہیں پہلے دین کی دعوت دی پھر تعبیر یہ بتائی کہ پہلے کو سولی دی جائے گی اور

پرندے اس کا گوشت کھا جائیں گے۔ دوسرا بادشاہ کے یہاں ساقی بنے گا پھر دوسرے سے کہا جب تم بادشاہ کے پاس جانا تو میرا تذکرہ کرنا، وہ بھول گیا اور یوسف علیہ السلام کئی سال جیل میں پڑے رہے۔

ایک رات بادشاہ نے خواب دیکھا کہ سات دبلی گائیں سات موٹی گایوں کو کھا گئیں۔ صبح درباریوں سے تعبیر پوچھی ساقی کو فوراً خیال آیا کہ یوسف علیہ السلام تعبیر صحیح دیتے ہیں وہ فوراً گیا اور تعبیر پوچھی آپ نے فرمایا کہ سات سال کھیتی خوب اچھی ہوگی اور بعد میں سات سال قحط پڑے گا جو دانہ محفوظ رکھو گے وہی کام آئے گا۔ بادشاہ تعبیر سن کر بڑا خوش ہوا۔ آپ کو نہ صرف رہا کر دیا بلکہ مقربین میں سے بنا دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے خزانے کا ذمہ دار بننا پسند کیا اور انہیں وزیر خزانہ بنا دیا گیا۔ جب قحط سالی شروع ہوئی تب یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے کہا کہ جاؤ کہیں سے غلہ لے آؤ۔ ان کے بھائی یوسف علیہ السلام کے پاس غلہ لینے آئے یوسف علیہ السلام پہچان گئے وہ نہ پہچان سکے۔ یوسف علیہ السلام نے انہیں غلہ بھی دیا اور ان کے پیسے بوری میں ڈال کر لوٹا دیئے اور اپنے سگے بھائی بن یامین کو بھی لانے کے لئے کہا۔ ان کے بھائی گھر پہنچ کر پیسہ پا کر بہت خوش ہوئے۔ ابا سے کہا کہ اور کیا چاہئے غلہ بھی ملا پیسہ بھی واپس دے دیا۔ اتنا سخی کون ہوگا سگے بھائی کو بھی بھیجئے وہ اپنے حصے کا غلہ لائے گا۔ والد تیار نہ ہوئے کہ یوسف علیہ السلام کی طرح اُسے بھی ضائع نہ کر دیں سبھوں نے قسمیں کھائیں کہ ضرور واپس لائیں گے۔ ادھر جب وہ غلہ لے کر واپس جانے کو تیار ہوئے تو یوسف علیہ السلام نے حیلے سے اپنے بھائی کو روک لیا وہ واپس نہ جا سکے ان کے والد پھر دوسرے بچے سے محرومی کے سبب کافی پریشان ہوئے کچھ عرصہ بعد پھر بھائی لوگ غلہ مانگنے آئے اب ان کے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی بڑی التجا کی کہ آپ ہمیں غلہ دیجئے ہم پر رحم کیجئے ورنہ ہم بھوکوں مر جائیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ تم نے جو یوسف علیہ السلام کے ساتھ سلوک کیا کیا تم کو خبر ہے وہ حیرت زدہ رہ گئے۔ پوچھا کیا آپ ہی یوسف علیہ السلام ہیں انہوں نے کہا ہاں میں یوسف علیہ السلام ہوں اور یہ میرا سگا بھائی ہے۔ خدا نے مجھ پر بڑا احسان کیا بھائیوں نے کہا خدا نے تمہیں ہم سب سے بڑھ کر نوازا ہے۔ ہم سے بڑی غلطی ہوئی معاف فرمائیں یوسف علیہ السلام نے کہا آج میں تمہاری سب خطاؤں سے درگزر کرتا ہوں خدا تمہیں معاف فرمائے۔ میری یہ قمیص لے جاؤ ابا پر اڑھا دینا ان کی بینائی لوٹ آئے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پھر سارا خاندان مصر چلا آیا۔ انہوں نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا سب بھائی ان کے آگے جھک گئے یوسف علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جو خدا نے سچ کر دکھائی۔ خدا نے مجھے جیل سے رہائی دی آپ لوگوں کو مجھ سے ملا دیا۔ خدایا! تو نے بادشاہت دی خواب کی تعبیر بتائی تیرا احسان ہے تو مجھے اسلام پر وفات دے اور نیک لوگوں میں شامل فرما۔

سورہ یوسف کے بعد سورہ رعد کے دو رکوع ہیں بتایا گیا کہ یہ کتاب الٰہی کی آیات ہیں ہوائی باتیں نہیں ہیں ان کی ہر بات ایک حقیقت ہے اور جن باتوں کی خبر دی جا رہی ہے وہ ایک ایک کر کے پوری ہو کر رہیں گی لیکن اکثر لوگ ضد پر اڑے ہوئے ہیں ایسے لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

پھر کائنات کی ان نشانیوں کی طرف توجہ دلائی جو قرآن کی بیان کردہ حقیقتوں کو واضح کرنے والی ہیں اور یہ یقین دلانے کیلئے کافی ہیں کہ ایک روز اس کے سامنے پیش ہونا ہے ہر کھلی اور ڈھکی چیز سے وہ واقف ہے ہر شخص کے آگے اور پیچھے اس کے مقرر کئے ہوئے نگراں لگے ہوئے ہیں۔ جو اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔

قوموں کی تبدیلی کے بارے میں یہ حقیقت ہے کہ اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی اور جب اللہ کسی قوم کی شامت لانے کا فیصلہ کر لے تو پھر وہ کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی کیا اللہ کے مقابلہ میں کوئی کسی کا مددگار ہو سکتا ہے؟ حق و باطل کی کشمکش کو عجیب مثال سے سمجھایا کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور ندی نالے اپنے ظرف کے مطابق اسے لے کر چل نکلے پھر جب سیلاب اٹھا تو سطح پر جھاگ بھی آ گئے اور ایسے ہی جھاگ ان دھاتوں پر بھی اٹھتے ہیں جنہیں زیور اور برتن بنانے کیلئے پگھلایا کرتے ہیں۔ جو جھاگ ہے یعنی باطل وہ آخر اڑ جایا کرتا ہے، اور جو چیز انسان کیلئے نفع بخش ہے یعنی حق وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔ اس طرح اللہ مثالوں سے اپنی بات سمجھاتا ہے۔

☆ دسویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

گیارھویں تراویح کے چند اہم نکات

آج کی تراویح میں تیرہویں پارے کے نویں رکوع سے چودہویں پارے کے اٹھارویں رکوع تک کی تلاوت کی گئی۔
پہلی آیت میں ہے کہ بھلا بتائیے یہ کس طرح ممکن ہے کہ جو شخص خدا کی نازل کردہ کتاب کو حق جانتا ہو کیا وہ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو بالکل اس سے غافل (اندھا) ہے۔ نصیحت تو دانش مند لوگ ہی قبول کرتے ہیں ان کا طرزِ عمل یہ ہے کہ وہ اللہ سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرتے ہیں اُسے توڑتے نہیں جو صلہ رحمی کرتے ہیں اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان سے برا حساب نہ لیا جائے جو خدا کی رضا کے لیے صبر سے کام لیتے ہیں نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے وہ علانیہ اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں اور برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔ آخرت کا گھر انہیں لوگوں کے لیے ہے یعنی ایسے باغات جو ان کی ابدی قیام گاہ ہوں گے وہ خود بھی ان میں رہیں گے اور ان کے ساتھ ان کے باپ دادا، بیوی بچے جو جو صالح ہیں وہ بھی جنت میں رہیں گے فرشتے ہر دروازے سے داخل ہو کر انہیں سلام کریں گے اور کہیں گے تم نے دُنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اس کی بدولت آج تم اس کے مستحق ہو رہے۔ وہ لوگ جو اللہ سے کئے ہوئے وعدے کو توڑتے ہیں اور قطع رحمی کرتے ہیں زمین میں فساد برپا کرتے ہیں وہ لعنت کے مستحق ہیں اور ان کا برا ٹھکانہ ہے۔ گویا سب سے پہلے قرآن کی دعوت قبول کر کے اللہ کے راستے پر چل کھڑے ہونے والوں کے لیے انجام کار میں کامیابی کی بشارت سنائی اور اس کی مخالفت ومزاحمت کرنے والوں پر اللہ کی لعنت کی خبر دی۔ پھر اس شبہ کا جواب دیا کہ اگر اللہ کی تمام عنایتوں کے حق دار صرف اہل ایمان ہی ہیں تو وہ لوگ کیوں رزق وفضل کے مالک بنے بیٹھے ہیں جو رات دن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت میں سرگرم ہیں۔ فرمایا اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کے دروازے کھول دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ جس کے لئے وہ کشادہ کرتا ہے اس سے چاہتا ہے کہ وہ اپنے رب کا شکر گزار بندہ بنے اور جس کے لئے تنگ کرتا ہے اس سے وہ چاہتا ہے کہ صبر کرے اسی صبر وشکر پر دین کی ساری عمارت کھڑی ہے جو لوگ اس دنیا کے کنکر پتھر پا کر غرور میں آخرت کو بھلا بیٹھے ہیں وہ جب آخرت کے دن صابرین وشاکرین کے اجر کو دیکھیں گے تب انہیں اندازہ ہوگا کہ نہایت ہی حقیر چیز کے لئے انہوں نے آخرت کی بادشاہت کھودی۔

کفار کے بار بار کے اس مطالبہ پر کہ کوئی ایسا زبردست معجزہ دکھایا جائے کہ ماننے بغیر چارہ ہی نہ رہے واضح کیا گیا کہ کائنات اور خود انسان کی زندگی میں جو دلیلیں اور نشانیاں اللہ نے رکھی ہیں جن لوگوں کا اطمینان ان سے نہیں ہوتا وہ دنیا جہاں کے معجزے بھی دیکھ لیں تو بھی اندھے ہی رہیں گے کیوں کہ ایمان وہدایت کا راستہ اللہ کے کلام اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں پر غور کرنے سے ہی کھلتا ہے۔ شرک اور اللہ کے ساتھ ٹھہرائے ہوئے شریکوں کی حقیقت بیان کی کہ ان کی کوئی بنیاد نہیں یہ محض من گھڑت باتیں ہیں اس فریب میں مبتلا ہو کر جنہوں نے اللہ کے راستے سے منہ موڑا وہ اس دنیا میں بھی عذاب سے دوچار ہوں گے اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا کوئی شفیع یا شریک وہاں انہیں بچانے والا نہ ہوگا۔
سورۂ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ نے شرک اور اسلام کے فرق کو بہترین مثال سے واضح فرمایا کہ شرک کے جس نظام پر تم زندگی بسر کر رہے ہو (کہ اپنے من مانے احکام چلا رہے ہو) اس کی کوئی بنیاد نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں...... اس کی مثال گندگی کے ڈھیر پر اُگے ہوئے ایک ناپاک اور کانٹے دار پودے کی ہے جو ذرا سی حرکت سے اکھاڑ پھینکا جا سکتا ہے۔ اگر یہ اب تک برقرار ہے تو اس وجہ سے کہ ابھی ایسا کوئی ہاتھ نہیں آیا جو اسے اکھاڑ پھینکے اب اللہ نے وہ ہاتھ پیدا کر دئے ہیں تو تم دیکھو گے کہ کتنی جلدی سارا قصہ پاک ہو جائیگا۔ اس کے مقابلہ میں اسلام کے دعوت کی مثال ایک پاکیزہ پھلدار درخت کی سی ہے۔ جس کی جڑیں پاتال میں اتری ہوئی ہیں اور شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا میں

مضبوط اور مستحکم کریگا اور آخرت میں بھی سرخروئی بخشے گا۔ بشرطیکہ وہ صبر اور استقامت کے ساتھ حق پر ڈٹے رہیں اور اس راہ میں پیش آنے والی آزمائش کا اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے مقابلہ کریں۔ اس حقیقت کو تاریخ کی روشنی میں واضح کرنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاءِ کرام علیہم السلام کے وہ واقعات پیش کئے جن سے اس پہلو پر روشنی پڑتی ہے کہ صبر کرنے والے اور راہِ حق میں ڈٹے رہنے والے غالب آئے مخالفین تباہ کردیئے گئے۔ لیکن یہ بھی بتایا کہ غلبہ انہی کو حاصل ہوگا جو پہلے مرحلہ میں صبر واستقامت دکھائیں۔

مخالفینِ اسلام کا آخرت میں جو حشر ہوگا اس کو بیان کیا کہ ان کا سارا کیا دھرا خاک اور راکھ ہو کر اڑ جائے گا لیڈر اور ان کے پیرو سب ایک دوسرے کو لعنت کریں گے یہاں تک کہ شیطان بھی اپنی پیروی کرنے والوں سے اپنی جدائی کا اعلان کردے گا اور کہے گا۔ بس ''میں نے تو تمہیں صرف اپنی طرف بلایا تھا یہ تو تم ہی تھے میری بات مان لی اب مجھے ملامت مت کرو اپنے آپ کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہارے کچھ کام آسکتا ہوں نہ تم میرے کام آسکتے ہو۔ بے شک اپنی جانوں پر ظلم ڈھانے والوں کا انجام دردناک عذاب ہے۔''

قریش کے لوگوں کو تنبیہہ کی کہ انہوں نے اللہ کی بخشی ہوئی نعمتوں کو کفر اور شرک کا ذریعہ بنالیا ہے اور اس طرح اپنی قوم کو جہنم کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ اس میں آج کے لیڈروں کیلئے بھی نصیحت ہے کاش وہ قرآن کو سمجھیں۔ مسلمانوں کو نصیحت کی گئی کہ وہ نماز کا اہتمام کریں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے چھپا کر بھی اور علانیہ بھی خرچ کریں اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید وفروخت ہوگی اور نہ دوستی کام آئے گی۔ اللہ نے زمین وآسمان پیدا کیے پانی برسایا پھلوں سے روزی دی سمندر کو مسخر کیا کشتی اس کے حکم سے چلتی ہے۔ نہریں عطا کیں سورج چاند لگا تار چلے جارہے ہیں انہیں تمہارے لیے مسخر کیا دن رات پیدا کیے۔ تم نے جو مانگا وہ سب کچھ دیا۔ خدا کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہ سکو گے حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ناشکرا ظالم ہے، یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے دُعا کی تھی پروردگار اس شہر مکہ کو امن کا شہر بنا، مجھے اور میری نسل کو بت پرستی سے بچا پروردگار ان بتوں نے بہتوں کو گمراہ کیا ممکن ہے میری اولاد کو بھی گمراہ کردیں ان میں سے جو میرے طریقے پر چلے وہ میرا ہے جو میرے خلاف چلے تو تو ' غَفُوْرٌ رَّحِيْم ہے۔ پروردگار میں نے اپنی نسل کو اس چٹیل وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس بسایا ہے تا کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں۔ لہٰذا تو لوگوں کے دلوں کو اس گھر کی طرف مائل کر، انہیں پھلوں کی روزی دے کہ یہ تیرے شکر گزار بندے بنیں۔ پروردگار تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں واقعی اللہ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں۔ شکر ہے اُس خدا کا جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام جیسے بیٹے دیے میرا رب دُعاؤں کو سنتا ہے۔ اے میرے پروردگار مجھے نماز قائم کرنے والا بنا میری اولاد کو بھی اس کا پابند بنا میری دُعا قبول فرمالے۔ پروردگار مجھے اور میرے والدین کو اور جملہ مومنین کو اس دن معاف کردے جب تو سب سے حساب لے گا۔

اللہ کو ان ظالموں کے کرتوت سے بے خبر نہ سمجھو وہ ان کو بس اسی دن کیلئے ٹال رہا ہے۔ جس دن نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور وہ سر اٹھائے ہوئے بھاگ رہے ہوں گے۔ ٹکٹی بندھی ہوگی اور ان کے دل اڑے ہوئے ہوں گے اور وہ فریاد کریں گے ''اے ہمارے رب! ہمیں تھوڑی سی مہلت اور دے، ہم تیری دعوت کو قبول کرلیں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے'' اللہ غالب اور انتقام کی قدرت رکھنے والا ہے۔ اس دن کو یاد رکھو جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی اور سب اللہ واحد کے سامنے پیش ہونگے اور تم مجرموں کو اس دن زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھو گے ان کے لباس گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہرے پر آگ چھائی ہوئی ہوگی تا کہ اللہ ہر جان کو اس کی کمائی کا بدلہ دے۔ اور اللہ کو حساب چکاتے کوئی دیر نہیں لگے گی۔ یہ لوگوں کیلئے ایک اعلان ہے تا کہ اس کے ذریعہ وہ آگاہ کردیئے جائیں اور جان لیں کہ وہی ایک معبود ہے اور اہل عقل اس سے یاددہانی حاصل کرلیں۔

پارہ نمبر ۱۴ شروع

سورۃ الحجر میں آنحضرت ﷺ کو خطاب کرکے یہ اطمینان دلایا گیا کہ یہ قرآن بجائے خود [illegible] بت ہے اگر یہ لوگ اس کو نہیں مان رہے ہیں تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے ہمیشہ سے رسولوں کو جھٹلانے والوں کی یہی روش رہی ہے۔ آپ کو تو جو کچھ حکم ملا ہے اس کو علی الاعلان سناتے

رہئے اور مشرکوں سے دامن بچایئے ہم آپ کی طرف سے ان سے نمٹنے کیلئے کافی ہیں۔ آپ تو اپنے رب کی اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہیئے اور سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل رہئے اور اپنے رب کی اطاعت وعبادت میں لگے رہئے یہاں تک کہ وہ یقینی وقت آجائے یعنی موت یا قیامت۔

سورۃ النحل کی ابتداء ہی زبردست وارننگ سے ہوئی ہے......بس آیا ہی چاہتا ہے اللہ کا فیصلہ! اب اس کیلئے جلدی نہ مچاؤ پاک ہے وہ اور بالا تر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کررہے ہیں وہ اس روح یعنی وحی کو اپنے جس بندے پر چاہتا ہے اپنے حکم سے ملائکہ کے ذریعہ نازل فرمادیتا ہے کہ آگاہ کرو میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا تم مجھ ہی سے ڈرو۔ اس نے آسمان وزمین کو برحق پیدا کیا اس نے انسان کو ذرا سی بوند سے پیدا کیا اور دیکھتے دیکھتے وہ صریحاً ایک جھگڑالو ہستی بن گیا اور ان تمام نشانیوں کو نظرانداز کردیا کہ اللہ نے اس کی خوراک اور طرح طرح کے بے شمار فائدوں کیلئے جانور پیدا کیئے۔ سمندر جیسی عظیم الشان اور پرخطر چیز کو اس کیلئے مسخر کردیا تو کیا وہ جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا اور وہ جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے دونوں برابر ہیں؟ وہ جنہیں لوگ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں خود مخلوق ہیں۔ مردہ ہیں نہ کہ زندہ اور ان کو کچھ معلوم نہیں کہ انہیں کب دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جائے گا۔

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعے سے سب کو خبردار کردیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔ اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر گمراہی مسلط ہوگئی۔ ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوچکا ہے؟

کیا یہ لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز پر بھی غور نہیں کرتے کہ اس کا سایہ کس طرح اللہ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں گرتا ہے؟ سب کے سب اس طرح اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ زمین اور آسمان میں جس قدر جاندار مخلوقات ہیں اور جتنے ملائکہ ہیں سب اللہ کے آگے سربسجود ہیں وہ ہرگز سرکشی نہیں کرتے اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے ہیں اور جو کچھ حکم دیا جاتا ہے اسی کے مطابق کام کرتے ہیں۔ آخرت کے انجام سے بے خوف رہنے والوں کو آگاہ کیا کہ اگر کہیں اللہ لوگوں کو ان کی زیادتیوں پر فوراً پکڑلیا کرتا تو روئے زمین پر کسی جاندار کو زندہ نہ چھوڑتا لیکن وہ تو سب کو ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتا ہے پھر وہ وقت آجاتا ہے تو گھڑی بھر بھی آگے پیچھے نہیں ہوسکتا۔ انہیں کائنات کی اشیاء میں غوروفکر کرنا چاہئے۔ مویشیوں میں بھی ایک سبق موجود ہے کہ ان کے پیٹ میں گوبر اور خون کے درمیان خالص دودھ ہم پیدا کرتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوش گوار ہے کھجور اور انگور کی بیلیں ہیں کہ یہ تمہاری روزی ہیں اور ان سے تم نشہ آور چیزیں بھی بناتے ہو، سمجھداروں کے لیے اس میں نشانی ہے خدا نے شہد کی مکھی کو یہ بات سکھادی کہ پہاڑوں درختوں اور چڑھائی ہوئی ٹٹیوں میں اپنا چھتہ بنا اور ہر طرح کے پھلوں اور پھولوں کا رس چوس خدا کے راستے پر عاجزی کے ساتھ چل، شہد کی مکھی کے پیٹ سے رنگ برنگ کا ایک مشروب نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے غور کرنے والوں کے لیے اس میں نشانی ہے۔ دیکھو خدا ہی نے تم کو پیدا کیا وہی تمہیں مارتا بھی ہے تم میں سے بعض کو بدترین عمر کو پہنچادیا جاتا ہے تاکہ سب کچھ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے، علم اور قدرت میں اللہ ہی کامل ہے خدا نے کسی کو کم روزی دی کسی کو زیادہ دی جس کو زیادہ دی وہ کم روزی والوں کو نہیں دے دیتا کہ برابر ہوجائے اللہ کے احسان کا لوگ کیوں انکار کرتے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے بیویاں بنائی اور ان سے تمہیں بیٹے اور پوتے دیئے اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دیں پھر بھی تم باطل کو مانتے ہو اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہو۔

ان منکروں کو کچھ ہوش بھی ہے کہ اس روز کیا بنے گا جب کہ ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے پھر منکروں کو نہ حجتیں پیش کرنے کا موقع دیا جائے گا نہ توبہ واستغفار کا اور نہ ان کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی۔ اے محمد ﷺ انہیں اس دن سے خبردار کردیجئے جب آپ کو ان کے مقابلے میں شہادت کیلئے کھڑا کیا جائے گا۔ یہ اسی شہادت کی تیاری ہے کہ ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کردی ہے۔ جو ہدایت، رحمت اور بشارت ہے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے سر تسلیم خم کردیا۔

☆ گیارہویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔

☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

بارھویں تراویح کے چند اہم نکات

آج کی تراویح میں چودھویں پارے کے اُنیسویں رکوع سے پندرہویں پارے کے اختتام تک تلاوت کی گئی۔ جس رکوع پر اختتام ہوا تھا اس میں بتایا گیا تھا کہ جو لوگ اپنے آپ کو خدا کے حوالے کر دیں ان کیلئے یہ کتاب صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرے گی اور رحمت وبشارت ثابت ہوگی۔ اب فرمایا گیا کہ اس کی ہدایت اور رحمت وبشارت کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ حکم دیتا ہے عدل کا احسان کا اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا اور روکتا ہے بے حیائی سے نافرمانی اور سرکشی سے، تمام نیکیوں اور برائیوں کی جڑ انہی میں ہے۔ عدل یہ ہے کہ جس کا جو حق بنتا ہے، ہم بغیر کسی کمی بیشی کے اس کو ادا کریں خواہ حقدار کمزور ہو یا طاقتور اور خواہ ہم اس سے راضی ہوں یا ناراض اس کا حق کسی حال میں نہ روکیں احسان عدل سے زیادہ بڑی چیز ہے یعنی یہ کہ ہم فیاضانہ اور کریمانہ سلوک کریں پھر رشتہ داروں پر عدل واحسان کے علاوہ مزید اپنا مال خرچ کریں۔ اسی طرح بدکاری، بے حیائی کے کاموں سے اور ہر اس کام سے جو ایک شریفانہ معاشرے میں اچھا نہیں سمجھا جاتا ہمیں بچنا چاہئے اور اپنی طاقت اور اثر سے کوئی ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔

جو شخص بھی نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو ہم اسے دُنیا میں پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور آخرت میں ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشش گے۔ جب بھی قرآن پڑھنے کا ارادہ ہو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لیا کرو یعنی شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ اس آیت کی رو سے تلاوت قرآن پاک کے لیے اعوذ باللہ پڑھنا ضروری ہے حتیٰ کہ درمیان میں دُنیاوی گفتگو ہو تو دوبارہ شروع کرنے کے لیے تعوذ پڑھنا ضروری ہے کیونکہ قرآن کتاب ہدایت ہے اور شیطان کبھی نہ چاہے گا کہ بندہ راہِ راست پر رہے اللہ نے اعوذ باللہ پڑھنے کا حکم دے کر شیطان کے شر سے محفوظ فرمایا۔ اِنَّہٗ لَیۡسَ لَہٗ سُلۡطَانٌ، شیطان کا تسلط ان لوگوں پر نہیں ہوتا جو ایمان لاتے ہیں اور خدا پر بھروسہ کرتے ہیں۔ شیطان کا زور ان لوگوں پر چلتا ہے جو اُسے سرپرست بناتے ہیں اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔

کفر کا مسئلہ آیت ۱۰۶ میں ہے کہ جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر پر مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو (تو جان بچانے کے لیے کفر کا کلمہ کہہ سکتا ہے) مگر جس نے دِل کی رضامندی سے کفر کو قبول کر لیا اس پر اللہ کا غضب ہے اور بڑا بھاری عذاب ہے۔

مطلب یہ ہے کہ مومن کے لیے یہ رخصت ہے کہ اگر وہ کفار کے نرغے میں ہو اور اس سے کفر کا مطالبہ کیا جائے تو وہ کلمۂ کفر کہہ سکتا ہے بشرطیکہ ایمان پر اس کا دل مطمئن ہو البتہ عزیمت یہ ہے کہ تکا بوٹی کر دی جائے یا آگ میں جھونک دیا جائے مگر کلمۂ کفر زبان پر لانا گوارہ نہ کرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثالیں موجود ہیں خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کو انگاروں پر لٹایا گیا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کیا گیا۔ حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کے جسم کا ایک ایک عضو کاٹا گیا۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے سامنے والدین کو سخت عذاب دے کر شہید کیا گیا مگر ان حضرات نے کلمۂ کفر کہنا گوارا نہ کیا پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ناقابل برداشت اذیت دی گئی آخر کار انہوں نے جان بچانے کے لیے وہ سب کچھ کہہ دیا جو کفار کہلوانا چاہتے تھے۔ وہ روتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کیفیت بتائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اپنے دل کا کیا حال پاتے ہو انہوں نے عرض کیا ایمان پر پوری طرح مطمئن پاتا ہوں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ پھر اس طرح کا ظلم کریں تو تم پھر یہی باتیں کہہ دینا۔

دو گروہوں کا ذکر کیا ایک وہ جنہوں نے آخرت کے مقابلہ میں دُنیا کی زندگی اور اس کے عیش وآرام کو ترجیح دی ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ ہے کہ وہ انہیں سیدھا راستہ نہیں دکھائے گا اور ان کے دلوں پر، کانوں پر اور آنکھوں پر مہر لگا دے گا۔ لازماً یہ آخرت میں انتہائی نقصان میں رہیں گے۔

دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو ایمان لانے کی وجہ سے ستائے گئے تو انہوں نے گھر بار چھوڑ دیئے ہجرت کی۔ راہ خدا میں سختیاں جھیلیں اور صبر سے کام لیا۔ ان کیلئے یقیناً تمہارا رب غفور ورحیم ہے۔ لوگوں کو دین کی طرف بلانے کیلئے ہدایت دی کہ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دو اور بحث کرنا پڑے تو اس طرح بحث کرو جو پسندیدہ ہے۔ بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے

بھٹکا ہوا ہے اور کون اس کی ہدایت پر ہے۔ اگر تم کسی سے بدلہ لو تو اتنا ہی لو جتنا تمہارے ساتھ کیا گیا ہے اور اگر تم صبر کر لو تو یہ چیز صبر کرنے والوں کیلئے بہت ہی بہتر ہے اور تمہیں صبر نہیں حاصل ہو سکتا مگر اللہ ہی کے تعلق سے اور تم ان مخالفین کی حرکتوں سے غم زدہ نہ ہو اور نہ ان کی چالوں سے پریشان ہو۔ یقیناً اللہ ان کے ساتھ ہے، جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور احسان کے ساتھ کام کیا۔

پارہ نمبر ۱۵ شروع

سورہ بنی اسرائیل میں انہیں انکی اپنی تاریخ کی روشنی میں بتایا گیا کہ اگر تم اس غرور میں مبتلا ہو کہ اللہ کے چہیتے اور محبوب ہو تو یہ خود فریبی ہے۔ تمہاری اپنی تاریخ گواہ ہے کہ جب تم نے خدا سے بغاوت کی تو تم پر مار بھی پڑی خدا کی رحمت کے مستحق تم اس وقت ہوئے جب تم نے اصلاح کی راہ اختیار کی۔ ساتھ ہی معراج کے واقعہ کو بتا کر مشرکین اور بنی اسرائیل دونوں پر یہ واضح کیا کہ اب مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ دونوں امانت تم خائنوں سے چھین کر اسی نبی ﷺ کے حوالہ کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ جس کو سرخ رو ہونا ہو وہ اپنی روش بدل کر اس رسول ﷺ کی ہدایت کے مطابق کر لے ورنہ اپنی ضد اور سرکشی کے نتائج بھگتنے کیلئے تیار ہو جائے اسی ضمن میں اخلاق و تمدن کے دو بڑے بڑے اصول بیان کئے جن پر زندگی کے نظام کو قائم کرنے کیلئے محمد ﷺ کو یہ آخری کتاب دی گئی یہ گویا اسلام کا منشور ہے جسے مدینہ میں اسلامی ریاست قائم کرنے سے ایک سال پہلے سب کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ کفار مکہ کے سامنے بھی اور اہل کتاب کے سامنے بھی (اور اب تمام انسانوں کے لئے قیامت تک یہی منشور کافی ہے) فرمایا ہر انسان کا شگون ہم نے اس کے گلے میں ڈال دیا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کا نامۂ اعمال نکالیں گے اور کہیں گے لے پڑھ لے اپنا نامۂ اعمال آج اپنا حساب کرنے کے لیے تو خود ہی کافی ہے جو سیدھی راہ پر ہوگا اس کا فائدہ اسی کو ہوگا جو گمراہ ہوگا اس کا وبال اُسی پر ہوگا کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ جب تک ہم پیغمبر (ڈرانے والا) نہ بھیج دیں ہم عذاب دینے والے نہیں اور ہم جب کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم (ڈھیل) دیتے ہیں وہ اس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں تب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے اور ہم اسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں نوح علیہ السلام کے بعد کتنی ہی نسلوں کو ہم نے برباد کیا تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے پوری طرح باخبر ہے اور سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ جو دُنیا چاہتا ہے ان میں سے ہم جس کو چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں دے دیتے ہیں پھر اس کی قسمت میں جہنم لکھ دیتے ہیں۔ جس میں وہ ملامت زدہ داخل ہوگا اور جو آخرت کا خواہش مند ہو اور اس کے لیے ویسی کوشش کرے جیسی کوشش کرنا چاہئے اور وہ مومن ہو تو ایسوں کی کوششیں ہمارے نزدیک قابل قدر ہوں گی ان کو بھی اور اُن کو بھی (دونوں کو) ہم دُنیا دے رہے ہیں۔ یہ تیرے رب کا عطیہ ہے کوئی اسے روکنے والا نہیں مگر دیکھ لو دُنیا ہی میں ہم نے ایک گروہ کو دوسرے پر کیسی فضیلت دے رکھی ہے اور آخرت میں اُس کے درجے اور بھی زیادہ ہوں گے اور فضیلت بھی بڑھ چڑھ کر ہوگی خدا کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بنائیے ورنہ ملامت زدہ بے یار و مددگار بن کر بیٹھے رہ جائیں گے۔ فرمایا گیا تمہارے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ (۱) عبادت صرف اللہ کی کرو (۲) والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو (۳) رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق دو (۴) فضول خرچی نہ کرو (۵) اگر کسی کی ضرورت پوری نہ کر دو تو نرمی سے جواب دیدو (۶) نہ کنجوسی کرو نہ فضول خرچی 'اعتدال کی راہ اختیار کرو (۷) اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو (۸) زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو (۹) بغیر قانونی جواز کے کسی کو قتل نہ کرو۔ (۱۰) قانونی حدود سے باہر یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکو (۱۱) باہمی قول و قرار کی پابندی کرو (۱۲) ناپ اور تول میں کمی بیشی نہ کرو (۱۳) جس بات کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو (۱۴) غرور اور تکبر کی چال نہ چلو، یہ وہ حکمت کی باتیں ہیں جو تمہارے رب نے تم پر وحی کی ہیں۔

یہ آخرت کے منکرین تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ خاک ہو جانے کے بعد کیسے پیدا کئے جائیں گے کہو جس طرح پہلے پیدا کئے گئے تھے انہیں ہمارے عذاب کا یقین نہیں ہے کہو کوئی بستی ایسی نہیں ہے کہ ہم نے اسے ایک وقت آنے پر ہلاک نہ کر دیا ہو یا اس پر عذاب نہ بھیجا ہو۔ پھر شیطان کے ازلی دشمن ہونے کا ذکر کیا گیا تا کہ سمجھ میں آ سکے کہ کفر، نافرمانی اور ناشکری کی روش شیطان کی روش ہے۔ اور جو اس پر چلے گا وہ گویا شیطان کی پیروی کرے گا حالانکہ یہ روش دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ کہنے پر تو اس رب کے چلنا چاہئے جو تم سب کا حقیقی رب ہے جو سمندروں میں کشتیاں چلاتا ہے تا کہ روزی حاصل کر سکو۔ کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ تمہیں وہ خشکی پر زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھراؤ کرنے والی

آندھی بھیج دے اور تم کوئی حمایتی نہ پاؤ۔

سیدھے راستے پر ثابت قدمی کے لئے نماز کے اہتمام کی تاکید کی اور فرمایا نماز قائم کرو زوال آفتاب سے لیکر رات کے اندھیرے تک اور فجر کے قرآن کا التزام کرو کیونکہ فجر میں پڑھے جانے والے قرآن کے خاص طور پر اللہ کے فرشتے گواہ بنتے ہیں۔ اور رات کو تہجد پڑھو یہ تمہارے لئے نفل ہے۔ تاکہ تمہارا اللہ تمہیں مقام محمود پر فائز کردے اور دعا کرو کہ پروردگار تو مجھے جہاں بھی لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا اور اعلان کردو کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا باطل تو ہے ہی مٹنے کیلئے۔

ہر زمانے کی جہالتوں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں کہ بشر کبھی پیغمبر نہیں ہوسکتا اسی لئے جب کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہ دیکھ کر کہ یہ تو کھاتا پیتا ہے، بیوی بچے رکھتا ہے، گوشت پوست کا بنا ہوا ہے فیصلہ کر دیا کہ یہ پیغمبر نہیں ہے کیونکہ بشر ہے اور جب وہ گزر گیا تو ایک مدت کے بعد اسکے ماننے والوں میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جو کہنے لگے وہ بشر نہیں تھا کیونکہ وہ پیغمبر تھا چنانچہ کسی نے اس کو اللہ کا بیٹا کہا اور کسی نے اس کو اللہ بنالیا کسی نے کہا اللہ اس میں حلول کر گیا ہے غرض بشریت اور پیغمبری کا ان جاہلوں کے نزدیک جمع ہونا ایک معمہ بنا رہا حالانکہ بات بالکل کھلی ہے کہ اگر زمین پر فرشتے چل پھر رہے ہوتے تو ضرور ہم آسمان سے کسی فرشتے ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجتے جب بشر زمین میں بستے ہیں تو ان کی رہنمائی کے لئے بشر ہی کو رسول بنایا ہے۔

سورہ کو ختم کرتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ ان سے کہو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جس نام سے بھی پکارو اس کے لئے سب اچھے ہی نام ہیں اور کہو تعریف ہے اس اللہ کے لئے جس نے کسی کو نہ بیٹا بنایا اور نہ کوئی بادشاہی میں اسکا شریک ہے۔ اور نہ ہی وہ عاجز ہے کہ کوئی اس کا سہارا بنے اور اس کی بڑائی بیان کرو کمال درجہ کی بڑائی۔

اس کے بعد سورہ کہف ہے یہودیوں نے عیسائیوں کی طرح قریش کو اکسایا کہ ان سے ذرا اصحاب کہف یعنی غار والوں کا حال پوچھو۔ اللہ نے حضرت محمد ﷺ کو ان کے حالات سے آگاہ فرمایا کہ چند نوجوان جو اللہ کی توحید پر ایمان لائے تھے اپنے مشرک معاشرہ کے مظالم سے تنگ آ کر بستی سے نکل کھڑے ہوئے اور پہاڑ کے ایک غار میں پناہ گزیں ہو گئے۔ اللہ نے اُن پر طویل نیند طاری کردی اور غار کے منہ پر ان کا کتا بھی نیند میں اسی طرح بیٹھا رہا کہ دیکھنے والے اسے زندہ سمجھ کر پاس بھی نہ پھٹک سکے۔ برسوں کے بعد جب مشرک اور جابر حکومت بدل گئی تو اللہ نے انہیں نیند سے بیدار کیا اور باہر کے حالات سے واقف کرانے کے بعد پھر ان پر موت طاری کردی۔

اس واقعہ کے آئینہ میں اللہ نے نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دکھا دیا کہ تم اس وقت دعوت کے جس مرحلہ میں ہو یہ مرحلہ اصحاب کہف کو بھی پیش آیا تھا اگر تم صبر کے ساتھ اسی راستے پر چلتے رہے تو اللہ تمہارے لئے بھی اسی طرح راستہ نکالے گا جس طرح ان کے لئے نکالا تھا اللہ اپنی راہ میں چلنے والوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔

نبی ﷺ کو اس موقع پر توجہ دلائی کہ ان دنیا کے لالچی لوگوں کے مقابلہ میں اپنے غریب اور نادار ساتھیوں کے طرف زیادہ توجہ دیجئے جو اگرچہ دنیا کی دولت سے محروم ہیں۔ مگر ایمان کی دولت سے مالا مال ہیں۔ دن رات اللہ کی یاد میں اور اس دین کی دعوت میں سرگرم ہیں جو لوگ اسی دنیا کی کامیابی کو اصل کامیابی سمجھ بیٹھے ہیں انہیں کھیتی کے لہلہانے اور آخر میں سوکھ کر بھوسا بن جانے کی مثال کے ذریعہ سمجھایا کہ یہ دنیا اور اسکی بہاریں چند دن کی ہیں۔ ان میں سے کوئی چیز ساتھ جانے والی نہیں ساتھ صرف ایمان اور نیک اعمال جائیں گے اس سرمایہ کو جمع کرنے کی فکر کرو۔

☆ بارہویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

تیرھویں تراویح کے چند اہم نکات

پارہ نمبر ۱۶ شروع

آج کی تراویح میں سولہویں پارے سے سترہویں پارے کے چوتھے رکوع تک تلاوت کی گئی۔ان آیات میں بتایا گیا کہ اس دنیا میں بظاہر سرکشوں اور نافرمانوں کو ڈھیل ملتی ہے اور اہل حق کو مختلف قسم کی آزمائشوں اور تکلیفوں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر بہت سے لوگ ایمان کھو بیٹھتے ہیں اور ان کے لئے صبر کرنا اور حق پر ڈٹے رہنا مشکل ہو جاتا ہے اس آزمائش میں صرف وہی ثابت قدم رہ سکتے ہیں جن پر یہ بات اچھی طرح واضح ہو جائے کہ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے سب اللہ کے ارادے کے تحت ہو رہا ہے اور اس کی حکمت کے تقاضوں کے مطابق ہو رہا ہے۔لیکن انسان کا علم بہت محدود ہے وہ اللہ کی حکمتوں اور مصلحتوں کا احاطہ نہیں کر سکتا اس وجہ سے صحیح طریقہ یہی ہے کہ ہدایت کے راستے میں ناموافق اور مشکل حالات بھی پیش آئیں تو آدمی ان سے ہمت نہ ہارے اور اللہ کی حکمت کے ظاہر ہونے کا انتظار کرے اور یقین رکھے کہ اگر اس دنیا میں اچھے نتائج نہ بھی نکلے تو آخرت میں اسکو اچھا مقام مل کر رہیگا۔اس حکمتِ الٰہی پر ایمان ویقین اور پھر صبر یہی دین کی بنیاد ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک عظیم مہم یعنی فرعون کے مقابلہ کے لئے منتخب کیا تو آپ کو اس صبر کی تربیت دینے کیلئے ایک خاص بندے کے پاس بھیجا جنہیں عرف عام میں حضرت خضر علیہ السلام کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ چیز صرف جاننے کی نہیں بلکہ عملی تربیت کی محتاج ہے یہاں یہ واقعہ حضرت محمد ﷺ اور آپ کے واسطے سے آپ کے اُس دَور کے ساتھیوں کو اس مقصد کے لئے سنایا گیا کہ اللہ کے باغیوں اور نافرمانوں کو جو دندناتے دیکھ رہے ہو اس سے ہراساں اور مرعوب نہ ہوں اس دنیا میں اگر کسی غریب اور مسکین کی کشتی میں چھید کر دیا جاتا ہے تو آئیں آئندہ اسی کی بھلائی مقصود ہوتی ہے اور اگر ظالموں کی کسی بستی میں کسی گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دیا جاتا ہے تو اس میں بھی کسی مظلوم کے لئے خیر پوشیدہ ہوتی ہے لیکن انسان کا محدود علم اللہ کے سارے بھیدوں کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

پھر ایک سوال کے جواب میں ایک عادل اور منصف بادشاہ ذوالقرنین کا ذکر کر کے قریش کو عبرت دلائی ہے کہ ایک مومن بندہ ذوالقرنین تھا جو مشرق ومغرب کے تمام علاقوں کو فتح کر کے بھی ہر کامیابی پر اللہ کا شکر گزار ہوتا تھا اور ہر قدم اللہ کی مرضی کے مطابق اٹھاتا تھا اور ایک تم ہو کہ ذرا سا اقتدار ملا ہوا ہے تو اسکے نشہ میں اللہ، آخرت اور اسکے رسول ﷺ سب کا مذاق اڑاتے ہو۔بار بار معجزے طلب کرنے کے جواب میں فرمایا دیکھنے والی آنکھ کے لیے تو اس کائنات اور خود تمہاری زندگی میں اتنی نشانیاں الٰہ پرستی، توحید اور آخرت کی بھری پڑی ہیں کہ اگر سمندر روشنائی بن جائیں تب بھی انہیں لکھا نہیں جا سکتا پس جو یہ سمجھتا ہے کہ اسے ایک دن اللہ کے سامنے جانا ہے اسے چاہئے کہ بلا کسی کو شریک ٹھہرائے خالص ایک ہی اللہ کی بندگی کرے اور اسکے احکام کے مطابق عمل کرے۔

سورۂ مریم میں سب سے پہلے حضرت زکریا علیہ السلام کی اس دعا کو بیان کیا جو انہوں نے اپنے بڑھاپے میں اور بیوی کے بانجھ ہونے کے باوجود ایک بیٹے کیلئے کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرما کر انہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی یہ واقعہ حضرت مریم علیہا السلام کے ہاں معجزانہ طور پر بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ بیان کرنے سے پہلے تمہید کے طور پر بیان کیا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت بھی عام قانون سے ہٹی ہوئی ہے کہ مرد بوڑھا ہو گیا تھا اور عورت بالکل بانجھ اور ولادت کے ناقابل تھی مگر جب اللہ نے چاہا تو انکے اولاد ہو گئی مگر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے تو الٰہ کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ کسی نے انہیں الٰہ بنایا۔

پھر حضرت مریم علیہا السلام کی پاکیزہ زندگی اور انکی عبادت گزاری کا حال بیان کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں بتایا کہ لوگوں کے اعتراض کے جواب میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پالنے ہی میں اپنے بندے ہونے اور اللہ کی طرف سے نماز اور زکوٰۃ کی ہدایت پانے کی منادی کی پھر بتایا کہ ان بدبختوں کی حالت پر افسوس ہے یہ سب جانتے بوجھتے اللہ کے ایک فرمانبردار بندے کو اللہ کا بیٹا اور اسکی

عبادت گزار ماں کو اللہ کی بیوی بنا رہے ہیں۔

پھر حضرت ابرہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو جو توحید کی دعوت دی اور اسکے نتیجہ میں انہیں جس طرح ہجرت کرنی پڑی اسکا حوالہ دیا اور بتایا کہ جب انھوں نے اللہ کیلئے ہجرت اور مصائب کے مقابلہ میں صبر کیا تو اس کے بعد اللہ نے انہیں بڑھاپے میں اولاد عطا فرمائی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اور ادریس علیہ السلام کے حالات و خصوصیات مختصراً بیان کیں کہ یہ سب آدم، نوح، ابراہیم، اور یعقوب علیہم السلام کی ذرّیت میں اولوالعزم انبیاء گزرے ہیں یہ سب اللہ کی ہدایت سے سرفراز اور اسکے برگزیدہ بندے تھے انکا حال یہ تھا کہ جب اللہ کی آیات سنتے تو روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے پھر انکی اولاد میں ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ نماز اور زکوٰۃ سب کو ضائع کر دیا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے یہ لوگ اس گمراہی کے انجام سے عنقریب دوچار ہوں گے ان کے اندر سے نجات وہی پا سکیں گے جو توبہ اور اپنی اصلاح کر لیں گے۔

انسان کہتا ہے کہ کیا جب میں مر جاؤں گا تو پھر زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟ کیا انسان اس بات کو نہیں جانتا کہ جب ہم نے اسے پہلے پہل پیدا کیا تو وہ اس سے پہلے کچھ بھی نہ تھا تمہارے رب کی قسم! ہم ان کو بھی اور شیطان کو بھی ضرور اکٹھا کریں گے پھر ان کو جہنم کے گرد اس طرح حاضر کریں گے کہ وہ دوزانو گھیرا ڈالے بیٹھے ہوں گے ہم بتائیں گے کہ تم کو اب اس جہنم میں ضرور داخل ہونا ہے۔ پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیدیں گے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا ہوگا اور اپنی جانوں پر ظلم ڈھانے والوں کو گھیرے میں اکڑوں بیٹھا ہوا چھوڑیں گے۔

سورہ کے خاتمہ پر فرمایا وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے کسی کو بیٹا بنایا۔ سخت بیہودہ بات ہے جو تم لوگ گھڑ لائے ہو قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رحمٰن کی اولاد ہونے کا دعویٰ کیا، رحمٰن کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔ زمین اور آسمان میں جو بھی ہے سب اس کے حضور بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس بات پر سخت غضب ناک ہے کہ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بتایا ایسی بات پر آسمان زمین پھٹ جائیں اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں تو کوئی تعجب نہیں جب اللہ تعالیٰ کسی کو بیٹا بنانا پسند نہیں فرماتا پھر وہ کیسے کسی انسان کو اپنا ہمسر بنا سکتا ہے اور انسانوں میں جن لوگوں نے بزرگانِ دین کو حاجت روا مشکل کشا بنایا ہے وہ کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ نیز جو لوگ نبی ﷺ کو خدا کا روپ دیتے ہیں وہ خدا پر کتنی بڑی جرأت دکھا رہے ہیں۔ مثلاً (وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر۔ اتر پڑا وہ مدینے میں مصطفےٰ ہو کر)۔ ایسا عقیدہ رکھنے اور ایسا شعر کہنے پر زمین آسمان پھٹ جائیں، پہاڑ چور چور ہو جائے، بلکہ آندھی طوفان اور سیلاب بھی آ جائے تو کم ہے اللہ تعالیٰ اس کھلے ہوئے شرک سے محفوظ رکھے۔ یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے اور عمل صالح کر رہے ہیں عنقریب رحمٰن ان کے لیے دلوں میں محبت پیدا فرمادے گا۔ پس اے نبی ﷺ ہم نے اس کتاب کو تمہاری زبان میں اس لئے آسان کر کے اتارا ہے تاکہ تم خدا ترسوں کو بشارت دیدو اور جھگڑالو قوم کو خبردار کر دو کہ ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہم نے ہلاک کر چھوڑا ہے۔ کیا تم ان میں سے آج کہیں کسی کی بو بھی محسوس کرتے ہو یا کسی کی آہٹ سنتے ہو۔

سورہ طٰہٰ میں نبی ﷺ کو مخالفین کے مقابل میں صبر اور نماز کی تلقین کی ہے اور فرمایا کہ آپ کا کام صرف ان لوگوں کو یاد دہانی کرا دینا ہے جن کے اندر خدا کا کچھ بھی خوف باقی ہے، رہے وہ لوگ جن کے دل خوف سے خالی ہو چکے ہیں ان کے اندر ایمان اتار دینا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ قرآن کسی مانگنے والے کی درخواست نہیں ہے کہ بھائی میری سن لو بلکہ یہ خالق ارض وسما اور مالکِ عرش و کرسی کا فرمان ہے اس کو اسی کے شایانِ شان انداز میں پیش کیجئے ناقدروں اور مغروروں کی زیادہ ناز برداری کی ضرورت نہیں ہے اپنے رب پر بھروسہ کیجئے وہ آپ کے تمام ڈھکے اور کھلے کاموں سے اچھی طرح باخبر ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات بیان کئے کہ کس طرح فرعون جیسے دشمن کے گھر میں پرورش کرائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ایک قبطی کا قتل ہوا اور آپ مصر سے نکل گئے مگر اسی کو اللہ نے نبوت پانے کا ذریعہ بنایا حضرت ہارون علیہ السلام کو آپ کا مددگار بنایا اور فرعون کے پاس دعوت دے کر بھیجا اس نے جادوگروں کو اکٹھا کر کے آپ کو ناکام بنانے کی کوشش کی مگر جادوگر الٹا ان پر ایمان لے آئے پھر بنی اسرائیل کو

ساتھ لے کر ہجرت کی فرعون نے پیچھا کیا اور مع لاؤ لشکر کے غرقِ دریا ہو گیا۔ پھر فرعون سے نجات پانے کے بعد اللہ نے بنی اسرائیل پر جو انعامات کئے اور بنی اسرائیل جس طرح بار بار ناشکری کرتے رہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے نبی ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا کہ یہ جو حالات ہم سنا رہے ہیں یہ ماضی کا قصہ نہیں ہیں بلکہ یہی حالات آپ کو پیش آ رہے ہیں۔ آپ جلدی نہ کریں۔ صبر کے ساتھ خدا کے فیصلے کا انتظار کریں۔ جلدی شیطان کو دخل اندازی کا موقع دیتی ہے۔ آدم علیہ السلام نے جلدی ہی کی وجہ سے شیطان سے دھوکہ کھایا۔ اس لئے آپ صبر کے ساتھ کام کیے جایئے اور انجام اللہ پر چھوڑ دیجئے۔ اس صبر کی عادت کیلئے نماز کا اہتمام کیجئے۔ فرمایا جو میرے ذکر (درسِ نصیحت، قرآن) سے منہ موڑے گا اس کے لیے دُنیا میں زندگی تنگ ہوگی۔ یہاں چین نصیب نہ ہوگا، کروڑ پتی بھی ہوگا تو بے چین ہوگا اور قیامت کے روز ہم اُسے اندھا بنا کر اُٹھائیں گے وہ کہے گا پروردگار دُنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا جب ہماری آیات تیرے پاس آئی تھیں تو تو' نے ہماری آیات کو بھلا دیا تھا اُسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے اور اسی طرح ہم حد سے گزرنے والے اور اپنے رب کی آیات نہ ماننے والے کو دُنیا میں بدلہ دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔

اے نبی ﷺ جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں ان پر صبر کرو اپنے رب کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح کرو سورج نکلنے سے پہلے (فجر) اور ڈوبنے سے پہلے (عصر) اور رات کے اوقات میں تسبیح کرو (عشاء) اور دن کے کناروں پر بھی (ظہر ومغرب) شاید کہ تم راضی ہو جاؤ جو تمہیں آئندہ ملنے والا ہے اور نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو دنیوی زندگی کی اُس شان وشوکت کی طرف جو ہم نے ان مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہے۔ وہ تو ہم نے انہیں آزمانے کے لیے دی ہے اور تیرے رب کا دیا ہوا رزق حلال ہی بہتر اور پائندہ تر ہے کہ اہل ایمان فساق وفجار کی طرح جائز وناجائز پیسے جمع کر کے دنیاوی چمک دمک سے مرعوب نہیں ہوتے بلکہ وہ تو جو پاک کمائی اپنی محنت سے کماتے ہیں خواہ وہ کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو وہی ان کے لیے بہتر ہے جو دُنیا سے آخرت تک برقرار رہے گی۔ فرمایا اپنے اہل وعیال کو نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو ہم تم سے کوئی رزق نہیں چاہتے، رزق تو ہم خود دیتے ہیں اور بہترین انجام تقویٰ اختیار کرنے والوں کا ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ نماز پڑھنے سے اللہ کی ذات کو کچھ ملتا ہے نماز پڑھنے والا ہی اس سے فائدہ اٹھاتا ہے کہ تقویٰ کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور یہی پرہیزگاری اُسے دُنیا وآخرت کی مستقل کامیابی عطا کرتی ہے۔

پارہ نمبر ۱۷ شروع

سورۂ انبیاء کے چار رکوع پڑھے گئے۔ ان میں اس حقیقت کی پھر یاد دہانی کرائی گئی کہ محاسبہ کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اور لوگوں کا حال یہ ہے کہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور جو تازہ یاد دہانی اللہ کی طرف سے آتی ہے اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کیا یہ سمجھتے نہیں کہ ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ جن کے لوگ اپنی جانوں پر ظلم ڈھاتے تھے۔ بس جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہم نے کہا "اب کہاں بھاگتے ہو؟" "ہائے ہماری کم بختی! بیشک ہم ہی اپنی جانوں پر ظلم ڈھانے والے تھے" وہ یہی واویلا کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے ان کو خس وخاشاک اور راکھ بنا کر رکھ دیا۔

انسان جلد بازی کے خمیر سے پیدا ہوا ہے۔ اس لیے جلدی مچا رہا ہے۔ "آخر عذاب کا وعدہ کب پورا ہوگا؟" کاش یہ کفر کرنے والے جان سکتے اس وقت جب یہ دوزخ کے عذاب کو نہ اپنے چہروں سے دفع کر سکیں گے نہ اپنی پیٹھوں سے، اور نہ کہیں سے مدد حاصل کر سکیں گے بلکہ وہ گھڑی ان پر اچانک آ دھمکے گی اور ان کو مبہوت کر دے گی۔

ہم نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو حق وباطل کے درمیان فرق کرنے والی کسوٹی، روشنی اور یاد دہانی عطا فرمائی ان کیلئے جو غیب میں رہتے ہوئے رب سے ڈرتے ہیں اور وہ قیامت سے لرزاں رہتے ہیں۔ اور یہ بھی ایک بابرکت یاد دہانی ہے جو ہم نے نازل فرمائی ہے۔ تو کیا تم اسکے منکر بنے رہو گے؟

☆ تیرہویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

چودھویں تراویح کے چند اہم نکات

آج کی تراویح میں سترہویں پارے کے پانچویں رکوع سے اٹھارہویں پارے کے آٹھویں رکوع تک تلاوت کی گئی۔ آج کی آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ سے شروع ہوتی ہیں۔ یہ بتاتے ہوئے کہ ہم نے انہیں وہ ہدایت ومعرفت عطا فرمائی جوان کے شایانِ شان تھی۔ اور وہ یونہی ہی نہیں بخش دی تھی بلکہ نہایت کڑے امتحانوں سے گزار کر بخشی تھی۔ جنکے ذریعہ انہوں نے اپنے آپ کو اسکا حقدار ثابت کیا تھا۔ اس طرح بتانا یہ مقصود ہے کہ تم لوگ اپنے اندر ہمّت تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کسی سُنّت پر چلنے کی بھی نہیں رکھتے لیکن ان کے ساتھ نسبت کے دعویدار ہو۔ اور اس نسبت کے بل پر اپنے آپ کو دُنیا اور آخرت دونوں میں بڑے سے بڑے مرتبہ کا حقدار سمجھتے ہو فرمایا کہ اللہ کے ہاں اس نوازش کی کوئی گنجائش نہیں وہ جس کو بھی اپنی معرفت اور حکمت عطا فرماتا ہے۔ اس کا ظرف اور حوصلہ دیکھ کر عطا فرماتا ہے۔ پھر ان کی جوانی کا حال بیان کیا کہ اگر چہ وہ ایک بت پرست قوم اور مشرک اور بت بنانے والے خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو توحید کا وہ نور عطا فرمایا کہ جس کی روشنی سے دُنیا آج تک منور رہے۔ اور قیامت تک منور رہے گی۔ انہوں نے ہوش سنبھالتے ہی اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں کو دعوت دی کہ یہ مورتیاں کیا ہیں جن پر تم دھرنا دیئے بیٹھے ہو۔ اس کم عمری میں اور ایسے ماحول میں وہی یہ نعرہ لگاسکتا ہے جسے اللہ کی خاص عنایت حاصل ہو۔ اس سوال کا انہیں بھی وہی جواب ملا جو ہمیشہ سے گمراہ لوگ دیتے آئے ہیں کہ ہمارے باپ دادا ان کی عبادت کرتے آئے ہیں۔ انہوں نے پوری بے خوفی سے کہا ''تم اور تمہارے باپ دادا (جو خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ دادا تھے) سب کھلی گمراہی میں رہے اور تم بھی ہو، کوئی گمراہی اس دلیل سے ہدایت نہیں بن جاتی کہ وہ باپ دادا سے ہوتی چلی آرہی ہے''۔ پھر انہوں نے موقع پاکر سب چھوٹے بتوں کو پاش پاش کردیا اور بڑے کو رہنے دیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر شبہ کرکے انہوں نے بازپرس کی تو آپ نے کہا ''مجھ سے کیا پوچھتے ہو ان بتوں سے پوچھو کس نے ان کا یہ حشر کیا ہے۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس بڑے بت نے کیا ہوگا''۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی حکمت سے پوری قوم کو ایسے مقام پر لا کھڑا کیا کہ انہوں نے خود اعتراف کیا کہ ''یہ بول نہیں سکتے'' تو آپ نے کہا ''پھر یہ کس مرض کی دوا ہیں؟ ایسے بے بس بتوں کو تم پوجتے ہو''۔ بجائے اپنی غلطی ماننے کے قوم نے کھسیا کر آپ کو آگ میں ڈال دیا۔ تعصب میں لوگوں کی عقلیں اسی طرح ماری جاتی ہیں۔ مگر اللہ نے اس آگ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے ٹھنڈک اور سلامتی بنادیا۔ اللہ کیلئے یہ کچھ مشکل نہیں وہی ہر چیز میں تاثیر پیدا کرتا ہے۔ کیا دیکھتے نہیں کہ ایک ہی دوا سے کتنے لوگ اچھے ہوجاتے ہیں اور اسی دوا سے جسے مرنا لکھا ہوتا ہے اس کی طبیعت الٹی خراب ہوجاتی ہے۔ اس پر بھی لوگوں کی آنکھیں نہ کھلیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام انکی بیوی اور چچازاد بھائی حضرت لوط علیہ السلام ہجرت کرکے نکل کھڑے ہوئے اور اللہ نے ان دونوں کو الگ الگ ٹھکانے دیئے۔ پھر صفاتی ترتیب کے ساتھ انبیاء کا ذکر کیا جو صبر اور شکر کے امتحانوں سے گزرے اور ان میں سو فیصد کامیاب رہے۔

چنانچہ پہلے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا حوالہ دیکر بتایا کہ ان کی طرح ہی شکرگزار بننا چاہیئے اور اقتدار پاکر بھی اللہ کے حکم کے مطابق معاملات چلانے چاہئیں۔ پھر حضرت ایوب، اسماعیل اور ادریس، اور ذوالکفل علیہم السلام کا حوالہ دیکر نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے مظلوم صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہمت افزائی کی کہ جس طرح اللہ کے ان نیک بندوں نے صبر اختیار کیا اور اللہ نے صبر کے بدلہ میں اپنی رحمتوں سے نوازا۔ اسی طرح تم بھی مصائب کے مقابلہ میں صبر کا مظاہرہ کرو۔ اللہ تمہیں بھی اپنی رحمتوں سے نوازے گا۔ گویا اب قیامت تک کیلئے مسلمانوں کو بھی یہی سبق دیا جارہا ہے کاش وہ اسے سمجھیں!

اسی طرح حضرت یونس، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا حوالہ دیا جن کیلئے اللہ نے انتہائی تاریک اور مایوس کن حالات میں اپنی قدرت وحکمت کے نہایت حیرت انگیز کرشمے نمودار کئے تاکہ یقین آجائے کہ حالات واسباب سب اللہ کے اختیار میں ہیں اس لیے اسے راضی کرنے کی فکر کرو۔ فرمایا جو شخص ایمان والا ہو اور عمل صالح کرے تو اس کی ناقدری نہ ہوگی ہمارے ریکارڈ میں سب محفوظ ہے۔ جب کوئی بستی ہلاک کی جاتی ہے تو دوبارہ اُسے موقع نہیں دیا جاتا۔ تم اور تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں وہاں تم کو جانا ہے۔ اگر یہ واقعی معبود ہوتے تو جہنم میں نہ جاتے۔ اب سب کو ہمیشہ اسی میں رہنا ہے وہاں وہ پھنکاریں ماریں گے اور حال یہ ہوگا کہ کان پڑی آواز

سنائی نہ دے گی ۔ رہے وہ لوگ جن کے لیے ہماری طرف سے بھلائی کا پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہوگا تو وہ یقیناً اس سے دور رکھے جائیں گے اس کی سرسراہٹ تک نہ سنیں گے ۔ ہمیشہ ہمیشہ من پسند چیزوں کے درمیان رہیں گے انتہائی گھبراہٹ کا وقت ان کو پریشان نہ کرے گا اور ملائکہ بڑھ کر ان کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے کہ یہ وہی دن ہے، جس کا تم سے وعدہ تھا۔ یہ وہی دن ہے جب ہم آسمان کو ایسے لپیٹ کر رکھ دیں گے جیسے چادر لپیٹ دی جاتی ہے۔اور جیسے ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا ویسے دوبارہ پیدا کریں گے یہ پکا وعدہ ہے جسے ہم ضرور پورا کریں گے۔زبور میں نصیحت کے بعد ہم نے لکھ دیا ہے کہ ہمارے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے۔ یہ عبادت گزار بندوں کے لیے بڑی خبر ہے اور اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔سورۃ کے خاتمے پر نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اطمینان دلایا کہ اپنے کام میں لگے رہو جو اختلاف کرتے ہیں ان کا معاملہ ہم پر چھوڑ دو۔

اس کے بعد سورہ حج ہے یہ مکی دور کی آخری سورہ ہے جبکہ قریش کے ظلم وستم سے تنگ آ کر مسلمانوں نے مدینہ ہجرت شروع کر دی تھی اور نبی ﷺ کی ہجرت کا وقت بھی قریب آ گیا تھا اس میں قریش کو خدا کے غضب سے ڈراتے ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت اور بیت اللہ کی تعمیر کرنے کے مقصد کی روشنی میں واضح کیا گیا کہ اس گھر کے متولی ہونے کے اصل حقدار مشرکین نہیں بلکہ وہ مسلمان ہیں جن کو یہاں سے نکالنے کیلئے ان پر ظلم ڈھائے جارہے ہیں۔اس طرح قریش کو خدا کا غدّار اور غاصب قرار دیا گیا اور مسلمانوں کو بشارت دی گئی کہ اللہ ان کی حفاظت فرمائے گا اور قریش کی جگہ ان کو اپنی امانت کا امین بنائے گا۔یاد کرو وہ وقت جب ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اس گھر کی تعمیر کا حکم دیا تھا اس ہدایت کے ساتھ کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں ،قیام، رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے پاک وصاف رکھنا۔لوگوں میں حج کا اعلان کر دو کہ وہ تمہارے پاس دور دراز مقام سے پیدل نیز سوار ہو کر آئیں تا کہ وہ فائدے دیکھیں جو ان کے لیے یہاں رکھے گئے ہیں اور چند مقرر دنوں میں ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اُس نے انہیں بخشا ہے۔خود بھی کھائیں اور ضرورت مندوں کو بھی کھلائیں۔مراد یہ کہ قربانی کے گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں اور محتاج فقیر کے علاوہ دوست ہمسائے رشتہ دار سب کو کھلانا جائز ہے۔(زمانۂ جاہلیت میں لوگ قربانی کا گوشت خود کھانا معیوب سمجھتے تھے) پھر اپنا میل کچیل دور کریں۔حج میں قربانی کے بعد احرام کھول دیں۔حجامت کرائیں نہائیں دھوئیں اگر نذر مانی ہو تو نذر پوری کریں اور خانہ کعبہ کا طواف کریں۔یہ تھا تعمیر کعبہ کا مقصد جو کوئی اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کا احترام کرے تو یہ اللہ کے نزدیک اس کے لیے بہتر ہے، نیز تمہارے لیے مویشی جانور حلال کئے گئے (بحيرة ، سائبة وصيلة ، حام) یہ مختلف جانوروں کی مختلف حالتیں تھیں انہیں چھوڑ دیا جاتا تا اہل عرب ان سے خدمت لینا' ذبح کرنا' فائدہ اٹھانا حرام سمجھتے تھے اللہ نے تمام مویشی حلال کئے ہیں سوائے ان جانوروں کے جو پہلے بتائے جا چکے ہیں۔پس بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔یکسو ہو کر اللہ کے بندے بنو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا اور پرندوں نے اُچک لیا یا ہوا نے ایسی جگہ لے جا کر پھینک دیا جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں۔

ہم نے ہر امت کے لیے ذبح کا ایک طریقہ مقرر کیا ہے تا کہ لوگ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اُس نے انہیں بخشے ہیں تمہارا خدا تو بس ایک ہی ہے اُسی کے فرماں بردار بنو،اے نبی ﷺ عاجزانہ روش اختیار کرنے والوں کو خوشخبری دے دو جن کا حال یہ ہے کہ اللہ کے ذکر سے ان کے دل کانپ جاتے ہیں۔مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں۔جو روزی ہم نے انہیں دی ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔قربانی کے جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ میں شامل کیا ہے تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے۔قربانی کے جانور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لو ان میں سے خود بھی کھاؤ اور انکو بھی کھلاؤ جو قناعت کئے بیٹھے ہیں۔اور ان کو بھی جو اپنی حاجت پیش کریں۔ان جانوروں کو ہم نے تمہارے تابع کیا تا کہ تم شکر گزار بنو۔اللہ کے یہاں قربانی کا نہ تو گوشت پہنچتا ہے نہ خون مگر اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔اس نے ان جانوروں کو تمہارے لیے مسخر کیا تا کہ اللہ کی کبریائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی۔اے نبی ﷺ نیکوکاروں کو بشارت دے دو۔

زمانہ جاہلیت میں مشرکین بتوں کے نام پر جانور ذبح کر کے اس کا خون اور گوشت بتوں پر چڑھاتے تھے اور اللہ کے نام کی قربانی کا خون، گوشت کعبہ کے پاس لا کر رکھتے اور خون دیواروں پر ملتے وہ سمجھتے کہ قربانی کا یہ حصہ اللہ کو پہنچتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا خون اور گوشت نہیں بلکہ اللہ کے یہاں تمہارا جذبۂ قربانی پہنچتا ہے۔

سورہ ختم کرتے ہوئے قریش کے مشرکانہ عقائد کے خلاف زبردست استدلال پیش کیا جو ہر زمانہ میں قابل غور ہے۔فرمایا! جن کو تم اللہ کے سوا

پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، مکھی اگر کچھ چھین لے تو وہ اس کو بچا بھی نہیں سکتے، جن سے مانگا جارہا ہے اور جو مانگ رہے ہیں دونوں ہی کمزور ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے اللہ کی جیسا کہ اس کا حق ہے قدر ہی نہیں پہچانی بے شک اللہ سب سے زیادہ قوی اور غالب ہے۔ اے ایمان لانے والو! رکوع اور سجدہ اور اپنے رب کی بندگی کرتے رہو اور بھلائی کے کام کرتے رہو تا کہ فلاح پاسکو اور اللہ کی راہ میں جدوجہد کرو، جیسا کہ اس کا حق ہے۔ اس نے تم کو اسی کام کے لیے چن چن کر (مدینہ میں) اکٹھا کیا ہے اور دین کے معاملہ میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کو تمہارے لیے پسند کیا ہے۔ اسی نے تمہارا نام مسلم یعنی اطاعت گزار رکھا ہے۔ پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی تا کہ رسول تمہارے لیے اللہ کے دین کے گواہ بنیں اور تم دوسروں کے لیے گواہ بنو۔ پس نماز کا اہتمام کرو، زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو۔ وہی تمہارا مولیٰ ہے وہی تمہارا مددگار، کتنا اچھا ہے وہ مولیٰ اور کتنا اچھا ہے وہ مددگار۔ سورۂ حج کے آخر میں مسلمانوں سے کہا گیا تھا کہ وہ تمام لوگوں کیلئے دین کے گواہ یعنی نمونہ بنائے گئے ہیں۔ اس لیے انہیں نماز، زکوٰۃ اور توکل علی اللہ کی صفات پیدا کرنی چاہئیں۔ سورۃ المؤمنون کی ابتداء اس تفصیل سے کی گئی ہے۔ فرمایا! کامیاب ہوگئے وہ اہل ایمان جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔ (۲) لغویات یعنی فضول اور بے مقصد باتوں اور کاموں سے دور رہتے ہیں۔ (۳) اپنے نفس، اخلاق، زندگی اور مال سب کا تزکیہ کرتے رہتے ہیں۔ (۴) اپنے جسموں کے قابل شرم حصوں کو چھپا کر رکھتے ہیں اور جنسی معاملات میں آزاد اور بے لگام نہیں ہوتے۔ (۵) اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں۔ (۶) اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ وہ وارث ہیں جو میراث میں فردوس پائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

پارہ نمبر ۱۸ شروع

انسان کی پیدائش میں خدا کی قدرت کی جو نشانیاں ہیں ان سے موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر دلیل دی اور کائنات میں خدا کی پروردگاری کی جو نشانیاں ہیں ان سے سزا اور جزا کے لازم ہونے کی دلیل دی۔ ہر قسم کے میووں، پھلوں اور غذا کی دوسری چیزوں، جانوروں اور ان کے دودھ اور دوسرے فوائد کی تفصیل گنا کر توجہ دلائی کہ جو ہستی تمہاری ایک ایک ضرورت اور آسائش کا اس درجہ خیال رکھتی ہے کیا تمہیں اور ان چیزوں کو بنا کر وہ ایک کونے میں جا بیٹھی ہے۔ اور اس بات سے بالکل بے تعلق ہوگئی ہے کہ تم اس کی دُنیا میں کیا کر رہے ہو اور کیا نہیں کر رہے ہو۔ کیا اس کی انصاف پسندی کا یہ لازمی تقاضا نہیں ہے کہ وہ ایک دن ایسا بھی لائے جب تم سے تمہاری ذمہ داریوں کی باز پرس ہو اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور اس کے حقوق ادا کرنے والوں کو جزا اور ناشکری اور ظلم کرنے والوں کو سزا دی جائے۔

بتایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی طرف سے ایک ہی دین ملا اور وہ ایک ہی پیغام لے کر آئے لیکن ان کی امتوں نے انکے لائے ہوئے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا اور اب سب اپنے اپنے طریقوں میں مگن ہیں۔ نبی ﷺ کو تلقین کی گئی کہ صبر کریں اور کچھ دن انہیں اپنے طریقوں پر مگن رہنے دیں۔ یہ دُنیادار اور دُنیا پرست اپنی انہی دلچسپیوں میں ڈوبے رہیں گے یہاں تک کہ جب ہم ان کو پکڑیں گے تو یہ سب چیخیں گے اور چلائیں گے لیکن یہ سب بے کار ہوگا۔

سورہ کے خاتمہ پر نافرمانوں کو دی جانے والی عبرت ناک سزا کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت ان سے کہا جائے گا تم نے ہمارے فرمانبرداروں اور ہم سے بخشش اور رحم کی دُعائیں کرنے والوں کا مذاق اڑایا یہاں تک کہ ان کی مخالفت میں تم یہ بھی بھول گئے کہ میں بھی کوئی ہوں اور تم ان پر ہنستے رہے۔ آج ان کے صبر کا پھل میں نے دیا ہے کہ انہیں کامیاب کر دیا پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا "بتاؤ زمین میں کتنے سال رہے؟" کہیں گے "ایک دن یا اس کا کوئی حصہ" ارشاد ہوگا "تھوڑی دیر ٹھہرے ہونا! کاش تم نے یہ بات اسی وقت جان لی ہوتی! کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے۔"

اے محمد ﷺ دُعا کیجئے میرے رب، درگزر فرما اور رحم فرما! تو سب رحم کرنے والوں میں سب سے اچھا رحم فرمانے والا ہے۔ سورہ نور میں سب سے پہلے زنا کی سزا بیان کی گئی کہ زانی مرد و عورت میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائیں پھر جھوٹے الزام کی سزا بیان کی کہ اَسّی کوڑے مارے جائیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو الزام منافقین نے لگایا تھا اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بری کرتے ہوئے فرمایا "تم نے اسی وقت کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے"۔

☆ چودھویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

پندرھویں تراویح کے چند اہم نکات

آج اٹھارہویں پارے کےنویں رکوع سے انیسویں پارے کے سولہویں رکوع تک تلاوت کی گئی۔

سورۂ النور کے ۹ر رکوع کل پڑھے گئے تھے مگر مضمون کی اہمیت اور تسلسل کے پیش نظر پوری سورۂ کا پس منظر اور نکات پیش کئے جارہے ہیں۔ یہ سورۃ مدنی ہے اس سے پہلی سورۂ المومنون مکی تھی اس میں ایمان کے جو تقاضے نمازوں میں خشوع وخضوع لغویات سے پرہیز، تزکیہ نفس، شرم گاہوں کی حفاظت اور جنسی جذبات کو قابو میں رکھنا، اپنی امانتوں اور قول وقرار کی پاسداری ان کے اثرات ظاہر ہے کہ مکہ میں رہتے ہوئے مسلمانوں کی انفرادی زندگیوں ہی میں ابھر سکتے تھے۔ اس لیے کہ مکہ میں ان کی کوئی اجتماعی اور موثر قوت نہیں تھی۔ لیکن ہجرت کے بعد جب مسلمان مدینہ میں جمع ہوگئے اور ان کی ایک اجتماعی اور سیاسی شکل بن گئی تب وقت آیا کہ اس ایمان کے تقاضے ان کی معاشرتی زندگی میں بھی نمایاں ہوں۔ چنانچہ جس رفتار سے حالات سازگار ہوتے گئے۔ معاشرہ کی اصلاح کے احکام نازل ہوتے گئے اور ایمان کی نورانیت جواب تک صرف افراد تک محدود تھی ایک پورے معاشرے کو منوّر کرنے لگی۔ سورۂ نور اسی سلسلہ کی ایک سورۂ ہے جس میں اہل ایمان کو ان احکام اور ہدایت سے آ گاہ کیا گیا ہے جوان کے نئے تشکیل پانے والے معاشرے کو ایمان کے اثرات سے مزین اور منافی ایمان مفاسد سے محفوظ رکھنے کیلئے ضروری تھے۔

ابتداء ہی میں فرمایا یہ ایک عظیم سورہ ہمارا اتارا ہوا فرمان ہے۔ جو احکام دیئے جارہے ہیں ان کی حیثیت فرض کی ہے جن کی اطاعت بے چوں وچرا کی جانی چاہئے۔ پھر زنا کا ذکر کیا کیوں کہ معاشرے کے انتشار اور فساد میں سب سے زیادہ دخل اسی کو ہے۔ معاشرے کے استحکام کا انحصار اس بات پر ہے کہ رحم کے رشتوں کی پاکیزگی برقرار رکھی جائے ان کا احترام کیا جائے اور انہیں ہر طرح کے خلل اور بگاڑ سے محفوظ رکھا جائے۔ زنا اس پاکیزگی کو ختم کر کے معاشرے کو بالآخر جانوروں کا ایک گلہ بنا کر رکھ دیتا ہے رشتوں پر سے باہمی اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے پہلے دن سے اس انتشار کو روکنے کیلئے تفصیل سے احکام جاری کئے اور زنا کی سزا کو "دین اللہ" قرار دیا یعنی اللہ کا دین آج کل یہ فلسفہ کھڑا کیا گیا ہے کہ جو لوگ جرم کرتے ہیں وہ ذہنی بیماری کے سبب کرتے ہیں اس وجہ سے وہ سزا کے نہیں بلکہ ہمدردی کے مستحق ہیں ان کی تربیت اور اصلاح کرنی چاہئے۔ اس فلسفہ کی وجہ سے خدا کی زمین غنڈوں اور بدمعاشوں سے بھرگئی ہے اور چوروں اور زانیوں کی ہمدردی میں لوگ یہاں تک کہ مسلمان بھی نعوذ باللہ خدا سے بھی زیادہ رحیم بن گئے ہیں۔

معاشرے کو خرابیوں سے بچانے کیلئے جو احکام دیئے گئے ہیں ان میں سے چند اہم یہ ہیں۔

(۱) مسلمان مرد عورت کا یہ حق ہے کہ دوسرے افراد ان کے بارے میں اچھا گمان رکھیں اور جب تک دلیل سے کسی کا غلط ہونا ثابت نہ ہوجائے سنی سنائی باتوں پر کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔ (۲) شریر لوگوں کو بھی کھلی چھوٹ نہیں ملنی چاہیئے بلکہ انہیں برائی سے روکنا چاہئے اور مسنون طریقوں کی تلقین کرنا چاہیئے۔ (۳) بدمعاش لوگ اچھے معاشرے کو برداشت نہیں کرسکتے اس لیے بے حیائی کا چرچا کرتے ہیں مگر یہ بات خدا کے نزدیک بہت بری ہے۔ بے حیائی پھیلانے والوں کیلئے دُنیا اور آخرت میں رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ (۴) بے اجازت ایک دوسرے کے گھروں میں داخل نہیں ہونا چاہیئے۔ تین دفعہ اجازت مانگنے پر بھی جواب نہ ملے تو واپس لوٹ جانا چاہیئے۔ (۵) عورت اور مرد دونوں کو آمنا سامنا ہونے پر نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا کیوں کہ دونوں کے درمیان سب سے پہلا قاصد نگاہ ہوتی ہے۔ (۶) نفسیاتی اشتعال سے بچنے کیلئے باوقار لباس پہننے اور دوپٹہ اوڑھنے کو ضروری قرار دیا گیا جس سے سر اور گریبان کو ڈھانکا جائے یہاں تک کہ سینہ بھی چھپ جائے۔ (۷) بیوہ عورتوں اور لونڈی غلاموں تک کا نکاح کرنے کی تاکید کی اور کہا کہ جب کوئی نکاح کی عمر کو پہنچ جائے تو لازماً نکاح کا بندوبست ہونا چاہیئے۔

کائنات کی نشانیوں پر غور کرنے کی دعوت دی کہ اس کائنات میں تمام اختیارات اور تصرفات کا مالک اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ ہر چیز اسی کی حمد اور تسبیح کرتی ہے اس لیے انسانوں کا بھی فرض ہے کہ اس پر ایمان لائیں۔ اس کی عبادت اور اطاعت میں کسی کو شریک کرکے اس کے غضب

کے مستحق نہ بنیں۔ یہاں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اللہ کے حکم کے خلاف کسی کی اطاعت نہ کی جائے۔ ہمارے ہاں ایک بیماری یہ پھیلی ہوئی ہے کہ شوہر اگر بے پردگی اور بے حیائی چاہتا ہے تو عورت یہ کہہ کر کہ شوہر ایسا چاہتا ہے وہی روش اختیار کرلیتی ہے اس کا کوئی جواز نہیں۔

منافقین کو تنبیہ کی کہ انہوں نے جو روش اپنائی ہوئی ہے کہ اپنے مفاد کی حد تک خدا اور رسول ﷺ کا کہنا مانتے ہیں اور مفاد کے خلاف ان کے حکم کو ٹال جاتے ہیں یہ روش اب نہیں چلے گی۔ ماننا ہے تو پوری یکسوئی سے خدا اور رسول ﷺ کا حکم مانو ورنہ خدا کو تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے سچے ساتھیوں کو نہایت واضح الفاظ میں خوشخبری دی کہ زمین کی خلافت تمہیں ملے گی اور مخالفین اور دین کے دشمن تمہارا اور تمہارے دین کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ تم نماز کا اہتمام کرو، زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت پر پوری دل جمعی سے ڈٹے رہو۔ جلد وقت آنے والا ہے کہ خدا خوف کی حالت کو امن اور اطمینان سے بدل دے گا۔

بعض معاشرتی احکامات سورۂ کے اخیر میں دیئے گئے ہیں آیت ۵۸ رمیں کہا گیا ہے کہ گھر کے نوکر چاکر اور نابالغ بچوں کو چاہیئے کہ ان تین اوقات میں اجازت لے کر کمرے میں داخل ہوں (۱) فجر کی نماز سے پہلے (۲) دوپہر کو جب کپڑے اتار کر لیٹتے ہو۔ (۳) عشاء کی نماز کے بعد، یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں ان اوقات کے علاوہ وہ بلا اجازت آئیں تو تم پر اور ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا تم ایک دوسرے کے پاس بار بار آتے جاتے ہو اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے ارشادات کی توضیح کرتا ہے وہ بڑا علیم وحکیم ہے پھر بچے جب بڑے ہو جائیں تو چاہیئے کہ اسی طرح اجازت لے کر آیا کریں جس طرح ان کے بڑے اجازت لیتے رہے ہیں جو عورتیں ادھیڑ عمر کی ہوں اور انہیں نکاح میں دلچسپی نہ ہو وہ اگر اپنی چادریں اتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں پھر بھی وہ احتیاط کریں اور حیاداری برتیں تو ان کے حق میں اچھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم آیا کہ ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں سے نہ کھایا کرو تو لوگ ایک دوسرے کے یہاں کھانا کھانے میں سخت احتیاط برتنے لگے حتیٰ کہ قانونی شرطوں کے مطابق صاحب خانہ کی دعوت اور اجازت جب تک نہ ہو کسی عزیز یا دوست کے یہاں بھی کھانا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اس کی تردید میں فرمایا معذور حضرات اندھے لنگڑے بیمار اور خود تم لوگ اپنے رشتے داروں کے یہاں کھا سکتے ہو جیسے باپ، دادا، ماں، نانی، بہنوں اور بھائیوں کے گھر اسی طرح چچا، پھوپی خالہ ماموں کے گھر بھی کھانا کھا سکتے ہیں اسی طرح جن گھروں کی کنجیاں تمہاری سپردگی میں ہوں یا جو تمہارا قریبی بے تکلف دوست ہو اس کے یہاں بھی کھا سکتے ہو اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ البتہ جب گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنوں کو سلام کرلیا کرو کہ یہ دُعائے خیر ہے جو اللہ کی طرف سے مقرر کردہ بڑی بابرکت اور پاکیزہ چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے سامنے آیات بیان کرتا ہے توقع ہے کہ سوجھ بوجھ سے کام لو گے۔

اس آیت سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے معذور حضرات کا حق ہے کہ مسلم معاشرے کا ہر فرد انہیں کھانا کھلانے پر تیار رہے نیز وہ خود بھی کسی کے گھر جا کر کھانا مانگ سکتے ہیں، کھا سکتے ہیں صاحبِ خانہ کو انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ دوسری بات یہ کہ اعزّہ واقارب کے گھر کھانا ایسا ہے جیسا اپنے گھر کھانا قریبی رشتہ داروں اور بے تکلف دوستوں کے یہاں کھانے کیلئے باقاعدہ اجازت ضروری نہیں آدمی ان میں سے اگر کسی کے یہاں جائے اور گھر کا مالک موجود نہ ہو اور اس کے بیوی بچے کھانے کو کچھ پیش کریں تو بے تکلف کھایا جا سکتا ہے۔

آخری رکوع میں فرمایا کہ جب اجتماعی کام کے موقع پر مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوں یا اپنے امیر کے ساتھ ہوں اور کوئی انفرادی ضرورت پیش آجائے تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ سے یا امیر سے اجازت لے کر جائیں پھر امیر کو اختیار ہے کہ اجازت مانگنے والے کی ضرورت کے مطابق چاہے اجازت دے یا انکار کردے۔ اور اگر اجازت دے تو ایسے لوگوں کے حق میں اللہ سے دُعائے مغفرت کردے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اس میں تنبیہ ہے کہ کسی واقعی ضرورت کے بغیر اجازت طلب کرنا تو سرے سے ہی ناجائز ہے۔ جواز کا پہلو صرف اس صورت میں نکلتا ہے جبکہ جانے کے لیے حقیقی ضرورت لاحق ہو پھر ضرورت بیان کرنے پر بھی اجازت دینا نہ دینا رسول اللہ ﷺ یا امیر کی مرضی پر موقوف ہے اگر وہ سمجھتا ہے کہ اجتماعی ضرورت اس شخص کی انفرادی ضرورت سے زیادہ اہم ہے تو وہ پورا حق رکھتا ہے کہ اجازت نہ دے اور اس صورت میں ایک مومن کو اس سے کوئی شکایت نہ ہونی چاہیئے، اجازت کے ساتھ استغفار کا حکم دینے میں تنبیہ ہے کہ اجازت طلب کرنے

میں اگر ذرا سی بہانہ بازی کا بھی دخل ہو یا اجتماعی ضرورت پر انفرادی ضرورت کو مقدم رکھنے کا جذبہ کار فرما ہو تو یہ ایک گناہ ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ اور اُن کے جانشین کو چاہیئے کہ اجازت دینے کے ساتھ یہ بھی کہہ دے کہ خدا تمہیں معاف فرمائے۔

اب سورۂ الفرقان نہایت موثر انداز میں شروع ہوتی ہے۔ بڑی ہی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر حق و باطل کے درمیان امتیاز کر دینے والی کتاب اتاری تا کہ وہ اہل عالم کو ہوشیار کر دے کہ وہ ذات آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کی مالک، کسی بیٹے یا بادشاہی میں کسی کی شرکت سے پاک ہے۔ اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا پھر اس کی تقدیر مقرر فرمائی۔ لوگوں نے ایسی ہستی کو چھوڑ کر انہیں معبود بنا لیا جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیئے جاتے ہیں۔ جو نہ جلا سکتے ہیں نہ مار سکتے ہیں۔

منکرین حق کا انجام بتاتے ہوئے ان کے انکار کی اصل وجہ بتائی کیونکہ یہ لوگ ایک مرتبہ اس گھڑی کو جھٹلا چکے ہیں اس لیے اب ضد پر اَڑے ہوئے ہیں۔ مگر جب وہ گھڑی آنے پر ہاتھ پیر باندھ کر بھڑکتی ہوئی آگ میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے۔ اس وقت ان سے کہا جائے گا ''آج ایک موت نہیں بہت سی موتوں کو پکارو''۔ ان سے پوچھو یہ انجام اچھا ہے یا وہ اَبدی جنت جس کا وعدہ خدا ترس لوگوں سے کیا گیا ہے جو ان کے عمل کی جزا اور ان کے سفر کی آخری منزل ہوگی۔ اس کا عطا کرنا تمہارے رب کے ذمہ ایک واجب الادا وعدہ ہے۔

پارہ نمبر ۱۹ شروع

کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا لیا ہے کیا تم ایسے شخص کو راہِ راست پر لانے کا ذمہ لے سکتے ہو یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔

سائے کے نظام کو اپنی قدرت کاملہ اور توحید کی دعوت کے برحق ہونے کی دلیل میں پیش کیا کہ تمہاری ساری زندگی اس سائے کے گھٹنے بڑھنے کی محتاج ہے کیوں کہ سورج کی روشنی اور حرارت پر سب کی زندگی کا دارومدار ہے اور سایہ اس کی وجہ سے ہے۔ اگر ہمیشہ سایہ رہتا یا ہمیشہ سورج نکلتا تو ساری مخلوق اس کی شعاعوں سے جھلس کر رہ جاتی۔ یہ تو ایک حکیم اور قادر مطلق خالق ہے جس نے زمین اور سورج کے درمیان ایسی مناسبت قائم رکھی ہے جو ہمیشہ لگے بندھے طریقے سے آہستہ آہستہ سایہ ڈالتی اور اسے گھٹاتی بڑھاتی رہتی ہے۔ یہ حکیمانہ نظام نہ تو خود بخود قائم ہو سکتا تھا اور نہ بے اختیار معبود اسے قائم کر کے چلا سکتے تھے۔

خاتمہ پر خدا کے اصل بندے کہلانے کے مستحق افراد کا نقشہ کھینچا ہے۔ رحمٰن کے اصل بندے وہ ہیں جو نرم چال چلنے والے، جاہلوں سے بحث میں نہ الجھنے والے، عبادت گزار، عذاب سے بچنے کی دُعائیں مانگنے والے، اعتدال کے ساتھ خرچ کرنے والے، ناحق کسی کو نہ مارنے والے، بدکاری، جھوٹی گواہی اور لغو باتوں سے بچنے والے اور اپنے رب کی آیات کا گہرا اثر قبول کرنے والے۔ ایسے بندوں کا جنت میں شاندار استقبال ہوگا۔

سورۂ الشعراء کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔ اے محمد ﷺ ! کیا آپ اپنی جان اس غم میں کھودیں گے کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ ہم چاہیں تو ان کے مطالبہ کے مطابق آسمان سے ایسی نشانی نازل کر سکتے ہیں کہ ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں مگر اس طرح کا جبری ایمان ہمیں مطلوب نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ عقل و فہم سے کام لے کر ایمان لائیں۔

آخر کے رکوع میں بحث کو سمیٹتے ہوئے کہا کیا تم لوگ اگر نشانیاں ہی دیکھنا چاہتے ہو تو وہ خوفناک نشانیاں دیکھنے پر کیوں اصرار کرتے ہو جو تباہ شدہ قوموں نے دیکھی ہیں۔ اس قرآن کو دیکھو، اس کے لانے والے کو دیکھو اس کے ساتھیوں کو دیکھو، کیا یہ کلام کسی شیطان یا جن کا کلام ہو سکتا ہے؟ کیا محمد ﷺ اور ان کے ساتھی تم کو ایسے نظر آتے ہیں جیسے شاعر اور ان کے داد دینے والے ہوتے ہیں۔ ضد کی بات تو دوسری ہے مگر اپنے دلوں کو ٹٹول کر دیکھو کہ وہ کیا گواہی دے رہے ہیں۔ اگر دلوں میں تم خود جانتے ہو کہ کہانت اور شاعری کا اس سے دور کا بھی تعلق نہیں تو پھر یہ بھی جان لو کہ تم ظلم کر رہے ہو اور ظالموں کا انجام بھی دیکھو گے۔ سورۂ نمل کا صرف ایک رکوع پڑھا گیا ہے اس کا مفہوم کل کی آیات کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

☆ پندرہویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

سولھویں تراویح کے چند اہم نکات

آج انیسویں پارے کے سترہویں رکوع سے بیسویں پارے کے اختتام تک کی تلاوت ہوئی۔ سورۂ نمل میں یہ واضح فرمایا ہے کہ اس کتاب کو اللہ نے ہدایت اور بشارت بنا کر نازل فرمایا ہے۔ لیکن اس پر ایمان وہی لائیں گے جن کے دلوں کے اندر آخرت کا خوف ہے جو لوگ اس دُنیا کے عیش و آرام میں مگن ہیں وہ اپنے مشغلوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اُن کے اعمال ان کی نگاہوں میں اس طرح خوش نما بنا دیئے گئے ہیں کہ اب کوئی یاددہانی اور ڈر ان پر کارگر نہیں ہوسکتا اس سلسلہ میں ان کے سامنے تین قسم کی سیرتوں کے نمونے رکھے گئے ایک نمونہ فرعون، قوم ثمود کے سرداروں اور قوم لوط کے سرکشوں کا جن کی سیرت آخرت کی جواب دہی کے تصور سے خالی تھی اور اس کے نتیجہ میں انہوں نے نفس کی بندگی اختیار کی کسی نشانی کو بھی دیکھ کر ایمان لانے پر تیار نہ ہوئے بلکہ اُلٹے ان لوگوں کے دشمن بن گئے جنہوں نے انہیں نیکی کی طرف بلایا۔ انہوں نے اپنی بدکاریوں پر اصرار کیا آخر انہیں اللہ کے عذاب نے پکڑا اور ایک لمحہ پہلے تک بھی انہیں ہوش نہ آیا۔

دوسرا نمونہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہے جن کو خدا نے دولت، حکومت اور شوکت وحشمت سے اس پیمانے پر نوازا تھا کہ کفارِ مکہ اس کا خواب بھی نہ دیکھ سکتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو خدا کے حضور جواب دہ سمجھتے تھے اور انہیں احساس تھا کہ انہیں جو کچھ بھی حاصل ہے خدا کی عطا سے حاصل ہے اس لیے ان کا سر ہمیشہ اس حقیقی انعام دینے والے کے آگے جھکا رہتا تھا اور نفس کے گھمنڈ کا ذرا سا شائبہ بھی ان کی سیرت میں نہیں پایا جاتا تھا۔

تیسرا نمونہ ملکۂ سبا کا ہے جو تاریخ عرب کی نہایت دولت مند قوم کی حکمراں تھی۔ اس کے پاس وہ تمام اسباب جمع تھے جو کسی انسان کو غرور اور سرکشی میں مبتلا کر سکتے تھے اور سردارانِ قریش کے مقابلہ میں لاکھوں درجہ زیادہ حاصل تھے پھر وہ ایک مشرک قوم سے تعلق رکھتی تھی۔ باپ دادا کی تقلید کی بنا پر بھی اور اپنی قوم میں اپنی سرداری برقرار رکھنے کی خاطر بھی اس کیلئے شرک کے دین کو چھوڑ کر توحید کے دین کو اختیار کرنا اس سے کہیں زیادہ مشکل کام تھا جتنا کسی عام مشرک کیلئے ہوسکتا ہے لیکن جب اس پر حق واضح ہوگیا تو کوئی چیز اسے حق کو قبول کرنے سے نہیں روک سکی کیونکہ گمراہی صرف اس وجہ سے تھی کہ اس نے آنکھ ہی مشرکانہ ماحول میں کھولی تھی لیکن نفس کی بندگی اور خواہشات کی غلامی کا مرض اس پر مسلط نہیں تھا۔ چنانچہ خدا کے حضور جواب دہی کا احساس اس کے ضمیر میں موجود تھا اسی وجہ سے اسے حق قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

پارہ نمبر ۲۰ شروع

اس کے بعد کائنات کے چند نمایاں ترین مشہور حقائق کی طرف اشارے کئے ہیں اور پوچھا ہے کہ ''اللہ بہتر ہے یا وہ معبود جنہیں لوگ خدا کا شریک بنائے بیٹھے ہیں؟'' پھر بناوٹی معبودوں کے متعلق جو لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ انہیں غیب کا علم حاصل ہے اس کی تردید کی اور فرمایا اللہ کے سوا آسمان اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا اور جن دوسروں کے بارے میں یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ بھی غیب کا علم رکھتے ہیں اور اسی بنا پر انہیں خدائی میں شریک ٹھہرالیا گیا ہے ان بے چاروں کو تو خود اپنے مستقبل کی خبر نہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ قیامت کی گھڑی کب آئے گی اور کب اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ اٹھا کھڑا کرے گا اور کیا گزرے گی اس روز جب صور پھونکا جائے گا اور وہ ہول کھا جائیں گے وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے ان کے جنہیں اللہ ہول سے بچانا چاہے گا اور سب کان دبائے اس کے حضور حاضر ہوجائیں گے۔ آج تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو اور سمجھتے ہو کہ وہ خوب گڑے ہوئے ہیں مگر اس وقت یہ بادلوں کی طرح اُڑ رہے ہوں گے۔ یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہوگا جس نے ہر چیز کو حکمت کے ساتھ استوار کیا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو جو شخص بھلائی لیکر آئے گا اسے زیادہ بہتر صلہ ملے گا اور ایسے ہی لوگ اس دن ہول سے محفوظ ہوں گے اور جو برائی لے کر آئے گا ایسے سب لوگ اوندھے منہ آگ میں پھینک دیئے جائیں گے کیا تم لوگ اس کے سوا کوئی اور بدلہ پاسکتے ہو جیسا کرو ویسا بھرو۔

ان سے فرما دیجئے کہ مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ اس شہر یعنی مکہ کے رب کی بندگی کروں جس نے اسے حرم (محترم) بنایا ہے اور جو ہر چیز کا مالک ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مسلم یعنی فرمانبردار بن کر رہوں اور یہ قرآن پڑھ کر سناؤں اب جو ہدایت اختیار کرے گا وہ اپنے ہی فائدے کے لیے اور جو گمراہ ہوگا ان سے کہہ دیجئے کہ میں تو بس خبردار کرنے والا ہوں۔

سورۃ القصص میں ان شبہات اور اعتراضات کو دور کیا گیا ہے جو اہل مکہ نبی ﷺ کی رسالت پر کر رہے تھے اور ان کے ان بہانوں کو رد کیا ہے جو ایمان نہ لانے کیلئے پیش کر رہے تھے۔ اس غرض کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا اور چند حقائق ذہن نشین کرائے گئے۔ مثلاً جو کچھ اللہ تعالیٰ کرنا چاہتا ہے اس کیلئے غیر محسوس طریقہ پر اسباب و ذرائع فراہم کر دیتا ہے۔ جس بچہ کے ہاتھوں فرعون کا تختہ الٹنا تھا اللہ نے فرعون کے گھر میں اُس کی پرورش کر دی اور فرعون یہ جان ہی نہ سکا کہ کس کی پرورش کر رہا ہے خدا سے لڑ کر کون کامیاب ہو سکتا ہے؟

اسی طرح بتایا کہ نبوت کی ذمہ داری بڑے جشن منا کر اور آسمان و زمین میں زبردست اعلان کر کے نہیں دی گئی۔ تم حیرت کرتے ہو کہ محمد ﷺ کو چپکے سے نبوت کیسے مل گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کو بھی اس طرح راستہ چلتے ہم نے نبوت دیدی تھی کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی کہ آج طورِ سینا کی وادیٔ ایمن میں کیا واقعہ پیش آ گیا۔ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ایک لمحہ پہلے نہیں جانتے تھے کہ انہیں کیا چیز ملنے والی ہے وہ آگ لینے گئے اور پیغمبری مل گئی پھر یہ کہ جس بندے سے خدا کوئی کام لینا چاہتا ہے وہ بغیر کسی لاؤ لشکر اور سرو سامان کے اٹھتا ہے بظاہر کوئی طاقت اس کی مددگار نہیں مگر بڑے بڑے لاؤ لشکر والے آخر کار اس کے مقابلہ میں بے بس ہو جاتے ہیں۔ آج جو نسبت تم اپنے محمد ﷺ کے درمیان پا رہے ہو اس سے بھی کہیں زیادہ فرق حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی طاقت کے درمیان تھا مگر دیکھ لو کون جیتا اور کون ہارا؟

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ ہجرتِ حبشہ کے بعد جب نبی ﷺ کی بعثت اور دعوت کی خبریں حبش ملک میں پھیلیں تو وہاں سے بیس کے قریب عیسائیوں کا ایک وفد آیا اور نبی ﷺ سے مسجدِ حرام میں ملا۔ قریش کے بہت سے لوگ موجود تھے وفد نے آپ ﷺ سے سوالات کیے آپ ﷺ نے جواب دیا اور قرآن کی آیات انہیں سنائیں ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ ایمان لے آئے مجلس برخاست ہونے کے بعد ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے انہیں راستے میں جا لیا انہیں ملامت کی اس پر انہوں نے کہا تم پر سلامتی ہو ہم جہالت بازی نہیں کر سکتے ہمیں ہمارے طریقے پر چلنے دو تم اپنے طریقوں پر چلتے رہو ہم اپنے آپ کو جان بوجھ کر بھلائی سے محروم نہیں کر سکتے۔ اس ضمن میں یہ آیت اتری کہ جن لوگوں کو اس سے پہلے ہم نے کتاب دی تھی وہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں انہیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے واقعی یہ حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم تو پہلے ہی سے مسلم ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دوگنا دیا جائے گا۔ (پچھلے نبی پر اور آنحضور ﷺ پر ایمان لانے کی وجہ سے) اس ثابت قدمی کے بدلے جو انہوں نے دکھائی وہ برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔ ہم انہیں جو روزی دیتے ہیں اس میں سے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں جب انہوں نے بے ہودہ بات سنی وہ کنارہ کش ہو گئے اور کہا ہمارا عمل ہمارے ساتھ تمہارا عمل تمہارے ساتھ ہے تم کو سلام ہے، ہم جاہلوں کا سا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہتے۔

اے نبی ﷺ آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے وہ خوب جانتا ہے کون ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔ یہ آیت آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کے بارے میں اتری ان کا آخری وقت آیا تو حضور ﷺ نے اپنی حد تک انتہائی کوشش کی کہ وہ کلمہ پڑھ لیں مگر انہوں نے آبائی مذہب پر ہی جان دینے کو ترجیح دی خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ مکہ کو غیرت دلا رہا ہے کہ تم اپنے گھر آئی ہوئی نعمت کو ٹھکرا رہے ہو حالانکہ دور دور کے لوگ اس کی خبر سن کر آ رہے ہیں اس کی قدر پہچان کر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں تم کتنے بدنصیب ہو کہ اس سے محروم ہو۔ آپ کو خطاب کر کے یہ بات کہی جا رہی ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ قوم کے لوگ عزیز و اقارب ایمان لائیں مگر ہدایت تو اللہ کے اختیار میں ہے وہ اس نعمت سے انہیں لوگوں کو فیض یاب کرتا ہے جن میں وہ قبولِ ہدایت کی آمادگی پاتا ہے تمہارے رشتے داروں میں اگر یہ جوہر موجود نہ ہو تو انہیں یہ فیض کیسے نصیب ہو سکتا ہے؟

قارون کا تذکرہ اس سورۃ میں آیا ہے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا مگر باغی ایسا کہ فرعون سے جا ملا تھا۔ کافی دولت مند تھا طاقت ور آدمیوں کی جماعت خزانے کی کنجیاں اٹھاتی تھی ایک بار قوم کے لوگوں نے اس سے کہا کہ دولت پا کر بھول نہ جاؤ اسے راہِ خدا میں خرچ کرو احسان کرو جیسا کہ اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کرو اللہ فسادی کو پسند نہیں کرتا، کہنے لگا یہ مال و دولت میری ذاتی خوبیوں کی بدولت ہے میں کیوں خرچ کروں کیا اُسے علم نہیں کہ اس سے پہلے بہت سے ایسے لوگ گزرے جن کے پاس قارون سے زیادہ دولت

تھی، اس سے زیادہ طاقت ور تھے مگر خدا نے انہیں برباد کردیا۔ مجرموں سے تو ان کے گناہ پوچھے نہیں جاتے، قارون ایک روز بڑے ٹھاٹ باٹ سے قوم کے سامنے نکلا جو لوگ دنیاوی زندگی پر فریفتہ تھے کہنے لگے کاش ہمارے پاس قارون جیسا خزانہ ہوتا یہ تو بڑے نصیبوں والا ہے لیکن سمجھدار لوگوں نے کہا تم پر افسوس ہے خدا کا عطا کردہ ثواب اہلِ ایمان وصاحبِ عمل کے لیے کہیں زیادہ بہتر ہے یہ درجہ برداشت کرنے والوں اور ثابت قدم رہنے والوں کو ملتا ہے۔ آخر کار خدا نے قارون کو اس کے خزانے سمیت زمین میں دھنسا دیا اور کوئی اُسے بچا نہیں سکا نہ وہ خود بچ سکا۔ جو لوگ اُسے رشک بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کہنے لگے افسوس ہم بھول گئے تھے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے کشادہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے۔ خدا کا احسان ہم پر نہ ہوتا تو ہم بھی زمین میں دھنسا دیئے جاتے افسوس ہمیں یاد نہ رہا کہ کافر فلاح نہیں پاتے۔

سورۂ کے اختتام پر اعلان ہوتا ہے کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس ذات کے۔ فرمانبرداری اسی کی ہے اور تم سب اسی کی طرف پلٹائے جانے والے ہو۔

سورۂ عنکبوت مکہ معظّمہ کے اس دور میں نازل ہوئی جب کہ مسلمانوں پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے جارہے تھے۔ کفار کی طرف سے اسلام کی مخالفت پورے زور وشور سے ہو رہی تھی ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ سچے مومنوں میں عزم وہمت اور استقامت پیدا کرنے اور دوسرے کمزور ایمان والوں کو شرم دلانے کیلئے نازل فرمائی اس کے ساتھ کفار مکہ کو بھی اس میں سخت تنبیہہ کی گئی کہ اپنے حق میں اس انجام کو دعوت نہ دیں جو ہر زمانہ میں حق سے دشمنی کرنے والوں کا ہوتا آیا ہے۔

اس سلسلہ میں ان سوالات کا بھی جواب دیا گیا ہے جو بعض نوجوانوں کو اس وقت پیش آرہے تھے۔ مثلاً والدین ان پر زور دیتے تھے کہ محمد ﷺ کا ساتھ چھوڑ دو اور ہمارے دین پر قائم رہو جس قرآن پر تم ایمان لائے ہو اس میں تو یہی لکھا ہے کہ ماں باپ کا حق سب سے زیادہ ہے ان کا کہا مانو اس کا جواب دیا گیا'' ہم نے ہی انسان کو ہدایت کی ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے لیکن اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے معبود کو شریک ٹھہرائے جسے تو (میرے شریک کی حیثیت سے) نہیں جانتا تو ان کی اطاعت نہ کر''۔

اسی طرح اسلام قبول کرنے والوں سے ان کے قبیلہ کے لوگ کہتے تھے کہ عذاب ثواب ہماری گردن پر تم تو ہمارا کہنا مانو...... اس کا جواب دیا گیا...... یہ کافر لوگ ایمان لانے والوں سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے طریقہ کی پیروی کرو اور تمہاری خطاؤں کو ہم اپنے اوپر لے لیں گے۔ حالانکہ ان کی خطاؤں میں سے کچھ بھی وہ اپنے اوپر لینے والے نہیں وہ قطعاً جھوٹ کہتے ہیں۔ ہاں ضرور وہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بہت سے بوجھ بھی یعنی ایک بوجھ اپنی گمراہی کا اور دوسرا بوجھ دوسروں کو گمراہ کرنے کا اور قیامت کے روز یقیناً ان سے اس جھوٹ گھڑنے کی باز پرس ہوگی جسے انہوں نے اپنی عادت بنالیا ہے۔

اہل ایمان کے سامنے حضرت نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، مدین، عاد، ثمود، قارون، فرعون اور ہامان کے واقعات بیان کرکے یہی پہلو نمایاں کیا گیا کہ پچھلے انبیاء علیہم السلام پر کیسی کیسی سختیاں گزریں اور کتنی کتنی مدت تک وہ ستائے گئے پھر اللہ کی طرف سے ان کی مدد ہوئی اس لئے گھبراؤ نہیں اللہ کی مدد ضرور آئے گی مگر آزمائش کا ایک دور گزرنا ضروری ہے ساتھ ہی کفارِ مکہ کو بھی ان قصوں کے ذریعہ تنبیہہ کی گئی کہ اگر خدا کی طرف سے پکڑ ہونے میں دیر لگ رہی ہے تو یہ نہ سمجھ بیٹھو کہ کبھی پکڑ ہوگی ہی نہیں پچھلی تباہ شدہ قوموں کے کھنڈرات تمہارے سامنے ہیں دیکھ لو کہ آخر کار ان کی شامت آ کر رہی۔

مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اگر ظلم وستم ناقابل برداشت ہو جائے تو ایمان چھوڑنے کی بجائے گھر بار چھوڑ کر نکل جائیں خدا کی زمین وسیع ہے جہاں خدا کی بندگی کرسکو وہاں چلے جاؤ اور کتنے پیارے انداز میں کہا ہے کہ...... کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اپنی پیٹھوں پر اٹھائے نہیں پھرتے اللہ ان کو رزق دیتا ہے وہی تمہیں بھی دے گا وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

☆ سولہویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

سترھویں تراویح کے چند اہم نکات

پارہ نمبر ۲۱ شروع

آج اکیسویں پارے اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ کی تلاوت کی گئی۔ سورۂ عنکبوت کی آیات میں اہلِ ایمان میں عزم وہمت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ کفار کو سمجھنے کا پہلو بھی چھوٹنے نہیں پایا، توحید اور آخرت دونوں حقیقتوں کو دلائل کے ساتھ ان کے سامنے بیان کیا گیا، فرمایا،

اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ زمین اور آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے اور چاند اور سورج کو کس نے تمہاری خدمت پر لگایا ہے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے! پھر یہ کیسے دھوکہ کھا رہے ہیں؟ اگر تم ان سے پوچھو کس نے آسمان سے پانی برسایا اور اس کے بعد مردہ زمین کو جلایا؟ تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے کہو، الحمدللہ یعنی جب یہ سارے کام اللہ کر رہا ہے تو پھر حمد و تعریف اور عبادت کا مستحق بھی وہی ہے۔ یہ دُنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے مگر ایک کھیل اور دل کا بہلاوا ہے۔ یعنی اس کی حقیقت بس اتنی ہے جیسے تھوڑی دیر کیلئے کھیل کود لیں اور پھر اپنے گھر کو سدھار جائیں۔ یہاں جو بادشاہ بن گیا وہ حقیقت میں بادشاہ نہیں بن گیا ہے بلکہ صرف بادشاہی کا ڈرامہ کر رہا ہے ایک وقت آتا ہے جب اسکا یہ کھیل ختم ہو جاتا ہے اور اسی طرح خالی ہاتھ رخصت ہو جاتا ہے جس طرح دنیا میں آیا تھا دائمی زندگی کا گھر تو آخرت کا گھر ہے کاش یہ لوگ جانتے!

کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے چاروں طرف لوٹ مار کرنے والوں کے درمیان مکہ کو پرامن حرم بنا دیا ہے پھر بھی یہ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا کفران کرتے ہیں کیا ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے، جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انہیں ہم اپنے راستے کی ہدایت دیں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ دین کے کام کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اب سورۂ اَلـرُّوْم شروع ہوتی ہے'۶۱۶ عیسوی میں ایرانیوں نے رومیوں پر غلبہ حاصل کر لیا اسی سال مسلمانوں نے حبشہ ہجرت کی۔ روم پر آتش پرستوں کے قبضہ سے لوگوں میں چہ میگوئیاں ہوئیں کہ آسمانی مذہب کے ماننے والے آگ کی پوجا کرنے والوں سے شکست کھا گئے اس بات کو مشرکوں نے اپنے مذہب کے حق ہونے کی دلیل سمجھا چنانچہ ایران کے بادشاہ خسرو پرویز نے بیت المقدس پر قبضہ کر کے ہرقل کو خط لکھا ''تو کہتا ہے کہ تجھے اپنے رب پر بھروسہ ہے کیوں نہ تیرے رب نے یروشلم کو میرے ہاتھ سے بچالیا؟''

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور آج بھی یہی ہو رہا ہے کہ کم ظرفوں کو دنیا میں ذرا سی کامیابی ہوتی ہے تو فوراً اللہ اور اس سے منسوب مذہب (دین اسلام) کا مذاق اڑانے لگتے ہیں۔ اسی طرح مشرکین عرب بھی کہنے لگے تھے کہ مسلمانوں کا دین بھی اسی طرح مٹا دیا جائیگا۔

اللہ نے اس بات کا نوٹس لیا اور اس سورہ کو نازل فرمایا'' ہاں قریب کی سرزمین میں رومی مغلوب ہو گئے ہیں مگر چند سال کے اندر اندر وہ غالب آجائیں گے اور وہ دن وہ ہوگا جب اللہ کی دی ہوئی فتح سے اہل ایمان خوش ہو رہے ہوں گے''اس میں دو باتوں کی پیشین گوئی کی گئی ایک یہ کہ رومی غالب آجائیں گے دوسری یہ کہ مسلمانوں کو بھی فتح نصیب ہوگی۔ کسی کو یقین نہیں آتا تھا کہ یہ پیشین گوئیاں پوری ہوں گی چنانچہ کفارِ مکہ نے خوب مذاق اڑایا اور آٹھ سال تک رومی بھی شکست پر شکست کھاتے رہے یہاں تک کہ قیصر قسطنطنیہ چھوڑ کر تیونس میں پناہ لینے پر مجبور ہو گیا اور مسلمانوں پر اہلِ مکہ کے مظالم انتہا کو پہنچ گئے۔ ۶۲۲ عیسوی میں حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔ ۶۲۶ عیسوی میں ہرقل نے آذربائیجان میں گھس کر ایرانیوں پر پشت سے حملہ کیا اور ایران کے آتش کدہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی ادھر مسلمانوں پر مشرکین مکہ نے بدر کے مقام پر حملہ کیا مگر اللہ نے ان کا زور توڑ کر رکھ دیا اور مسلمانوں کو تاریخ کی عظیم الشان فتح نصیب ہوئی اور اس طرح دونوں پیشین گوئیاں سچی ثابت ہوئیں۔

سورۂ روم سے یہ بات سامنے آ گئی کہ انسان بظاہر (وہی کچھ دیکھتا ہے جو اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے مگر اس ظاہر کے پردے کے پیچھے جو کچھ ہے اس کی اسے خبر نہیں ہوتی جب یہ ظاہر بینی دُنیا کے ذرا ذرا سے معاملات میں غلط اندازوں کا سبب بن کر بعض اوقات انسان کو بڑے نقصانات میں مبتلا کر دیتی ہے تو پھر پوری زندگی کا سرمایہ، مال، اولاد، جائداد سب کو داؤ پر لگا کر خدا پرستی کی بجائے دُنیا پرستی پر چلانے لگ جانا کتنی بڑی غلطی ہے۔

روم اور ایران کے معاملہ کا رخ آخرت کے مضمون کی طرف پھیرتے ہوئے احسن طریقہ سے سمجھایا ہے کہ آخرت ممکن بھی ہے معقول بھی ہے اور اسکی

ضرورت بھی ہے انسان کی زندگی کے نظام کو درست رکھنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ آدمی آخرت کا یقین رکھ کر موجودہ زندگی کا پروگرام بنائے ورنہ وہی غلطی ہوگی جو ظاہر پر اعتماد کر کے بڑے بڑے فیصلے کرنے سے اکثر ہوتی ہے۔

کائنات کی نشانیوں کی طرف اشارے کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ ہی نے خلق کی ابتدا کی اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم اُسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جب قیامت برپا ہوگی مجرمین دنگ رہ جائیں گے۔ جن کو اللہ کے ساتھ انہوں نے شریک کیا تھا کوئی سفارشی نہ ہوگا بلکہ وہ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔ جب قیامت آئے گی لوگ گروہ در گروہ بٹ جائیں گے جو لوگ ایمان لائے اور اچھا عمل کیے وہ باغوں میں خوش خوش ہوں گے جنہوں نے کفر کیا ہماری آیات اور آخرت کو جھٹلایا وہ عذاب سے دوچار ہوں گے۔ پس صبح و شام اللہ کی تسبیح کرو آسمانوں اور زمینوں میں اُسی کی حمد ہے، تیسرے پہر اور ظہر کے وقت بھی اس کی تسبیح کرو۔ وہ زندہ کو مردے میں سے نکالتا ہے (جیسے انڈے سے بچہ) اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے (جیسے پرندے سے انڈا) اور زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندگی بخشتا ہے اسی طرح تم بھی اٹھائے جاؤ گے۔ خدا کی نشانیوں میں سے ہے کہ (۱) اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تم پورے انسان بن کر زمین میں پھیلتے جا رہے ہو۔ بے جان مٹی سے ایسا جامع خوبیوں والا انسان بنانا انتہائی حکیمانہ خلقت ہے۔ (۲) اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائی تا کہ تم اِن سے سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔ (۳) اس کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کی پیدائش تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں دانش مند لوگوں کے لیے۔ (۴) اُس کی نشانیوں میں تمہارا رات کو سونا اور دن کو روزی تلاش کرنا ہے، جو لوگ غور سے سنتے ہیں ان کے لیے اس میں علامتیں ہیں۔ (۵) اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ ڈر اور امید کے ساتھ وہ تمہیں بجلی کی چمک دکھاتا ہے آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے جو عقل سے کام لیتے ہیں اس میں ان کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ (۶) اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب بھی وہ تمہیں پکارے گا تم اچانک زمین سے نکل پڑو گے آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے۔ کائنات کی ہر شئے اس کی تابع فرماں بردار ہے۔ وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اسکا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے زمین میں اس کی صفت سب سے برتر ہے وہ زبردست اور حکیم ہے۔ شرک، کائنات اور انسان دونوں کی فطرت کے خلاف ہے اس لیے جہاں بھی انسان نے اس گمراہی کو اختیار کیا وہاں فساد رونما ہوا ان دونوں قوموں کی لڑائی کے سبب جو فساد عظیم رونما ہوا وہ بھی شرک کے نتائج میں سے ہے۔

سورۂ لقمان میں اللہ نے حضرت لقمان کی وہ نصیحتیں بیان کی ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھیں۔ اہلِ عرب حضرت لقمان کی حکمت و دانش پر فخر کرتے تھے اور ان کے قصے ان کے ہاں مشہور تھے۔ اللہ نے اسی سے استدلال کرتے ہوئے بتایا ہے کہ حضرت لقمان نے بھی اپنے بیٹے کو وہی نصیحتیں کیں جن کی دعوت یہ حکیمانہ کتاب دے رہی ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ عقلِ سلیم اس دعوت کے حق میں ہے اور جو لوگ مخالفت کر رہے ہیں وہ دراصل عقلِ سلیم اور فطرت سے جنگ کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی اس بات کی طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ لقمان اپنے بیٹے کو جن باتوں پر عمل کرنے کیلئے اس دلسوزی سے نصیحت کرتے تھے آج انہی باتوں سے روکنے کے لیے باپوں کی طرف سے بیٹوں پر ستم ڈھائے جا رہے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ کہ انہیں بتایا کہ ان کے اندر بھی جو لوگ صحیح فکر و دانش رکھنے والے گزرے ہیں انہوں نے بھی انہی باتوں کی تعلیم دی ہے جو پیغمبر دے رہے ہیں، یعنی یہی باتیں انسانی فطرت کے مطابق ہیں۔ آج بھی یہ بات ملحوظ رہے کہ مغربی فلاسفر جب اخلاقیات پر بحث کرتے ہیں تو وہ بھی اس کی بنیاد عقل عام کے معروف اور مسلمہ اخلاقی اصولوں پر ہی رکھتے ہیں۔ مگر آخرت اور خدا کا انکار کرنے کی وجہ سے وہ یہ نہیں بتا پاتے کہ انسان کو آخر نیکی کیوں کرنی چاہئے اور بدی سے کیوں بچنا چاہئے؟......اصل بنیاد یعنی اپنے پیدا کرنے والے کو راضی کرنا اور اس کی ناراضگی سے بچنا......بس اس سے بھاگتے ہیں۔ اس کی سزا ملی ہے کہ تمام اخلاقیات بے بنیاد اور بے معنی ہو کر رہ گئی ہیں۔ ان فلاسفرز نے بنیاد یہ بتائی کہ فائدہ پہنچے، لذت ملے، خوشی حاصل ہو اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ فرض برائے فرض یعنی ڈیوٹی ہے اسے ڈیوٹی سمجھ کر ادا کرو۔ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ نفس پرستی اور ہوس ناکی کو خوشی (Happiness) کہا جاتا ہے اور اسی کو زندگی کا مقصد بنا لیا گیا ہے۔ محبت کے رشتے بھی معصومیت اور انسانیت سے خالی ہو گئے ہیں اور صرف نفسانی خواہش پوری کرنے کا نام محبت رکھ لیا ہے۔

اس فلسفہ نے ان کی سب اچھی تعلیمات کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ خاندانی نظام کے بخئے اُدھڑ گئے ہیں اور مفاد پرستی کے سوا کوئی رشتہ قابلِ احترام

باقی نہیں رہا ہے۔اس کے برخلاف قرآن نہ صرف اخلاقیات بلکہ سارے دین کی بنیاد فطرت پر رکھتا ہے۔مگر جانوروں کی فطرت پر نہیں بلکہ انسانی فطرت پر جس کی گتھیاں سلجھانے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کیلئے اس نے کتابیں اور رسول بھیجے ہیں اور صحیح انسانی فطرت کو ان کے ذریعہ واضح کیا ہے اور بتایا کہ اصل چیز اپنے رب کو راضی کرنا ہے اور اس کی ناراضگی سے بچنا ہے۔

اس پر مشرکین اعتراض کرتے تھے کہ اس حقیقت کو جھٹلانے کا انجام اگر قیامت کو آنا ہے تو وہ کیوں نہیں آجاتی؟ اس کا جواب سورہ کے آخر میں دیا گیا ہے کہ قیامت کے آنے کا وقت اللہ کو معلوم ہے اگر عام انسانوں کو معلوم نہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حقیقت نہیں ہے۔بارش ایک حقیقت ہے مگر کیا تم بتا سکتے ہو کہ جو بادل آئے ہیں وہ ضرور برسیں گے یا ایسے ہی آگے بڑھ جائیں گے؟ اسی طرح عورت کو حمل سے اولاد ہوگی مگر کیا ہوگی؟ یہی حال موت کا ہے جو زبردست حقیقت ہے مگر کس کو کب موت آئے گی؟ کون جانتا ہے؟ جب ان چیزوں کا علم نہیں مگر یہ حقیقت ہیں تو پھر قیامت کا اگر علم نہ ہو تو وہ کیسے مشکوک ہوگئی؟ اس گھڑی کا صحیح علم اللہ ہی کے پاس ہے جیسے بارش، ہونے والی اولاد، کل کیا ہوگا، اور کس سرزمین میں انسان کو موت آئے گی یہ سب اللہ ہی جاننے والا ہے۔

سورۃ السَّجْدَۃ میں ہے کہ کافر کہتے ہیں کہ جب ہم مٹی میں مل جائیں گے تو پھر کیا ہم نئے سرے سے پیدا کیے جائیں گے؟ آپ ان سے کہئے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے وہ تم کو پورا پورا اپنے قبضے میں لے لے گا پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔کاش آپ دیکھتے کہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے۔اس وقت وہ کہیں گے ''اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا' سن لیا' اب ہمیں واپس بھیج دے ہم اچھا عمل کریں گے اب ہمیں یقین آ گیا'' جواب میں ارشاد ہوگا ہم چاہتے تو ہر ایک کو یہ سب دکھا کر ہدایت دے دیتے مگر ہم حقیقت کو اوجھل رکھ کر امتحان لینا چاہتے تھے اور ہماری بات پوری ہوگئی کہ جہنم کو جنوں اور انسانوں سے (جو نافرمانی کریں گے) بھر دیں گے آج کے دن کو بھول جانے کا اب مزہ چکھو آج ہم تمہیں بھلا دیں گے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے دائمی عذاب چکھو۔ہماری آیات پر وہ لوگ ایمان لاتے ہیں جنہیں یہ آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں (یہ آیتِ سجدہ ہے) اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔تکبر نہیں کرتے ان کی پیٹھیں بستروں سے الگ رہتی ہیں۔اپنے رب کو امید اور خوف سے پکارتے ہیں۔ہم نے جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں کوئی نہیں جانتا کہ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کچھ تیار کر رکھا ہے۔یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔مومن اور فاسق دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔صاحب ایمان وعمل صالح کے لیے جنت الماویٰ ہے ان کے اعمال کے بدلے ضیافت کے طور پر۔جنہوں نے فسق کیا ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جب جب اس سے نکلنا چاہیں گے دھکیل دیئے جائیں ان سے کہا جائے گا جس عذاب کو تم جھٹلاتے تھے اب اسے چکھو اس بڑے عذاب سے پہلے دُنیا میں بھی ہم چھوٹے چھوٹے عذاب دیتے رہیں گے تا کہ تم باز آ جاؤ۔

سورہ السجدہ میں بتایا کہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ وہ انسان کے قصوروں پر یکا یک ایک آخری اور فیصلہ کن عذاب میں اسے نہیں پکڑ لیتا بلکہ اس سے پہلے چھوٹی چھوٹی تکلیفیں، مصیبتیں اور نقصانات بھیجتا رہتا ہے اور اس طرح ہلکی ہلکی چوٹیں لگا تا رہتا ہے تا کہ اسے تنبیہہ ہو اور اس کی آنکھیں کھل جائیں۔کوئی اگر ابتدائی چوٹوں سے ہوش میں آ جائے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے۔

کفار مکہ سے کہا گیا کہ ظاہر سے دھوکہ نہ کھاؤ آج تم دیکھ رہے ہو کہ محمد ﷺ کی بات چند لڑکوں' چند غلاموں اور غریب لوگوں کے سوا کوئی نہیں سن رہا ہے اور ہر طرف سے ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو سمجھتے ہو کہ یہ زیادہ چلنے والی نہیں مگر یہ محض تمہاری نظر کا دھوکہ ہے کیا تم دن رات یہ نہیں دیکھتے کہ آج زمین بالکل بنجر پڑی ہے جسے دیکھ کر یہ خیال بھی کسی کو نہیں ہوتا کہ اس کے پیٹ میں ہریالی کے خزانے چھپے ہوئے ہیں مگر کل ایک ہی بارش میں اس کے چپے چپے سے سبزہ پھوٹ پڑے گا۔سورۂ احزاب میں تین اہم واقعات اس تسلسل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں کہ انہیں آج اور کل جدا جدا بیان کرنے سے اصل مضمون سمجھنے میں مدد نہیں ملے گی اس لیے اس پوری سورۂ کا بیان کل ہوگا۔

☆ سترہویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔آمین

اٹھارویں تراویح کے چند اہم نکات

پارہ نمبر ۲۲ شروع

آج کے پیش کردہ نکات بائیسویں پارے وَمَنْ يَّقْنُتْ سے تعلق رکھتے ہیں۔سورۂ احزاب میں تین اہم واقعات سے بحث کی گئی ہے ایک غزوہ خندق، دوسرا غزوہ بنی قریظہ اور تیسرا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے حضورﷺ کا نکاح، یعنی منہ بولے بیٹے کی طلاق دی ہوئی عورت سے نکاح۔ جنگ اُحد میں حضورﷺ کی ایک ہدایت کونظر انداز کرنے کے سبب جو شکست ہوئی اس کا اثر عربوں پر یہ پڑا کہ مشرکین، یہود اور منافقین تینوں کی ہمتیں بڑھ گئیں اور وہ سمجھنے لگے کہ مسلمانوں کو ختم کرنا کچھ زیادہ مشکل کام نہیں چنانچہ اُحد کی جنگ کو دو مہینے بھی نہیں ہوئے تھے کہ نجد کے ایک قبیلہ نے مدینہ پر چھاپہ مارنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ پھر ایک سال بعد تین قبیلوں نے حضورﷺ سے دین سکھانے کیلئے آدمی مانگے۔حضورﷺ نے ستر کے قریب مبلغین ان کے قبیلوں میں بھیجے۔مگر انہیں دھوکہ دے کر شہید کر دیا گیا۔جس پر آپﷺ نے ایک مہینہ تک ان قبیلوں کے خلاف قنوتِ نازلہ پڑھی۔ان ہی حالات میں شوال ۵ ہجری میں عرب کے بہت سے قبائل نے مدینہ پر ایک مشترکہ قوت کے ساتھ حملہ کیا۔تین چار ہزار کی بستی پر جس میں کئی منافقین بھی شامل تھے دس بارہ ہزار کی تعداد نے حملہ کیا اگر یہ حملہ اچانک ہو جاتا تو سخت تباہ کن ہوتا مگر تحریکِ اسلامی کے ہمدرد اور متاثرین افراد جو مخالف قبیلوں میں رہتے تھے آپﷺ کو سب کارروائیوں کی اطلاع دیتے رہتے تھے اس لئے حملہ کے کچھ دن پہلے آپﷺ نے مدینہ کے دو طرف خندق کھود ڈالی اور تین ہزار افراد کے ساتھ جنگ کیلئے تیار ہو گئے۔کفار کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ انہیں خندق سے سابقہ پیش آئے گا کیونکہ عرب اس طریقہ پر کبھی نہیں لڑے تھے۔مشرکین عرب کو جاڑے کے زمانے میں لمبے محاصرے کیلئے مجبور ہونا پڑا۔جس کیلئے وہ گھروں سے تیار ہو کر نہ آئے تھے۔ ۲۵ روز سے زیادہ یہ محاصرہ جاری رہا۔کچھ تو محاصرہ کی طوالت، کچھ حضورﷺ کی جنگی تدبیریں اور پھر ایک رات اللہ نے ایسی آندھی چلائی کہ تمام خیمے اکھڑ گئے اور کوئی ان میں سے نہ ٹھہر سکا۔اس پورے عرصہ میں ایک بار شدید حملہ ہوا تھا۔جو صبح سے رات تک جاری رہا اور پانچوں وقت کی نمازیں رات کو جنگ سے فارغ ہو کر ایک ساتھ پڑھی گئیں۔مسلمانوں نے انتہائی بے جگری سے مقابلہ کیا۔

معرکہ خندق ختم ہوا تو جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کا حکم سنایا کہ ابھی ہتھیار نہ کھولے جائیں بلکہ یہودی قبیلہ بنی قریظہ پر وار کر کے ان سے نپٹ لیا جائے۔کیونکہ انہوں نے غداری کی تھی۔چنانچہ فوراً ہی مسلمان ان کے علاقوں میں پہنچ گئے اور یہودیوں کے مقرر کردہ ثالث حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے مطابق ان کے تمام مردوں کو قتل کر دیا گیا اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا گیا۔

جنگِ اُحد سے جنگِ خندق تک کا دو سال کا تمام عرصہ سخت بحرانی زمانہ تھا مگر اس میں معاشرہ کے استحکام اور اصلاح کا کام جاری رہا۔ چنانچہ مسلمانوں کے نکاح اور طلاق کے قوانین اسی زمانے میں مکمل ہوئے۔وراثت کا قانون نازل ہوا اور شراب اور جوئے کو حرام کیا گیا اور دوسرے بھی کئی پہلوؤں کے متعلق قوانین نازل ہوئے۔اس سلسلہ کا ایک اہم مسئلہ جو اصلاح کا تقاضا کر رہا تھا وہ منہ بولے بیٹے کا مسئلہ تھا جسے لوگ اصلی بیٹے جیسا سمجھتے تھے اسے وراثت میں حصہ ملتا تھا اس سے منہ بولی ماں اور منہ بولی بہنیں اسی طرح بے تکلف ہوتی تھیں جیسے سگی ماں اور سگی بہنیں۔اسی طرح اگر وہ مر جائے یا اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اس کی بیوی سے منہ بولا باپ شادی نہیں کر سکتا تھا۔یہ باتیں قدم قدم پر قرآن کے ان قوانین سے ٹکراتی تھیں جو اللہ نے سورۂ نساء اور سورۂ بقرہ میں نکاح، طلاق اور وراثت کے متعلق اتارے ہیں۔ساتھ ہی یہ بات اخلاق کے پہلو سے بھی بری تھی کہ کتنا ہی سگوں کی طرح سمجھا جائے مگر پھر بھی وہ حقیقی بیٹا یا بھائی نہیں تھا اور بہت سے ذہن بے تکلفی سے ناجائز فائدہ اٹھا لیتے تھے۔ضرورت اس بات کی تھی کہ ان برائیوں کا راستہ روکا جائے۔مگر یہ راستہ صرف قانون بنانے سے نہیں رک سکتا تھا۔ اس لئے اللہ نے ایسے حالات پیدا کیے کہ نبیﷺ کو خود اس رسم کو توڑنا پڑا آپﷺ کی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے شوہر زید بن حارثہ رضی اللہ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کریں۔ جب آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح پڑھایا تھا تو عربوں کی یہ رسم توڑی تھی کہ وہ آزاد کردہ غلام کو اپنے برابر نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس سے غلاموں کا سا سلوک کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد آزاد عورت سے انکی شادی کر کے یہ ثابت کیا کہ اسلام میں آزاد کردہ غلام بھی اشراف کا درجہ رکھتا ہے۔ اب اللہ نے چاہا کہ اس رسم کو بھی توڑیں اور منہ بولے بیٹے کو اصل بیٹا نہ سمجھا جائے اسی طرح پردہ کے احکام جاری ہوئے اور قریبی رشتہ داروں کے علاوہ غیر مردوں کے ساتھ خلا ملا حرام قرار دیا گیا۔ اگر انہیں بات کرنی ہو یا کچھ لینا دینا ہو تو پردہ کے پیچھے سے لیں دیں اور عورتیں خیال رکھیں کہ آواز میں لوچ پیدا نہ کریں۔ کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے کسی مرد کو غلط فہمی ہو۔ نبی ﷺ کی بیویوں کو تمام مسلمانوں کی ماں قرار دیا گیا اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد ان سے نکاح حرام قرار دیا گیا۔ عام مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا کے جب بھی گھروں سے نکلیں تو چادروں سے اپنے آپ کو ڈھانپ کر نکلیں اور گھونگھٹ نکال لیا کریں۔ اسی موقع پر اس بات کا اعلان کیا گیا کہ نبی ﷺ آخری نبی ہیں اور چونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ لہٰذا زمانۂ جاہلیت میں جو رسوم جڑ پکڑ چکی ہیں ان کا خاتمہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ضروری ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے طلاق دینے کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ سے فرمادیا چونکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ لے پالک بیٹے (منہ بولے) تھے اور بیٹے کی بیوی (بہو) سے نکاح حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تردید فرمادی کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کب آپ ﷺ کے بیٹے تھے وہ تو سرے سے بیٹے ہی نہیں۔ مردوں میں سے محمد ﷺ کسی کے باپ نہیں پھر بہو کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے۔ دوسری حیثیت آپ ﷺ کی رسول کی تھی اور رسول جہالت کی باتوں کو ختم کرنے آتے ہیں تیسری بات یہ کہ آپ خاتم النّبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی رسول آنے والا نہیں لہٰذا ضروری ہے کہ اس قبیح رسم کو آپ ﷺ خود ختم کر کے جائیں۔

چونکہ نکاح وطلاق کا ذکر ہے اسی لیے ضمناً ایک اہم مسئلہ کی وضاحت کردی گئی مسلمان جب کسی عورت سے نکاح کریں اور خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق کی نوبت آجائے تو عورتوں پر عدت نہیں مراد یہ ہے مرد کا حق رجوع ساقط ہوجاتا ہے اسی طرح حق اولاد اور عدت کا خرچ بھی ساقط ہوجاتا ہے۔ البتہ شوہر کو چاہئے کہ کچھ مال دے دلا کر عورت کو رخصت کرے گویا اگر نکاح کے وقت مہر مقرر کیا گیا ہے اور خلوت سے پہلے طلاق ہوگئی تو نصف مہر واجب ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ آیت ۲۳۷ میں ہے اس واجب سے زیادہ دینا لازم نہیں مستحب ہے لیکن اگر نکاح کے وقت مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو اس صورت میں عورت کو کچھ نہ کچھ اس کی حیثیت کے مطابق دے کر رخصت کرنا چاہئے۔ بھلے طریقے سے رخصت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اُسے رُسوا یا بدنام نہ کرے بلکہ شریفانہ طریقے پر رخصت کرے۔

اس زمانہ میں لوگ ایک دوسرے کے گھروں میں بے تکلف آیا جایا کرتے تھے۔ لہٰذا یہ حکم دیا گیا کہ نبی ﷺ کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہونا چاہئے۔ کھانے کی دعوت کے بغیر کھانے کا انتظار نہ کرنا چاہئے پھر کھانے کے بعد دُنیا جہاں کی لایعنی گفتگو سے پرہیز کرنا چاہئے کہ اس سے نبی ﷺ کو تکلیف پہنچتی ہے وہ بسبب حیا تم سے کچھ نہیں کہتے مگر اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔ کھانے کے بعد بلا ضرورت بیٹھنے کی اجازت نہیں۔ نبی ﷺ کی بیویوں سے کوئی سامان مانگنا ہو یا گفتگو کرنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو یہ دونوں فریق کے دلوں کی پاکیزگی کا زیادہ مناسب طریقہ ہے۔ نبی ﷺ کو اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو تکلیف دینا جائز نہیں نیز نبی ﷺ کے وصال کے بعد ان کی ازواج سے نکاح کرنا تمام مسلمانوں کے لیے حرام ہے۔ گھروں میں آنے کے لیے قریبی رشتے داروں گھریلو عورتوں نوکروں کے لیے کوئی مضائقہ نہیں۔

کفار ومشرکین اور منافقین نبی ﷺ کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ دُنیا کچھ بھی کہے مگر نبی ﷺ کا مرتبہ یہ ہے کہ خود خدا اپنی طرف سے ان پر درود بھیجتا ہے۔ فرشتے دن رات آپ کے حق میں دُعائیں کرتے رہتے ہیں اور اہل ایمان کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے نبی ﷺ سے غایت درجہ محبت رکھیں۔ ان کے گرویدہ ہوجائیں ان کی مدح وثنا کریں ان کے حق میں کامل سلامتی کی دُعا کریں دل وجان سے ان کا ساتھ دیں۔ جو لوگ خدا اور رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دُنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمائی ہے ان کے لیے

رسوا کن عذاب ہے۔

اے نبی ﷺ اپنی بیویوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں ستایا نہ جائے۔ گویا ایک خاتون جب اپنے آپ کو پردے میں کر لیتی ہے تو پورے سماج میں اُسے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ سادہ اور حیادار لباس میں دیکھ کر ہر دیکھنے والا یہ جان لیتا ہے کہ یہ شریف اور باعصمت خواتین ہیں آوارہ اور کھلاڑی نہیں ہیں کہ کوئی بدکردار انسان ان سے اپنے دل میں تمنا پوری کرنے کی امید کر سکے ان کو چھیڑنے کی جرأت کر سکے۔

سورۂ فاطر مکے میں نازل ہوئی، فرمایا لوگو تم پر جو اللہ کے احسانات ہیں انہیں یاد رکھو کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں آخر تم کہاں سے دھوکا کھا رہے ہو کہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ اور بندگی کسی اور کی بجالاؤ یہ کھلی احسان فراموشی ہے اور اے نبی ﷺ اگر تمہیں یہ جھٹلاتے ہیں تو (تسلی رکھو) تم سے پہلے بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں سارے معاملات اس کی طرف رجوع ہونے والے ہیں لوگو اللہ کا وعدۂ آخرت برحق ہے دُنیاوی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ رکھے کہ بعد میں کوئی زندگی کوئی حساب کتاب نہیں یا خدا کا وجود نہیں، وحی و رسالت کی حقیقت نہیں اور سب سے بڑا دھوکے باز (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے میں نہ رکھے شیطان تو تمہارا دشمن ہے تم بھی اُسے اپنا دشمن سمجھو۔ وہ تو اپنے پیروؤں کو اس لیے بلا رہا ہے کہ سب کو جہنمی بنا دے۔ خدا کی قدرت یہ ہے کہ اس نے دن رات کا سلسلہ جاری فرمایا چاند سورج مسخر کیے یہ سب کچھ ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا۔ خدا ہی تمہارا حقیقی رب ہے خدا کے علاوہ جن کو تم پکارتے ہو وہ گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں تم انہیں پکارو گے تو وہ تمہاری پکار سن نہیں سکتے اگر سن بھی لیں تو جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا وہ انکار کریں گے۔ حقیقت حال کی ایسی خبر خدا کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا۔ تم سب کے سب اللہ کے محتاج ہو اللہ غنی ہے خدا چاہے تو تمہاری جگہ دوسروں کو لے آئے یہ اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اگر کوئی بوجھل ہو اور قریبی رشتے دار کو بوجھ اٹھانے کے لیے پکارے گا تب بھی وہ اس کا بوجھ کچھ بھی نہ اٹھا سکے گا۔ نبی تو انہیں کو متنبہ کرتے ہیں جو خدا کو دیکھے بغیر ڈرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے وہ اپنی بھلائی کے لیے کرتا ہے سب کو اللہ کی طرف جانا ہے اندھے اور آنکھ والے برابر نہیں ہو سکتے نہ ہی اندھیرا روشنی یکساں ہے۔ ٹھنڈک اور دھوپ، زندہ اور مردے برابر نہیں اللہ جسے چاہتا ہے سنواتا ہے اور اے نبی ﷺ آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں دفن ہیں آپ تو صرف خبردار کرنے والے ہیں۔

فرمایا کہ جنہوں نے انکار کیا ان کے لیے جہنم کی آگ ہے، نہ تو وہ جہنم میں مریں گے نہ عذاب کم ہوگا ہم ہر انکار کرنے والے کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں وہ وہاں چیخیں گے اے ہمارے رب ہمیں یہاں سے نکال اب ہم پہلے جیسے کام نہ کریں گے بلکہ اچھا عمل کریں گے ان سے کہا جائیگا کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس میں سمجھ دار سبق لے لیتا؟ اور تمہارے پاس تو ڈرانے والا بھی آیا تھا۔ اب مزہ چکھو۔ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوتا، زمین و آسمان کے خفیہ راز اللہ ہی جانتا ہے وہ سینوں کے راز تک جانتا ہے اس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے جو انکار کرے گا اس کا وبال اُسی پر ہے کافروں کا کفر رب کی ناراضگی بڑھاتا ہے خسارے میں اضافہ کرتا ہے۔

سورہ کے اخیر میں فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی کرتوتوں پر پکڑ کرنے لگے تو زمین پر کوئی جاندار باقی نہ بچے۔ لیکن یہ اللہ کا کرم ہے کہ وہ لوگوں کو ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتا ہے جب ان کا وقت پورا ہوگا تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ لے گا کہ ان کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیئے۔

☆ اٹھارہویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

انیسویں تراویح کے چند اہم نکات

پارہ ۲۳ شروع

آج تیئسویں پارے وَمَالِیَ کی تلاوت کی گئی۔ سورۂ یٰسٓ قرآن کا دل ہے یعنی اس میں قرآن کی دعوت کو پرزور طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔ مرنے والوں پر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ تمام اسلامی عقائد تازہ ہوجائیں اور آخرت کی منزل کو مرنے والا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ فرمایا جب صور پھونکی جائے گی تو لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے گھبرا کر کہیں گے یہ کس نے ہماری خواب گاہ سے ہمیں اُٹھایا (ان سے کہا جائے گا) یہ وہی چیز ہے جس کا رحمٰن نے تم سے وعدہ کیا تھا اور رسولوں کی بات سچی تھی ایک زور کی آواز ہوگی اور سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کردیئے جائیں گے۔ آج کسی پر ذرہ برابر ظلم نہ کیا جائے گا۔ جیسا تم عمل کرتے تھے ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا۔ جنتی لوگ مزے میں ہوں گے وہ اوران کی بیویاں سایوں میں مسندوں پر تکیہ لگائے ہوں گے۔ ان کے لیے ہر قسم کی لذتیں اور جو کچھ وہ مانگیں گے موجود ہوگا۔ رب رحیم کی طرف سے ان کو سلام کہا جائے گا اور مجرموں سے کہا جائے گا تم چھٹ کر الگ ہوجاؤ۔ آدم کے بیٹو کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری بندگی کرو یہ سیدھا راستہ ہے مگر اس کے باوجود اس نے تم میں سے بہت سوں کو گمراہ کیا۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ یہ وہ جہنم ہے جس سے تم کو ڈرایا جاتا تھا اب اس میں چلے جاؤ کہ تم انکار کرتے تھے۔ آج ہم ان کے منہ پر مہر لگادیں گے تو ان کے ہاتھ بولیں گے پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ دُنیا میں کیا کچھ کرتے تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ کو عجیب انداز میں تسلی دی گئی کہ لوگ آپ ﷺ کی مخالفت میں جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کا غم نہ کیجئے۔ جو لوگ اللہ پر پھبتیاں کسنے سے باز نہیں آتے اگر وہ آپ ﷺ کا مذاق اڑائیں تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ان کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیجئے۔ فرمایا: کیا انسان نے غور نہیں کیا کہ ہم نے اس کو پانی کی ایک بوند سے پیدا کیا تو وہ ایک کھلا ہوا دشمن بن کر اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ہم پر ایک پھبتی چست کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا۔ کہتا ہے کہ بھلا ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے جبکہ وہ بوسیدہ ہوجائیں گی۔

کہہ دیجئے! ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے سرسبز درخت سے آگ پیدا کردی اور تم اس سے آگ جلا لیتے ہو۔ یعنی تم سرسبز درخت سے دوشاخیں لیتے ہو اوران کو آپس میں رگڑ کر آگ جلا لیتے ہو تو خدا کیلئے راکھ اور مٹی کے اندر سے زندگی نمودار کرتے کیا دیر لگتی ہے۔ اس کا معاملہ تو بس یوں ہے کہ جب وہ کسی بات کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہوجا اور وہ ہوجاتی ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

سورۃ صٓافّٰت میں کفار مکہ کو بتایا گیا کہ جس نبی ﷺ کی تم مخالفت کررہے ہو وہ عنقریب تم پر غالب آجائے گا اور تم اللہ کے لشکروں کو خود اپنے صحن میں اترتا ہوا دیکھ لوگے۔ پس اے نبی ﷺ ذرا کچھ مدت تک انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے اور دیکھتے رہیئے عنقریب یہ بھی خوب دیکھ لیں گے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بے مثال قربانی کا ذکر ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی اے میرے پروردگار مجھے ایک نیک بیٹا عطا فرما پھر ہم نے ایک صابر بیٹے کی بشارت دی وہ لڑکا جب بڑا ہوا تو ایک روز ابراہیم علیہ السلام نے کہا بیٹا میں نے خواب دیکھا کہ میں تمہیں ذبح کررہا ہوں، بیٹا تمہارا کیا خیال ہے اس نے کہا ابا جان جو کچھ آپ کو حکم دیا جارہا ہے اسے کرڈالئے اِنشاءاللہ آپ مجھے صابروں میں سے پائیں گے آخر کو جب ان دونوں نے سر تسلیم خم کرلیا اور ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرادیا تاکہ ذبح کریں ہم نے اُسے ندا دی کہا اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں یقیناً یہ ایک کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی فدیے میں دے کر اس بچے کو چھڑا لیا اور بعد کے لوگوں میں اسے جاری کردیا سلامتی ہو ابراہیم پر ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔ اسی سورہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا کہ جب وہ اللہ کے حکم کا انتظار کیے بغیر بستی چھوڑ کر چلے

گئے تو اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوا راستہ میں وہ کشتی میں سوار ہوئے اور زیادہ افراد کی وجہ سے وہ ڈگمگانے لگی چنانچہ قرعہ اندازی کی گئی کہ کسے کشتی سے اترنا ہوگا قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا اور وہ سمندر میں اتار دیئے گئے۔ پھر مچھلی نے انہیں نگل لیا انہیں اپنے قصور کا احساس ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے تسبیح پڑھ کر معافی مانگی لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اگر یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں استغفار نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں پڑے رہتے۔ آخر کار بڑی سقیم حالت میں مچھلی نے انہیں ایک چٹیل زمین پر پھینک دیا اور وہیں اپنی قدرت سے اللہ نے ایک بیلدار درخت اگا دیا جس کا پھل انہوں نے کھایا پھر وہ اپنی قوم کی طرف آئے انہیں اسلام کی دعوت دی وہ سب مسلمان ہوئے۔ آپ ایک عرصہ تک رہے۔ پاک ہے آپ کا رب، عزت کا مالک، ان تمام باتوں سے جو یہ بتا رہے ہیں اور سلام ہے رسولوں پر اور ساری تعریف اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔

سورہ ص کی ابتداء اس تبصرہ سے ہوتی ہے جو اللہ نے قریش مکہ کی ان باتوں پر کیا ہے جو وہ آپ ﷺ کی رسالت، توحید اور دین کی دعوت کے جواب میں بطور مہم، آبادی میں کہتے پھرتے تھے۔

فرمایا! انہوں نے تعجب کا اظہار کیا انہی میں سے ایک بشر کیسے ڈرانے والا بن گیا۔ یہ تو جادوگر ہے (نعوذ باللہ)۔ اس نے تو سارے معبودوں کو ایک بنا ڈالا۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ یقیناً یہ بات کسی اور غرض سے (یعنی اپنی بادشاہت قائم کرنے کیلئے) کہی جا رہی ہے۔ اور اگر خدا کو نبی بھیجنا ہی تھا تو بڑے بڑے مالدار سرداروں میں سے کسی کو بھیجنا تھا۔ اللہ نے جواب دیا کہ یہ ساری باتیں اس لیے کر رہے ہیں کہ انہوں نے ابھی میرے عذاب کا مزا نہیں چکھا۔ اگر یہ اتنے اہم ہوتے کہ ہم ان سے مشورہ کر کے نبی بناتے تو پھر یہ عرش الٰہی پر چڑھ کر فیصلہ بدلوا لیتے۔ یہ تو ایک چھوٹا سا گروہ ہے جو اس شہر میں ہی شکست کھانے والا ہے۔ ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم اور ایکہ والے بھی رسولوں کو جھٹلا چکے ہیں جتھے اور گروہ تو وہ تھے۔ ان کی اُن کے سامنے کیا حقیقت ہے مگر میری سزا کا فیصلہ ان پر چپک کر رہا۔ یہ لوگ بس ایک دھماکے کے منتظر ہیں۔ جس کے بعد دوسرا دھماکہ نہیں ہوگا۔ یہ چاہتے ہیں کہ یوم حساب سے پہلے ہی ان کا حساب چکا دیا جائے۔

سورہ صٓ کے بعد اس تراویح میں سورہ زمر کے تین رکوع شامل ہیں۔ یہ سورہ مسلمانوں کے مکہ سے حبشہ ہجرت کرنے سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ اس سورہ میں کہا گیا ہے کہ اَرْضُ اللّٰـهِ وَاسِعَةٌ (اللہ کی زمین بہت وسیع ہے) اگر ایک ملک یا زمین اللہ کی بندگی کرنے والے پر تنگ کر دی گئی ہے تو دوسری جگہ چلے جاؤ۔ اس میں نبی ﷺ کی دعوت کا اصل مقصد واضح کیا گیا ہے۔

انسان کو چاہئے کہ خالص اللہ کی بندگی اختیار کرے اور کسی دوسرے کی اطاعت اور عبادت سے اپنی خدا پرستی کو آلودہ نہ کرے اور دین خالص صرف اللہ کا حق ہے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہمیں پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ اللہ یقیناً ان کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ فرما دے گا۔ جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ یعنی اللہ تک پہنچانے کا ذریعہ بننے والوں کے متعلق بھی ان میں اتفاق نہیں کوئی سورج، چاند اور ستاروں کو دیوتا اور ذریعہ بنائے ہوئے ہے۔ کوئی کسی اور کو، اس کا سبب یہ ہے کہ ان میں سے کسی کے پاس علم نہیں ہے کہ جس کی بناء پر ان کے اللہ تک پہنچانے کا ذریعہ ہونے کا یقین ہو سکے۔ اور نہ کبھی اللہ کے پاس سے کوئی ناموں کی فہرست آئی ہے کہ سب ان کو اس حیثیت سے مان لیں بس اندھی عقیدت میں محض اپنے قیاس سے اپنے پچھلوں کی اندھی تقلید کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس لیے اختلاف ہونا ضروری ہے۔ پھر اللہ نے انہیں کَاذِبٌ كَفَّارٌ کہا ہے۔ اور کہا کہ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکر حق ہو یعنی ایسے لوگ جھوٹا گھڑا ہوا عقیدہ لوگوں میں پھیلاتے ہیں پھر فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا کہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے تو اپنی مخلوق ہی میں سے کسی کو یہ مقام دیتا (مگر خالق و مخلوق میں یہ رشتہ ناممکن ہے) چنانچہ پاک ہے وہ اس سے کہ کسی کو بیٹا بنائے وہ اللہ ہے اکیلا غالب، یہ مقام قرآن کے مشکل مقامات میں سے ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اللہ جس کو بھی بیٹا بناتا وہ بہر حال مخلوق ہوتا اور مخلوق الوہیت میں شریک نہیں ہو سکتی۔ ہاں صرف برگزیدہ بزرگ ہو سکتی ہے اس لیے اللہ نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا۔ بناتا تو تمہیں ضرور خبر کرتا۔ اس

نے اپنے رسولوں کو برگزیدہ کیا ہے مگر وہ بھی اس کے بندے اور رسول ہیں۔ الوہیت میں شریک نہیں ہیں۔

اللہ اور کائنات کے صحیح تعلق کے بارے میں وضاحت کی کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے وہی دن پر رات اور رات پر دن کو لپیٹتا ہے۔ اس نے سورج اور چاند کو اس طرح مسخر کر رکھا ہے کہ ہر ایک، ایک مقرر وقت تک چلا جا رہا ہے۔ جان رکھو وہ زبردست ہے اور درگزر فرمانے والا ہے۔ اس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا وہ وہی ہے جس نے اس جان سے اس کا جوڑ ابنایا۔ اور اس نے تمہارے لیے مویشیوں سے آٹھ نر و مادہ پیدا فرمائے۔ وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے بادشاہی اسی کی ہے۔ کوئی معبود اس کے سوانہیں پھر تم کدھر پھرائے جاتے ہو۔

اگر تم کفر کرو تو اللہ کو تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔ لیکن وہ اپنے بندوں کیلئے کفر کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرتا ہے۔ یاد رکھو کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ آخر کار تم سب کو اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔ پھر وہ تمہیں فرمادے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ وہ تمہارے دلوں کا حال تک جانتا ہے۔

اب کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کیلئے کھول دیا ہے اور وہ اپنے رب کی طرف ایک روش پر چل رہا ہے۔ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جس نے ان باتوں سے کوئی سبق نہیں لیا۔ تباہی ہے ان لوگوں کیلئے جن کے دل اللہ کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں۔ وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح کی مثالیں دی ہیں کہ یہ ہوش میں آئیں۔ ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں کوئی کجی نہیں ہے تا کہ وہ بُرے انجام سے بچیں۔ اللہ ایک مثال دیتا ہے کہ ایک شخص تو وہ ہے جس کے بہت سے بدمزاج آقا ہوں اور ہر ایک اسکو اپنی طرف کھینچ رہا ہو کہ وہ اسکی خدمت کرے۔ اور سب ایک دوسرے کے خلاف حکم جاری کرتے ہوں اور جس کی خدمت کرنے یا حکم ماننے میں وہ کوتاہی کرے وہی اسے ڈانٹنے پھٹکارنے لگے اور سزا دینے پر تل جائے۔ اس کے برخلاف وہ شخص ہے جس کا صرف ایک ہی آقا ہو اور اسے بس ایک ہی کی خدمت کرنی اور اسی کو راضی کرنا ہو۔ کیا ان دونوں کا حال برابر ہوسکتا ہے۔ سوچو، کون امن اور چین میں رہے گا۔ ایک کا غلام یا بہت سے آقاؤں کا غلام!

اے نبی ﷺ آپ کو بھی اللہ کے سامنے جانا ہے اور ان لوگوں کو بھی وہیں پہنچنا ہے۔ آخر کار قیامت کے دن سب اپنے رب کے حضور اپنا مقدمہ پیش کریں گے۔

☆ انیسویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

بیسویں تراویح کے چند اہم نکات

پارہ نمبر ۲۴ شروع

آج چوبیسویں پارے فَمَنْ اَظْلَمَ کی تلاوت کی گئی ہے جس میں سورۃ الزُّمر کے چوتھے رکوع سے بیان شروع ہوتا ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے جو ابھی نہیں مرا اُس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے یعنی شعور، فہم وادراک، اختیار وارادہ کی قوتوں کو معطل کر دیتا ہے۔ پھر جس پر وہ موت کا فیصلہ نافذ کرتا ہے اُسے روک لیتا ہے اور جسے زندہ رکھنا ہوتا ہے ان کی روحیں ایک مقررہ وقت کے لیے واپس بھیج دیتا ہے۔ یہ کیفیت انسان کے ساتھ ہر روز ہوتی ہے گویا وہ روزانہ مرتا اور جیتا ہے پھر سونے کے بعد کوئی انسان نہیں کہہ سکتا کہ وہ کل واقعۃً زندہ بھی اُٹھے گا وہ مر بھی سکتا ہے۔ اس طرح جو انسان خدا کے ہاتھ میں اتنا بے بس ہے، اگر اُسی خدا سے غافل اور منحرف ہو تو وہ کیسا سخت نادان ہے۔ اس میں منکرین قرآن کی حالت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سفارشی انہوں نے سمجھ رکھے ہیں کہ انہیں خدا کی پکڑ سے بچالیں گے ان کی کوئی حقیقت نہیں نہ وہ کسی چیز پر اختیار رکھتے ہیں نہ انہیں کوئی شعور ہے۔ سفارش کا سارا اختیار تو اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کیلئے سفارش نہ کر سکے گا اور نہ کوئی غلط بات کسی کے حق میں کہہ سکے گا۔ دوسری بات یہ کہ شفاعت کے بارے میں غلط عقیدہ قائم کر لینے کی وجہ سے ان کا اعتماد اپنے گھڑے ہوئے سفارشیوں پر قائم ہو گیا ہے۔ اسی لئے جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر حقیقی ایمان نہ رکھنے والوں کے دل دھڑکنے لگتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح اس کی پکڑ کا تصور سامنے آ جاتا ہے۔ مگر جب اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو یکا یک خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح آخرت سے بے قید زندگی بسر کرنے کا لائسنس ہاتھ آ جاتا ہے۔ یہ بات ساری دُنیا کے مشرکوں میں یکساں ہے اور بدقسمتی سے اب مسلمان بھی اس کا شکار ہو گئے ہیں۔ زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں مگر حال یہ ہے کہ جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے چہرے بگڑنے لگتے ہیں۔ کہتے ہیں ضرور یہ شخص بزرگوں اور اولیاء کو نہیں مانتا جبھی تو بس اللہ ہی اللہ کی باتیں کیے جاتا ہے۔ اور اگر دوسروں کا ذکر کیا جائے ان کی کرامتیں اور کرشمے بیان کیے جائیں چاہے وہ کتنے ہی مبالغہ آمیز اور بے ثبوت ہوں تو ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں ہوتا اس طرزِ عمل سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو اصل دلچسپی کس سے ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ میں فیصلہ کن انداز میں فرمایا۔

فرمادیجئے ''اے خدا! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، حاضر و غائب کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔''

چھٹے رکوع میں فرمایا اے نبی کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے وہ معاف فرمانے والا رحم فرمانے والا ہے۔ پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع ہو جاؤ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آ جائے اور پھر تمہیں کہیں سے مدد نہ مل سکے اور پیروی کرو اپنے رب کی بھیجی ہوئی کتاب کی قبل، اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آ جائے اور تم کو خبر نہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی شخص کہے افسوس میری اُس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کی جناب میں کی ہے بلکہ میں تو مذاق اڑانے والوں میں سے تھا یا کہے کاش اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہوتی تو میں بھی پرہیزگار ہوتا یا عذاب دیکھ کر کہے کاش مجھے ایک اور موقع مل جاتا تو میں نیکوکار بن جاتا۔ اس سے کہا جائے گا کیوں نہیں میری آیات تیرے پاس آ چکی تھیں پھر تو نے اسے جھٹلایا اور تکبر کیا تو تُو انکار کرنے والوں میں سے تھا۔ جن لوگوں نے خدا پر جھوٹ باندھا، قیامت کے دن ان کے منہ کالے ہوں گے کیا جہنم میں متکبروں کے لیے کافی جگہ نہیں ہے؟

فرمایا، ان منکرین حق نے اللہ کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔ اس کی قدرت کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ قیامت کے دن پوری زمین اسکی مٹھی میں ہوگی۔ اور آسمان اسکے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے پاک اور بالاتر ہے وہ اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں۔ اور اسی روز صور پھونکا جائے گا۔ تو وہ سب بیہوش ہو کر گر پڑیں گے۔ جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ سوائے انکے جنہیں اللہ زندہ رکھنا چاہے۔ پھر ایک

دوسرا صور پھونکا جائیگا۔اور یکا یک سب کے سب اٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی۔اعمال کی کتاب لاکر رکھ دی جائے گی۔انبیاء اور تمام گواہ حاضر کردیے جائیں گے۔لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیا جائے گا۔اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔اور ہر متنفس کو جو کچھ بھی اس نے عمل کیا تھا اسکا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔لوگ جو کچھ بھی کرتے ہیں اللہ اسکو خوب جانتا ہے۔اس فیصلہ کے بعد وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا جہنم کی طرف گروہ در گروہ ہانکے جائیں گے اور اسکے کارندے کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے لوگوں میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جنہوں نے تم کو تمہارے رب کی آیتیں سنائی ہوں اور تمہیں اس بات سے ڈرایا ہو کہ ایک وقت تمہیں یہ دن بھی دیکھنا پڑے گا وہ جواب دیں گے۔ہاں آئے تھے کہا جائے گا داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں یہاں اب تمہیں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے یہ منکروں کیلئے!!!

جو لوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے۔انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائیگا یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اسکے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے تو اسکے منتظمین ان سے کہیں گے "سلام ہو تم پر بہت اچھے رہے۔داخل ہو جاؤ اسمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے" اور وہ کہیں گے شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہمیں زمین کا وارث بنایا۔اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں۔یہ کتنا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کیلئے!اور تم دیکھو گے کہ فرشتے عرش کے گرد گھیرا ڈالے اپنے رب کی حمد اور تسبیح کر رہے ہونگے۔اور لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ چکا دیا جائیگا اور پکارا جائیگا کہ "حمد ہے اللہ رب العالمین کے لئے!"

سورۂ زمر کے بعد سورۂ مومن ہے اور یہ اتری بھی اسکے بعد ہی ہے۔سورۂ مومن میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ایک بڑے اعزاز کا ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ بندۂ مومن دُنیا میں جس حال میں بھی ہو اللہ کے نزدیک اتنا برگزیدہ ہے کہ عرش کے اٹھانے والے فرشتے جو عرش کے اردگرد رہتے ہیں۔اور جو سب کے سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔وہ مسلمانوں کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ تو ان کی مغفرت فرما اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔اے ہمارے رب تو انہیں جنت عدن میں داخل فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ان کے والدین بیویوں اور اولاد میں سے جو صالح ہوں انہیں بھی داخل فرما تو قادر مطلق اور حکیم ہے تو انہیں قیامت کے دن کی برائیوں سے بچالے جس کو تو نے اس دن بچایا اس پر تو نے بڑا رحم کیا اور یہی بڑی کامیابی ہے۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ خوش خبری سنائی کہ ان کے لیے عرش کے فرشتے دُعائیں کرتے ہیں۔اس زمانہ میں کفار مکہ نبی ﷺ کو قتل کرنے کی سازشیں بھی کر رہے تھے۔چنانچہ جواب میں آل فرعون کے ایک ایسے شخص کا قصہ سنایا گیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا اس قصہ سے تین گروہوں کو سبق دیا گیا ہے۔

ا۔ کفار مکہ کو بتایا گیا کہ جو کچھ محمد ﷺ کے ساتھ تم کرنا چاہتے ہو یہی کچھ اپنی طاقت کے بل بوتے پر فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کرنا چاہتا تھا۔اب کیا یہ حرکتیں کر کے تم بھی وہی انجام دیکھنا چاہتے ہو جو فرعون نے دیکھا۔

۲۔ محمد ﷺ اور آپ پر ایمان لانے والوں کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ یہ ظالم بظاہر کتنے ہی زبردست کیوں نہ ہوں اور تم مقابلہ میں کتنے ہی کمزور اور بے بس کیوں نہ نظر آتے ہو مگر تمہیں یقین رکھنا چاہئے کہ جس اللہ کے دین کو سر بلند کرنے کے لئے تم کام کر رہے ہو اسکی طاقت ہر دوسری طاقت پر بھاری ہے۔لہٰذا جتنی بڑی دھمکی یہ دے سکتے ہیں اسکے جواب میں بس اللہ کی پناہ مانگ لو اور اسکے بعد بالکل بے خوف ہو کر اپنے کام میں لگ جاؤ اللہ کی مدد ضرور آئیگی۔

۳۔ ان دونوں کے علاوہ لوگوں کا ایک تیسرا گروہ بھی معاشرہ میں موجود تھا۔وہ ان لوگوں کا گروہ تھا جو اپنے دلوں میں یہ جان چکے تھے کہ حق نبی ﷺ کے ساتھ ہی ہے۔اور کفار سراسر زیادتی کر رہے ہیں مگر یہ جان لینے کے باوجود وہ خاموشی سے یا غیر جانبدار رہتے ہوئے تماشہ دیکھ رہے تھے۔اللہ نے اس موقع پر ان کے ضمیر کو جھنجھوڑا ہے۔اور انہیں بتایا ہے کہ جب حق کے دشمن علانیہ تمہاری آنکھوں کے سامنے اتنا بڑا ظالمانہ اقدام کرنے پر تل گئے ہیں۔تو حیف ہے تم پر کہ تم اب بھی گھر بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہو۔اگر تمہارا ضمیر بالکل مردہ نہیں ہو گیا ہے۔تو اٹھ کر تم وہی فرض انجام دو جو فرعون کے بھرے دربار میں اسکے اپنے درباریوں میں سے ایک سچے آدمی نے انجام دیا تھا۔جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو

قتل کرنا چاہا تھا تو جو مصلحتیں تمہیں زبان کھولنے سے روک رہی ہیں۔ وہی مصلحتیں اس کا راستہ بھی روک رہی تھیں مگر اس نے ہمت کر کے کہا میں تو اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور ساری مصلحتوں کو ٹھکرا کر حق کی بات کہہ دی کہ "کیا تم ایک شخص کو اس بنا پر قتل کر دو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے" اور فرعون اسکا کچھ نہ بگاڑ سکا۔

سورہ حم سجدہ میں فرمایا گیا۔ خدائے رحمان ورحیم نے اہل عرب پر عظیم احسان کیا ہے کہ قرآن کو عربی زبان میں ان کے لئے نذیر و بشیر بنا کر اتارا ہے اس احسان کا حق یہ تھا کہ لوگ اسکی قدر کرتے لیکن یہ تکبر کے ساتھ اس نعمت کو ٹھکرا رہے ہیں اور ایمان لانے کی بجائے اس عذاب کا مطالبہ کر رہے ہیں جس سے انکو ڈرایا جا رہا ہے۔ جواب میں آپ انکو بتا دیجئے کہ مجھے جس توحید کی وحی ہوئی تھی وہ میں نے تم کو پہنچا دی ہے رہا عذاب کا معاملہ تو یہ چیز میرے اختیار میں نہیں ہے۔ میں ایک بشر ہوں' اللہ نہیں ہوں۔

اس کائنات میں جو قدرت وحکمت' جو رحمت' ربوبیت اور جو نظم واہتمام تمہیں نظر آرہا ہے وہ گواہ ہے کہ یہ سب کچھ کسی کھلنڈرے کا کھیل نہیں ہے نہ یہ مختلف دیوتاؤں کے کھیل یا انکی آپس کی جنگ کا میدان ہے بلکہ یہ ایک زبردست قدرت اور علم رکھنے والے واحد اللہ کی منصوبہ بندی سے وجود میں آیا ہوا کارخانہ ہے۔ اسلئے جو لوگ اپنے گھڑے ہوئے خداؤں اور سفارشیوں کے بھروسہ پر اللہ اور آخرت سے غافل ہیں وہ اپنی شامت کے منتظر ہیں قیامت کے دن ہر ایک کے کان، آنکھ، اور ہاتھ پاؤں خود ان کے خلاف گواہی دیں گے اور انہیں معلوم ہو جائیگا کہ انکی گمراہی کا ایک سبب یہ تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ انکے بہت سے اعمال کی خبر اللہ کو بھی نہیں ہوتی۔

جو لوگ تمام مخالفتوں اور سازشوں کے برخلاف توحید پر جمے رہیں گے قیامت کے دن ان کے پاس فرشتے اللہ تعالٰی کی ابدی رحمتوں اور نعمتوں کی خوشخبری لیکر آئیں گے اور کہیں گے بس اب نہ کوئی اندیشہ ہے نہ غم۔ جنت میں تمہارے لئے ہر وہ چیز موجود ہے جس کو تمہارا دل چاہے اور جو تم طلب کرو۔ مسلمانوں کے صبر واستقلال کو خراج تحسین پیش کیا کہ جب ہر طرف سے ہمت شکن حالات سے سابقہ ہو اس وقت ایک شخص ڈنکے کی چوٹ پر کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں اور دوسروں کو بھی وہ اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اس سے بڑھ کر اور اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے؟

نبی علیہ ﷺ کے سامنے اس وقت سب سے سخت سوال یہ تھا کہ جب اس دعوت کی راہ میں مشکلات کی ایسی سخت چٹانیں حائل ہیں تو راستہ کیسے نکالا جائے گا اس سوال کا حل یہ بتایا گیا کہ یہ نمائشی چٹانیں خواہ کتنی ہی سخت نظر آتی ہوں مگر اخلاق حسنہ کا ہتھیار وہ ہتھیار ہے جو انہیں توڑ کر اور پگھلا کر رکھ دے گا۔ صبر کے ساتھ کام لیجئے اور جب کبھی شیطان اشتعال دلائے تو اس میں نہ آیئے بلکہ اللہ سے پناہ مانگئے اور صبر اور حکمت سے کام لیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ کائنات کی ہر شئے اللہ کے آگے جھکی ہوئی ہے اللہ کی نشانیوں میں سے ہے یہ رات دن اور سورج چاند تم سجدہ نہ کرو سورج اور چاند کو بلکہ اس ذات کو سجدہ کرو جس نے انہیں بنایا اگر تم واقعی اُسی کی عبادت کرنے والے ہو۔ اگر یہ لوگ تکبر میں اپنی بات پر اڑے رہیں تو اللہ کو اس کی پرواہ نہیں کیونکہ مقرب فرشتے شب وروز اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور وہ کبھی نہیں تھکتے۔

آخر میں عذاب کے لئے شور مچانے والوں کے حال پر اظہار افسوس کیا گیا ہے کہ انکی بدبختی کا یہ حال ہے کہ اللہ نے اپنے فضل سے ان کو توبہ واصلاح کی جو مہلت دی ہے تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ محض دھمکی ہے حالانکہ اگر ابھی ذرا پکڑ میں آجائیں تو اس سے نجات کے لئے لمبی لمبی دعائیں مانگتے نہیں تھکیں گے۔

☆ بیسویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالٰی ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

اکیسویں تراویح کے چند اھم نکات

پارہ نمبر ۲۵ شروع

آج پچیسویں پارے اِلَیۡهِ یُرَدُّ کی تلاوت کی گئی ہے۔

سورہ حٰم السجدہ کا جو حصہ آج پڑھا گیا ہے اسکے نکات بھی کل کے خلاصہ میں پیش ہو چکے ہیں آج سورہ شوریٰ کے نکات پیش ہیں۔ اس سورہ کا نام الشوریٰ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں اسلام کا شورائی نظام بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ اور سورتوں کی طرح اسکا مطلب صرف یہ ہیکہ وہ سورہ جس میں لفظ شوریٰ آیا ہے چنانچہ اس سورہ میں اہل ایمان کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ اَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ یعنی وہ آپس میں مشورے سے کام کرتے ہیں۔ ابتداء اس طرح کی گئی ہے کہ تم لوگ ہمارے نبی ﷺ کی پیش کی ہوئی باتوں پر تعجب کا اظہار کرتے ہو یہ کوئی نئی بات تو نہیں کہ کسی آدمی پر اللہ کی وحی آئے۔ ایسی ہی وحی اور زندگی بسر کرنے کی ہدایت ان سے پہلے بہت سے انبیاء علیہم السلام کو دی جا چکی ہے۔ اس طرح یہ بھی تعجب کی بات نہیں کہ آسمانوں اور زمین کے مالک ہی کو معبود مانا جائے بلکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اسکے بندے ہو کر اسکی خدائی میں رہتے ہوئے لوگ کسی دوسرے کو اللہ اور حاکم تسلیم کریں۔ توحید پر بگڑتے ہو؟ حالانکہ مالکِ کائنات اور حقیقی رازق کے ساتھ جو شرک تم کر رہے ہو تو یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ آسمان اس پر پھٹ پڑیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ تمہاری اس دیدہ دلیری پر فرشتے بھی حیران ہیں اور ہر وقت ڈر رہے ہیں کہ نہ معلوم کب تم پر اللہ کا عذاب ٹوٹ پڑے۔

اس کے بعد بتایا گیا کہ نبی ﷺ کا کام صرف غافل لوگوں کو خبردار کرنا اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستہ دکھانا ہے۔ ان کی بات نہ ماننے والوں کا محاسبہ کرنا اور انہیں عذاب دینا یا نہ دینا یہ کام اللہ کا ہے۔ ان کا کام اس طرح کے دعوے کرنا نہیں ہے۔ جس طرح کے دعوے تمہارے بناوٹی مذہبی پیشوا کیا کرتے ہیں کہ جو انکی بات نہ مانے گا وہ اسے بھسم کر دیں گے۔ یاد رکھو نبی ﷺ تمہاری خیر خواہی کیلئے آئے ہیں۔ اور اسی لیے تمہیں بار بار خبردار کر رہے ہیں اور تمہاری ساری باتوں کو برداشت کر رہے ہیں۔

پھر اس مسئلے کی حقیقت سمجھائی کہ اللہ نے سارے انسانوں کو پیدائشی طور پر سیدھی راہ پر کیوں نہیں لگا دیا اور ان میں یہ اختلاف کیوں گوارا کر رہا ہے۔ اس کا سبب یہ بتایا گیا کہ اسی اختلاف کے سبب تو اس بات کا امکان پیدا ہوا ہے کہ انسان اللہ کی اس خاص رحمت کو پا سکے جو دوسری مخلوق کے حصہ میں نہیں آئی۔ جو انسان جانوروں کی طرح جبلت سے مجبور ہو کر نہیں بلکہ اپنے شعور اور اختیار سے اللہ کو اپنا ولی اور کارساز تسلیم کرے اللہ اسے حسن عمل کی توفیق دے کر اپنی رحمت خاص میں داخل کر لیتا ہے۔ اور جو انسان اپنے اختیار کو غلط استعمال کر کے ان کو ولی اور مددگار بناتا ہے جو حقیقت میں ولی اور مددگار نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ تو وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔

اسکے بعد بتایا گیا کہ جو دین نبی ﷺ پیش کر رہے ہیں وہ حقیقت میں ہے کیا؟ یہ وہی دین ہے جو پہلے بھی حضرت نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام لے کر آ چکے ہیں۔ گویا انبیاء علیہم السلام کی پوری تاریخ میں اللہ کی طرف سے یہی ایک دین آتا رہا ہے اور فرمایا کہ ان سب کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ "اللہ کے دین کو قائم کرنا اور قائم رکھنا اور اس معاملہ میں متفرق نہ ہو جانا" اللہ کا دین کون سا ہے؟ فرمایا! "اللہ کے نزدیک سچا دین اسلام ہے"۔ یعنی حضرت آدم و حضرت نوح علیہم السلام سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک ایک ہی دین آیا ہے اگر فرق ہے تو حالات اور زمانوں کے لحاظ سے بعض جزئیات میں فرق ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے بچے کے بالغ ہونے تک قد اور جسامت میں فرق ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس فرق کے لحاظ سے کپڑے چھوٹے بڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر بنیادی ڈھانچہ ایک ہی ہوتا ہے۔ ساتھ ہی بتایا گیا کہ تم لوگوں کو احساس نہیں ہے کہ اللہ کے دین کو چھوڑ کر غیر اللہ کے بنائے ہوئے دین اور قانون کو اختیار کرنا اللہ کے مقابلے میں کتنی بڑی ڈھٹائی ہے۔ تم اسے معمولی بات سمجھتے ہو مگر یہ اللہ کی غیرت کو للکارنے والی بات ہے۔ اور اسکی سزا بھی ان کو بھگتنی پڑے گی جو ایسا کریں گے۔

رزق اور معاش کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اللہ بندوں پر حد درجہ مہربان ہے جسے جو کچھ چاہتا ہے دیتا ہے۔ سب کو یکساں سب

چیزیں نہیں دیتا۔ کسی کو کوئی چیز دی ہے تو کسی کو کچھ اور کسی کو کم کسی کو زیادہ اگر وہ زمین میں روزی پھیلا دے اور سب بندوں کو کھلا رزق دے دے تو وہ زمین میں سرکشی اور طوفان برپا کردیں گے مگر وہ ایک حساب سے جتنا چاہتا ہے نازل فرماتا ہے یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے اور سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ البتہ جو صرف دُنیا چاہتا ہے اللہ اُسے دُنیا دے دیتا ہے مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور جو آخرت چاہتا ہے اللہ اُسے آخرت دیتا ہے اور مزید اپنی عنایات نچھاور کرتا ہے اب بندے کا کام ہے کہ وہ اپنی بھلائی کے لیے کس چیز کا انتخاب کرتا ہے۔

تمہیں جو مصیبتیں پہنچتی ہیں تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے ہیں۔ بہت ساری کوتاہیوں کو اللہ یوں ہی درگزر فرما دیتا ہے تم زمین میں خدا کو عاجز نہیں کرسکتے اللہ کے مقابلے میں تمہارا کوئی مددگار نہیں تم انسانوں کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ بہت معمولی اور چند روزہ فائدہ بخش ہے۔ خدا کے پاس آخرت میں جو کچھ ہے وہ زیادہ بہتر اور پائیدار ہے وہ ان لوگوں کے لیے ہے جو خدا کو مانتے ہیں اس پر بھروسہ کرتے ہیں کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔ غصہ آجائے تو درگزر کرتے ہیں اپنے رب کا حکم مانتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں۔ ہم نے جو دیا ہے اُس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں کوئی زیادتی کرے تو مقابلہ کرتے ہیں۔ برائی کا بدلہ بس اتنی ہی برائی ہے (یہ اصولی بات ہے مگر) جو درگزر کردے اور اصلاح کرے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے (یہ دوسرا ضابطۂ اخلاق ہے) اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا جو لوگ ظلم ہونے کے بعد بدلہ لیں ان کو ملامت نہیں کی جاسکتی ملامت کے لائق وہ ہیں جو دوسروں پر ظلم کرتے ہیں، زمین میں ناحق زیادتیاں کرتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے جو شخص صبر سے کام لے اور درگزر کرے تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب خدا کا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں لڑکے دونوں دیتا ہے جسے چاہتا ہے بانجھ کردیتا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔

سورہ زخرف کا مرکزی مضمون بھی توحید پر مبنی ہے۔ قیامت کا ذکر کرتے ہوئے مشرکین کے اس عقیدہ کی بھی تردید کی ہے کہ وہ ملائکہ کو الوہیت میں شریک سمجھتے ہیں۔ اور ان کی شفاعت کا اعتماد رکھتے ہیں۔ کافروں کے کفر کا اصل سبب یہ قرار دیا کہ انکی دُنیاوی کامیابیوں نے انہیں دھوکہ میں مبتلا کر رکھا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ آخرت میں بھی وہی کامیاب ہونگے یہ شیطان کا دھوکا ہے۔ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے اور اس کا معیار دُنیا میں مال و دولت کا مالک ہونا یا اقتدار و قوت مل جانا نہیں ہے بلکہ اس کا معیار اللہ کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ہے۔

پھر نبی ﷺ کو کافروں کی طرف سے قتل کرنے کی سازشوں پر تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا: انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم ان کی راز کی باتیں اور کھسر پھسر سنتے نہیں ہیں۔ ہم سب کچھ سن رہے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس بیٹھے لکھ رہے ہیں۔ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے اور کہہ دیجئے سلام ہے، تمہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ اللہ کیا کرنے والا ہے۔

جو شخص خدا کے پیغام سے غفلت برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں۔ وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ یہ شیاطین ایسے لوگوں کو سیدھی راہ سے بھٹکاتے ہیں اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سیدھی راہ جارہے ہین۔ آخر کار جب یہ شخص ہمارے یہاں پہنچے گا تو اپنے شیطان سے کہے گا کاش میرے تیرے درمیان مشرق و مغرب کی دوری ہوتی' تو' تو بدترین ساتھی نکلا اس وقت ان سے کہا جائے گا تمہارے پچھتانے سے کیا فائدہ دنیا میں تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا آج تم اور شیاطین عذاب ساتھ ساتھ بھگتو گے۔

سورہ دخان کا پس منظر یہ ہے کہ جب کافروں کی مخالفت سخت ہوتی چلی گئی تو نبی ﷺ نے دعا فرمائی "خدایا یوسف کے قحط جیسے ایک قحط سے میری مدد فرما" حضور ﷺ کا خیال تھا کہ جب ان پر مصیبت پڑے گی تو ان کے دل نرم ہوجائیں گے اور یہ توبہ کرلیں گے۔ اللہ تعالٰی نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ایسا قحط پڑا کہ لوگ بلبلا اٹھے۔ بعض سرداران قریش خاص طور پر ابوسفیان حضور ﷺ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اپنی قوم کو اس بلا سے نجات دلانے کے لئے اللہ سے دعا کریں۔ اس موقع پر اللہ نے یہ سورہ نازل فرمائی [illegible] اہم باتیں بیان فرمائی گئیں ہیں یہ ہیں۔

اولاً یہ کہ تم اس قرآن کو محمد ﷺ کی تصنیف سمجھتے ہو تو یہ خود گواہی دے رہی ہے کہ یہ کسی انسان کی نہیں بلکہ خداوند عالم کی کتاب ہے۔ دوسرے یہ کہ تم اس کتاب کو اپنے لئے ایک مصیبت سمجھتے ہو کہ اس میں تو بس یہ حرام ہے یہ شرک ہے یہ بدعت ہے یہی لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ وہ بڑی انتہائی مبارک گھڑی تھی جب اللہ نے سراسر اپنی رحمت کی بناء پر تمھارے یہاں رسول بھیجنے اور اس پر اپنی کتاب نازل کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

تیسرے یہ کہ تم اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہو کہ اس رسول ﷺ اور اس کتاب سے لڑ کر تم جیت جاؤ گے حالانکہ اس رسول ﷺ کی بعثت اور اس کتاب کی آمد اس خاص گھڑی میں ہوئی ہے جب اللہ تعالیٰ قسمتوں کے فیصلے فرماتا ہے اور اللہ کے فیصلے کمزور نہیں ہوتے کہ جس کا جی چاہے اٹھ کر بدل ڈالے۔ نہ وہ کسی جہالت اور نادانی پر مبنی ہوتے ہیں کہ ان میں غلطی رہ جائے وہ اس فرمانروائے کائنات کے پختہ اور اٹل فیصلے ہوتے ہیں جو سمیع علیم اور حکیم ہے۔

چوتھے یہ کہ اللہ کی ربوبیت اور رحمت کا صرف یہی تقاضا نہیں ہے کہ وہ تمہارا پیٹ بھرا کرے بلکہ یہ بھی ہے کہ وہ تمہاری رہنمائی کا انتظام بھی کرے۔ چنانچہ اسی لئے اس نے اپنے رسول بھیجے ہیں اور کتابیں اتاری ہیں۔

آخر میں اللہ کی عدالت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا کہ جو لوگ وہاں مجرم قرار پائیں گے ان کا انجام کیا ہوگا۔ اور جو وہاں کامیاب قرار پائیں گے انہیں کیا انعام ملے گا۔

اس کے بعد سورۂ جاثیہ ہے اس میں بتایا گیا کہ تعصب سے پاک اور ذرا سی عقل رکھنے والا بھی اپنے چاروں طرف پھیلی ہوئی نشانیوں کو دیکھ لے گا۔ تو پکار اٹھے گا کہ بغیر خدائے واحد کے یہ سارا عظیم الشان نظام وجود میں نہیں آ سکتا۔ لیکن جو ہٹ دھرم کسی غرض سے قسم کھا کر بیٹھ گیا ہو کہ وہ مان کر نہیں رہے گا۔ تو اسے کوئی نشانی اور معجزہ بھی یقین دلانے کیلئے کافی نہیں ہو سکتا۔

پھر فرمایا کہ یہ خدا سے بے خوف لوگ آپ کے ساتھ جو بے ہودگیاں کر رہے ہیں آپ ان پر صبر کیجئے اور اپنے کام میں لگے رہئے خدا ان سے خود نمٹ لے گا۔ اور آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ آخرت کے بارے میں دلائل دیتے ہوئے فرمایا۔

جس طرح تم آپ سے آپ زندہ نہیں ہو گئے بلکہ ہمارے زندہ کرنے سے زندہ ہوئے ہو اسی طرح تم آپ سے آپ نہیں مر جاتے بلکہ ہمارے موت دینے سے مرتے ہو اور ایک وقت یقیناً ایسا آنا ہے جب تم سب بیک وقت جمع کئے جاؤ گے۔ اس بات کو تم اپنی نادانی اور جہالت سے آج نہیں مانتے تو نہ مانو، جب وہ وقت آ جائے گا تو تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ اپنے خدا کے حضور پیش ہو اور تمہارا پورا اعمال نامہ بغیر کسی کمی بیشی کے تیار ہے اور تمہارے ایک ایک کرتوت کی گواہی دے رہا ہے۔ اس وقت تم کو معلوم ہو جائے گا کہ عقیدہ آخرت کا یہ انکار اور اس کا یہ مذاق جو آج تم اڑا رہے ہو تمہیں کس قدر مہنگا پڑا ہے۔

☆ اکیسویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

بائیسویں تراویح کے چند اہم نکات

پارہ نمبر ۲۶ شروع

آج چھبیسویں پارے حٰمٓ کی تلاوت کی گئی۔ سب سے پہلے سورہ احقاف ہے جو ہجرت سے تین سال پہلے اس وقت نازل کی گئی جب کہ حضورﷺ طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ یہ نبوت کا دسواں سال تھا اسے عام الحزن یعنی رنج وغم کا سال کہتے ہیں کیونکہ اسی ایک سال میں حضورﷺ کے چچا جناب ابو طالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں کا انتقال ہوگیا جس کے بعد کفار قریش بہت دلیر ہوگئے اور آپﷺ کو تنگ کرنے لگے یہاں تک کہ گھر سے نکلنا دوبھر کر دیا۔ آخر کار آپﷺ مکہ سے طائف تشریف لے گئے کہ شاید وہاں کے تین بڑے سرداروں میں سے کوئی ایمان لے آئے مگر انہوں نے بھی آپ کی کوئی بات نہیں مانی بلکہ آپ کے پیچھے غنڈے لگا دیئے اور وہ راستے کے دونوں طرف دور تک آپ پر آوازیں کستے گالیاں دیتے اور پتھر مارتے چلے گئے یہاں تک کہ آپ زخموں سے چور ہوگئے اور آپ کی جوتیاں خون سے بھر گئیں اس حالت میں آپ طائف کے باہر ایک باغ کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور اپنے رب سے فریاد کرنے لگے۔

''اے ارحم الراحمین! تو سارے ہی کمزوروں کا رب ہے اور میرا بھی، تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے؟ اس کے جواب میں حضرت جبرئیل علیہ السلام پہاڑوں کے فرشتے کو لے کر آئے اس نے عرض کیا'' آپ حکم دیں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر الٹ دوں'' آپﷺ نے فرمایا ''نہیں بلکہ میں امید رکھتا ہوں کہ ان کی نسل سے آنے والے اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی قبول کرلیں گے۔'' اس کے بعد آپﷺ چند روز تک نخلہ کے مقام پر ٹھہرے رہے آپﷺ پریشان تھے کہ مکہ کیسے واپس جائیں یہ خبر سن کر تو وہاں کے لوگ اور شیر ہوجائیں گے۔ انہی دنوں میں ایک رات آپﷺ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے کہ جنوں کا ایک گروہ ادھر سے گذرا انہوں نے قرآن سنا ایمان لائے اور واپس جا کر اپنی قوم میں اسلام کی تبلیغ شروع کر دی اللہ تعالیٰ نے نبیﷺ کو اس سورہ کے ذریعہ یہ خوشخبری سنائی کہ انسان چاہے آپ کی دعوت سے بھاگ رہے ہوں مگر بہت سے جن اس کے گرویدہ ہوگئے ہیں اور وہ اسے اپنی جنس میں پھیلا رہے ہیں ساتھ ہی کفار کو ان کی گمراہیوں کے نتائج سے آگاہ کیا اور فرمایا کبھی سوچا کہ اگر قرآن اللہ ہی کا کلام ہے تو اس کے انکار پر تمہارا انجام کیا ہوگا؟

پھر یہ واضح کیا کہ ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی کا شعور انسان کو خدا کے حقوق کے شعور کی طرف اور اُن کے حقوق کی عدم ادائیگی گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں چنانچہ فرمایا ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے اس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر اس کو جنا اور حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ گیا اب اگر وہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے جو اللہ نے اس کو اور اس کے والدین کو عطا کیں اور ایسے نیک عمل کرتا ہے جس سے خدا راضی ہو تو اس طرح کے لوگوں سے ہم ان کے بہترین اعمال کو قبول کرتے ہیں اور ان کی لغزشوں سے درگزر کر جاتے ہیں یہ جنتی لوگوں میں شامل ہوں گے اور جو نافرمان بن کر اپنے والدین سے جھگڑا کرتے ہیں خصوصاً اس بات پر کہ یہ والدین انہیں خدا کی اطاعت پر آمادہ کریں یہ وہ لوگ ہیں جن پر عذاب کا فیصلہ چسپاں ہو چکا ہے پھر جب یہ نافرمان آگ کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا تم اپنے حصے کی نعمتیں اپنی دُنیا کی زندگی میں ختم کر چکے اور تم نے ان کے مزے اڑالئے اب جو تکبر تم زمین پر بغیر کسی حق کے کرتے رہے جو نافرمانیاں تم نے کیں ان کے بدلے میں آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔

پس اے نبیﷺ! صبر کیجئے جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے اور ان کے معاملہ میں جلدی نہ کیجئے جس روز یہ لوگ اس چیز کو دیکھیں گے جس کا انہیں خوف دلایا جا رہا ہے تو انہیں یوں معلوم ہوگا کہ جیسے دُنیا میں وہ ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں رہے تھے قرآن کے ذریعے بات پہنچا دی گئی اب کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہوگا؟

سورہ محمد ﷺ میں اللہ نے بغیر کسی تمہید کے اعلان کر دیا کہ جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور اللہ کے راستے سے روکا۔ اللہ نے ان کے تمام اعمال ضائع کر دیئے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے۔ اس نے ان سے برائیاں دور کر دیں اور ان کا حال سنوار دیا پھر فرمایا جب ان کافروں سے تمہارے مقابلہ کی نوبت آئے تو ان کی گردنیں اڑا دو یہاں تک کہ ان کو اچھی طرح چور چور کر دو۔ جو زندہ پکڑے جائیں تو ان کو مضبوطی سے باندھ لو۔ پھر یا تو ان کو احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر۔ یہاں تک کہ جنگ بالکل ختم ہو جائے اللہ چاہتا تو خود ہی انتقام لے لیتا لیکن وہ چاہتا ہے کہ ایک کو دوسرے سے آزمائے۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے یعنی اس کے دین کی تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدم اچھی طرح جما دے گا۔ سورہ ختم کرتے ہوئے ہدایت دی کہ اللہ اور رسول ﷺ کے ہر حکم کی اطاعت کرو اگر اس میں کمزوری دکھائی تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے عزم و حوصلہ کے ساتھ آگے بڑھو تو بازی تمہاری ہے اللہ تمہارے ساتھ ہے اس لئے دُنیا کی محبت میں پھنس کر اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے جی نہ چراؤ یاد رکھو جو اللہ سے کنجوسی کرتا ہے وہ خود اپنی جان سے کنجوسی کرتا ہے خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں ہے وہ بالکل بے نیاز ہے تم اللہ کے محتاج ہو یہ تمہارا امتحان ہو رہا ہے اگر تم اس امتحان میں نا کام ہو گئے تو اللہ تمہاری جگہ دوسروں کو لے آئے گا جو تمہاری طرح نکمے نہیں ہوں گے۔

سورہ فتح بھی مدنی ہے پچھلی سورہ میں عزم و حوصلہ سے کام لینے پر سر بلندی اور دشمنوں کی ذلت کا وعدہ کیا تھا اس سورت میں اس وعدہ کو پورا کرنے کی واقعاتی شہادت پیش کی گئی ہے سورۃ کے شروع میں صلح حدیبیہ کا ذکر کیا گیا ہے جو بظاہر تو دب کر کی گئی تھی مگر حقیقت میں فتح مکہ کی تمہید تھی اس سورہ میں فتح اور غلبہ کی ان پیش گوئیوں اور بشارتوں کا بھی حوالہ دیا گیا ہے جو اس امت کیلئے اللہ نے توریت اور انجیل میں بیان فرمائی تا کہ اہل ایمان اور اہل کفر دونوں پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ جو کچھ ہوا، جو کچھ ہو رہا ہے، اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ اللہ تعالیٰ کی اسکیم میں پہلے سے شامل ہے اور یہ اسکیم پوری ہو کر رہے گی کسی کی طاقت نہیں ہے کہ اسے روک سکے۔ آیت ۱۸ ر میں ہے کہ اللہ ان مومنین (صحابہ) سے خوش ہو گیا جنہوں نے درخت کے نیچے آنحضور ﷺ سے بیعت کی تھی ان کے دلوں کا حال اللہ کو معلوم تھا اس لیے اللہ نے ان پر سکینت نازل فرمائی اور انعام میں ان کو قریبی فتح بخشی اور بہت مال غنیمت انہیں عطا فرمایا جسے وہ عنقریب حاصل کر لیں گے، اللہ زبردست اور حکیم ہے۔ بیعت رضوان میں شریک ہونے والے جان نثار صحابہ کی یہ پذیرائی اللہ تعالیٰ نے رہتی دُنیا تک تمام مسلمانوں کو بتائی نیز اشارہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں وہ دُنیا و آخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ چنانچہ سورہ کے آخری حصہ میں اعلان کیا جاتا ہے کہ وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول ﷺ کو اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں اس کے فضل اور خوشنودی کی طلب میں رکوع اور سجود میں سرگرم۔ ان کے یہ اوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں بھی، ان کی مثال یوں ہیکہ جیسے کھیتی ہو جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اسکو سہارا دیا پھر وہ سخت ہو گئی اور پھر وہ تنے پر کھڑی ہو گئی۔ اللہ نے اس مثال سے واضح فرمایا کہ غلبہ تو ضرور ہو گا مگر آہستہ آہستہ ظاہر ہو گا۔ ساتھ ہی تنبیہہ کی کہ یہ وعدہ ان میں سے ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ایمان اور عمل دونوں میں سچے اور پکے ہوں گے۔

سورۂ حجرات دراصل مسلمانوں کی بیان کردہ صفت ''آپس میں رحم دل ہیں'' کی تفسیر ہے۔ اس میں بتایا گیا ہیکہ محمد ﷺ کے کسی حکم پر کوئی مسلمان اپنی رائے کو مقدم کرنے کی کوشش نہ کرے۔ مسلمانوں کا معاملہ آپس میں اخوت یعنی بھائی چارہ پر ہونا چاہئے نہ کہ پارٹی اور گروہ بندی کی بنیاد پر۔ کسی کو اپنے سے کمتر سمجھنا، برے نام سے پکارنا اور غیبت کرنا دلوں میں نفرت پیدا کرنے کا سبب ہیں ان سے بچو۔ کسی کے عیبوں کی ٹوہ میں نہ لگو۔ اللہ کے ہاں عزت اور احترام کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ اسلام قبول کر کے اللہ پر احسان نہ جتاؤ۔ یہ تو اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں اسلام اور نیکی کی توفیق بخشی۔ اگر اسکا حق ادا کرو گے تو بھر پور صلہ پاؤ گے۔

اس سورہ میں بہت سے معاشرتی احکامات دیئے گئے ہیں (۱) اے ایمان والو اللہ و رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔ (۲) مومنو نبی ﷺ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو جیسا کہ تم آپس میں باتیں کرتے وقت کرتے ہو۔ (۳) نبی

ﷺ کی شان میں گستاخی سارے اعمال کے اکارت ہونے کا سبب بن سکتی ہے۔ (۴) جولوگ نبی ﷺ کے سامنے اپنی آواز پست رکھتے ہیں وہ پرہیز گار ہیں ان کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔ (۵) جولوگ نبی ﷺ کو کمروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر نادان ہیں کسی کو بھی کمرے کے پیچھے سے نہیں بلکہ داخلی دروازے سے پکارنا چاہیئے۔ پکارنے کے بعد آنے تک تھوڑا انتظار کرنا چاہیئے۔ (۶) مومنو جب کوئی فاسق کوئی خبر لے آئے تو تحقیق کرلیا کرو کہیں ایسا نہ ہو تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔ یہ آیت ولید بن عقبہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں آنحضور ﷺ نے بنو مصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا کسی وجہ سے وہ ڈر کر واپس آ گئے اور یہ خبر دی کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا۔ میرے قتل کے درپے رہے۔ آپ ﷺ یہ خبر سن کر ناراض ہوئے اور ان پر چڑھائی کی تیاری کی اتنے میں قبیلے کے سردار حارث بن ضرار آئے اور بتایا کہ ہمارے پاس زکوٰۃ لینے کوئی آیا ہی نہیں اس نازک موقع پر ذرا سی عجلت عظیم غلطی کا سبب بن جاتی۔ (۷) مسلمانوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ کی ذات موجود ہے ہر معاملہ میں اپنی بات نبی سے نہیں منوانا چاہیئے نہ ہی کسی بات پر اصرار کرنا چاہیئے۔ (۸) مؤمنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو بقیہ مسلمانوں کو تماشا نہیں دیکھنا چاہیئے۔ ان کے درمیان صلح وصفائی میں عدل سے کام لینا چاہیئے کہ اللہ عدل کو پسند فرماتا ہے جانب داری کو نہیں۔ (۹) مسلمان ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائیں ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔ (۱۰) عورتیں بھی عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔ (۱۱) کسی مسلمان بھائی کو طعنہ نہ دیا جائے اپنے بھائی کو طعنہ دینا اپنے آپ کو طعنہ دینا ہے۔ (۱۲) کسی کو بُرے لقب سے نہ پکارا جائے۔ مسلمان ہونے کے بعد بُرے القاب ونام رکھنا بہت بری بات ہے۔ (۱۳) بہت زیادہ گمان کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ (۱۴) ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہیں رہنا چاہیئے کہ اس سے آپس کا اعتماد متاثر ہوتا ہے۔ (۱۵) پیٹھ پیچھے کسی مسلمان کی برائی نہ کرنا چاہیئے ایسا کرنا مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔ (۱۶) تمام انسانوں کی اصل ایک ماں باپ ہیں۔ ذات برادریوں کی تقسیم صرف پہچان کے لیے ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے مکرم وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو۔ (۱۷) ایمان لانے کے بعد ایمان کا احسان جتانا صحیح نہیں جو ایمان لائے گا اس کا فائدہ اسی کو ہوگا۔ جو عمل کرے گا اللہ اس کو پورا پورا اجر دے گا۔ اللہ زمین وآسمان کی ہر پوشیدہ چیز کا علم رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب اس کی نگاہ میں ہے۔

سورۂ قٓ اور اسکے بعد ذاریات کے دو رکوع پڑھے گئے جن میں سورہ قٓ ہی کی بات کو بڑھایا گیا ہے ان میں قیامت اور حشر ونشر کو بیان کیا گیا ہے۔ قرآن نے جب لوگوں کو آگاہ کیا کہ مرنے کے بعد تمہیں ازسرِنو زندہ کیا جائے گا اور تمہیں اپنے رب کے آگے اپنے اعمال اور اقوال کا جواب دینا ہوگا۔ تو قریش کے لیڈروں کو یہ بات بڑی ناگوار گزری اور آج بھی لوگوں کو ناگوار گزرتی ہے۔ خاص طور پر مسلمان حکمرانوں کو فوراً کہتے ہیں انہیں آسمانوں کی پڑی ہے۔ زمین پر کیا ہو رہا ہے اسکی خبر نہیں کبھی کہتے ہیں انہیں مرنے کے بعد کی پڑی ہے۔ زندگی میں کیا ہو رہا ہے اس سے کوئی بحث نہیں۔ کہا گیا انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جسے دور سمجھ رہے ہیں وہ بہت قریب ہے موت آتے ہی پتہ چل جائے گا۔ یہ ہے وہ چیز جس سے تم بھاگتے تھے۔ اسی طرح کہا جسے تم ناممکن سمجھ رہے ہو کہ مرنے کے بعد سب مٹی میں گل سڑ جاتے ہیں تو مرنے کے بعد زمین ان کے اجزاء کو ہضم کر لیتی ہے۔ اللہ کو ان سب اجزاء کا پتہ ہے۔ اور لوگوں کے اقوال واعمال کا ریکارڈ محفوظ رکھنے کیلئے اس کے پاس ایک رجسٹر بھی ہے کیا یہ نہیں دیکھتے کہ جس قوم پر بھی ہلاکت آتی ہے اسکے لیڈر تباہ اور عوام تتر بتر کردیئے جاتے ہیں (اور اب تو یہ روز ہر جگہ ہو رہا ہے) یاد رکھو لوگوں کے نزدیک حساب کتاب کے دن کا آنا کتنا ہی دشوار ہو مگر اللہ کے لیے اتنا ہی آسان ہے جتنا تمہارے لیے کوئی لفظ منہ سے نکال دینا۔

☆ بائیسویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

تئیسویں تراویح کے چند اہم نکات

پارہ نمبر ۲۷ شروع

آج کی تراویح میں ستائیسویں پارہ قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ کی تلاوت کی گئی۔

سورۂ ذاریات کی بقیہ آیات میں اپنی شان وشوکت پر مغرور قوموں کی ہلاکت کے واقعات بیان کرنے کے بعد قرآن کا اصل پیغام دہرایا گیا ہے۔اور لوگوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ ان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اللہ نے انہیں کیوں پیدا کیا ہے؟ جبکہ بعض فلسفی کہتے ہیں کہ اللہ اپنی قوتوں کا ظہور چاہتا تھا کہ لوگ اسکی طرح طرح کی مخلوقات دیکھکر اسکی تعریف کریں اور وہ خوش ہو۔جیسا کہ اوچھا انسان چاہا کرتا ہے یا وہ تماشہ دیکھنا چاہتا ہے؟ نہیں! (نعوذ باللہ) فرمایا: میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اسلیئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں، عبادت کریں، نہ میں ان سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ رزق کا سامان کریں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں پلائیں، بلاشبہ اللہ ہی روزی دینے والا ہے اور قوت ساری کی ساری اسی کے پاس ہے۔

کیا نقشہ کھینچا ہے یہاں۔بڑے بڑے شعبدہ باز اور ہنر مند اپنی کاریگری اس لئے دکھاتے ہیں کہ بعد میں دیکھنے والوں اور تماش بینوں سے پیسے وصول کریں جن سے اپنی زندگی کی ضروریات پوری کرسکیں۔کم بختوں نے اللہ کو بھی ایسا ہی سمجھ رکھا ہے کہ ہم سے نعوذ باللہ عبادت کا مطالبہ اپنی ضرورت کیلیئے کررہا ہے نہیں، نہیں وہ تو بے نیاز ہے۔وہ تو عبادت کا مطالبہ خود تمہاری بھلائی، تمہاری نجات اور اپنے یہاں تمہارے درجات کو بلند کرنے کیلیئے کررہا ہے۔اسے ان چیزوں کی کیا حاجت؟

سورہ طور میں عذاب کے پہلو کو زیادہ نمایاں کیا گیا ہے اور واضح طور پر دھمکی دی گئی ہے کہ بیشک تیرے رب کا عذاب ہو کے رہے گا اور کوئی بھی اس کو دفع نہیں کرسکے گا۔فرمایا! کہ رات، زمین آسمان اور سمندر سب بار بار گواہی دے چکے ہیں جب عذاب آتا ہے تو کوئی ٹالنے والا نہیں ہوتا اس کے بعد محمد ﷺ اور اہل ایمان کی ہمت افزائی کرتے ہوئے کہا بس تم یاددہانی کرتے رہو اپنے رب کے فضل سے نہ تم کوئی کاہن ہو نہ کوئی دیوانے۔کیا یہ کہتے ہیں یہ تو بس ایک شاعر ہے جس کیلیئے ہم کسی گردش کا انتظار کررہے ہیں جو اس سے ہمارا پیچھا چھڑادے۔ان سے کہد و تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

اب انہیں سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔اگر یہ عذاب کو آسمان سے اترتا دیکھ لیں گے تب بھی یہی کہیں گے" یہ تو بادل ہیں جو ابر کرم بن کر ہمارے کھیتوں پر برسنے والے ہیں حالانکہ وہ انہیں تہس نہس کرنے والے ہوں گے۔جیسا کہ ثمود کے ساتھ ہوا۔اب انہیں انکے حال پر چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن کو پہنچ جائیں جب مار گرائے جائیں گے۔اے نبی ﷺ، اپنے رب کا فیصلہ آنے تک صبر کرو تم ہماری نگاہ میں ہو۔تم جب اٹھو تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو رات میں بھی اور سورج کے زوال اور غروب کے وقت بھی۔

سورہ نجم میں شفاعت کے متعلق کافروں کے غلط تصور کی تردید کی گئی ہے اگر شفاعت کا یہ تصور لیا جائے کہ جن ہستیوں سے ہمارا تعلق ہو گیا ہے اب ہم چاہے کچھ بھی کریں وہ اللہ کی پکڑ اور عذاب سے ہمیں ضرور چھڑالیں گی۔تو یہ سارا نظام کتابیں اتارنے کا' رسولوں کے بھیجنے کا اور عذاب سے ڈراوے دینے کا' سب بیکار ہوجاتا ہے۔جب ان معبودوں کی خوشامد اور تعلق سے بڑے بڑے مجرم اور گناہ گار بخش دیئے جائیں گے اور انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا تو پھر یہ تقویٰ اور نیکی کے چکر میں پڑنے والے کدھر سے عقل مند ٹھہرتے ہیں کہ دُنیا کے مزے اور عیاشیوں سے محروم رہیں۔ مصیبتیں اور مشقتیں برداشت کریں اور پھر بھی انہیں کے برابر ہوجائیں جنہوں نے اس دُنیا میں مزے اڑانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

آسمانوں میں بیشمار فرشتے ہیں جو اللہ کی بڑی متبرک مخلوق ہیں کہ پل بھر کیلیئے اس کی تسبیح سے غافل نہیں ہوتے۔اس کی نافرمانی کا شائبہ بھی ان میں نہیں ہے مگر ان کی سفارش بھی کسی کو اللہ کی پکڑ سے نہیں بچاسکے گی۔ہاں اللہ جس کو چاہے گا اور جس کیلیئے چاہے گا اسکو سفارش کی اجازت دیگا۔پس شفاعت کا سرا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوا' تمہاری مرضی میں نہیں۔

جو لوگ عام طور پر اپنی خیرات اور بعض نیکیوں پر غرور کر کے اپنے کو بڑا متقی اور پاکیزہ سمجھتے ہیں اور اسکی بناء پر حق کی دعوت دینے والوں کو کچھ خاطر میں نہیں لاتے۔ انہیں متنبہ کیا وہ تم کو خوب جانتا ہے جب کہ اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں خون کی شکل میں رہے تو اپنے کو پاکیزہ مت ٹھہراؤ۔ وہ ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جنہوں نے واقعی میں تقویٰ اختیار کر رکھا ہے۔

جو لوگ حضرت موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام سے نسل یا نام کے تعلق کی بنا پر غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ انہیں متنبہ کیا کہ ان سے زبانی کلامی تعلق تمہارا بوجھ ہلکا نہیں کر سکتا۔ ان پیغمبروں کے ذریعہ بھیجے جانے والے صحیفوں میں پہلے ہی لکھ دیا گیا ہے۔ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا اور انسان کیلئے وہی کچھ ہے جو اس نے کمائی کی ہوگی اور یہ کہ اسکی کمائی عنقریب ملاحظہ کی جائے گی پھر اسکو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

سورہ القمر میں آگاہ کیا کہ عذاب کی گھڑی سر پر آ گئی ہے اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔ مگر یہ پھر بھی نہیں مانتے یہ کوئی سی بھی نشانی دیکھیں یہی کہیں گے کہ یہ تو جادو ہے حقیقت میں یہ کسی دلیل اور ثبوت کے پیرو نہیں بلکہ اپنی خواہشوں کے غلام ہیں۔ اب یہ تمہاری پکار سننے والے نہیں انکا معاملہ اُس پکارنے والے پر چھوڑ دو۔ جو انکو جہنم کیلئے پکارے گا اور پھر یہ اپنی قبروں سے اس طرح نکلیں گے جیسے پراگندہ ٹڈیاں برآمد ہوتی ہیں۔ اس سورہ میں بار بار اس بات کو دہرایا گیا ہے کہ ہم نے قرآن کو آسان بنا دیا ہے۔ تو ہے کوئی اس سے نصیحت حاصل کرنے والا۔ (بدقسمتی سے ہمارے یہاں یہ بات پھیلائی گئی ہے کہ اس پر تو ستر پردے پڑے ہوئے ہیں یہ ہر ایک کی سمجھ میں کہاں آ سکتا ہے)

سورہ کے اخیر میں فرمایا ہم نے ہر چیز ایک تقدیر (مقدار) کے ساتھ پیدا کی ہے بے مقصد نہیں ہر چیز کی ایک تقدیر ہے مقررہ وقت پر بنتی ہے اور ختم ہوتی ہے دُنیا کا بھی یہی معاملہ ہے ایک وقت ایسا آئے گا جب اسے ختم ہونا ہے کسی کام کے لیے ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہمارا حکم بس ایک ہی حکم ہوتا ہے اور پلک جھپکاتے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ تم جیسے بہت سوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں پھر ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا، جو کچھ انہوں نے کیا وہ سب ریکارڈ میں محفوظ ہے۔ ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہے لوگ اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ ان کا کیا دھرا کہیں غائب ہو گیا ہے نہیں، ہر شخص ہر گروہ اور ہر قوم کا پورا ریکارڈ محفوظ ہے اور وقت آنے پر وہ سامنے آئے گا۔

سورہ رحمٰن میں اس بات کو بار بار دہرایا گیا ہے کہ اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ہے کہ اس نے تمہاری تعلیم کیلئے قرآن اتارا۔ جب اللہ نے تم کو بولنے کی صلاحیت دی ہے تو تم بات سمجھ بھی سکتے ہو۔ اس اعلیٰ صلاحیت کا حق ہے کہ اسی صلاحیت کو تمہاری تعلیم کا ذریعہ بنایا جائے نہ کہ عذاب کے ڈنڈے کو لیکن تمہاری بدبختی ہے کہ تم اس نعمت سے فائدہ اٹھانے کی بجائے تباہی کی نشانی مانگ رہے ہو۔

سورہ واقعہ میں بتایا کہ تمہیں لازماً ایسے جہاں سے سابقہ پیش آنا ہے جس میں عزت وذلت کے پیمانے اور معیار ان پیمانوں اور معیاروں سے بالکل مختلف ہونگے جو اس جہاں میں عام طور سے استعمال ہوتے ہیں وہاں عزت وسرفرازی انھیں حاصل ہوگی جنھوں نے ایمان اور عمل صالح کی کمائی کی ہوگی ایسے لوگ مقربین اور اصحاب الیمین (دائیں ہاتھ والوں) کا درجہ پائیں گے جنت کی تمام کامیابیاں اور عیش وآرام انہیں کے حصہ میں آئیں گے رہے وہ جو اس دُنیا ہی کے عیش اور مزوں میں مگن ہیں وہ اصحاب الشمال ہوں گے۔ ان کو دوزخ میں ابدی عذاب سے سابقہ پیش آئے گا۔

اللہ نے کئی سوالات کر کے غور کرنے کی دعوت دی ہے۔ کبھی تم نے غور کیا ہے یہ نطفہ جو تم ڈالتے ہو اس تخلیق (بچہ) کو تم بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔ ہم نے تمہارے درمیان موت رکھی ہے اور ہم اس بات سے کمزور نہیں ہیں کہ تمہاری شکلیں بدل دیں اور کسی اور شکل میں پیدا کر دیں جس کو تم نہیں جانتے۔ اپنی پہلی پیدائش کو تو تم جانتے ہی ہو پھر کیوں سبق نہیں لیتے۔ کبھی تم نے سوچا یہ بیج جو تم بوتے ہو اس سے کھیتیاں تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں ہم چاہیں تو ان کھیتوں کو بھوسا بنا کر رکھ دیں اور تم باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہمیں نقصان ہو گیا، ہمارے نصیب پھوٹے ہیں۔ کبھی تم نے سوچا جو پانی تم پیتے ہو اسے تم نے بادل سے برسایا ہے یا اس کے برسانے والے ہم ہیں۔ ہم چاہیں تو اسے کھارا پانی بنا دیں پھر کیوں تم شکر گزاری نہیں کرتے۔ کبھی تم نے خیال کیا جو آگ تم جلاتے ہو اس کا درخت (یا ایندھن) تم نے پیدا کیا یا اس کے پیدا کرنے والے ہم

ہیں ہم نے اس کو قابل عبرت بنایا حاجت مندوں کی ضرورت کا سامان بنایا پس اے نبی رب عظیم کی تسبیح کرتے رہیے۔

خاتمہ پر قریش کو متنبہ کیا کہ یہ قرآن اللہ کا باعزت کلام ہے جو شیاطین کی مداخلت سے بالکل محفوظ ہے۔ اسکو صرف پاکیزہ ہی ہاتھ لگاتے ہیں تو کیا تم لوگ اس کلام سے منہ پھیر رہے ہو جو حقیقی ہدایت ہے۔ یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے پھر کیا اس کلام کے ساتھ تم بے توجہی کرتے ہو تم نے اس کو جھٹلانے کا مشغلہ اپنا رکھا ہے اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو اور اپنے خیال میں سچے ہو تو بتاؤ جب مرنے والے کی جان حلق میں اٹکتی ہے اور تم ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہتے ہو اس وقت تمہاری نسبت ہم اس سے زیادہ قریب ہوتے ہیں مگر تم کو نظر نہیں آتے تو اس وقت اس کی نکلتی ہوئی جان کو واپس کیوں نہیں لے آتے۔ مرنے والا اگر نیک ہے تو وہ راحت، عمدہ رزق اور نعمت بھری جنت میں ہوگا۔ اگر جھٹلانے والا گمراہ ہے تو اس کے لیے کھولتا پانی ہے اُسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا یہ بات ہو کر رہے گی پس اے نبی ﷺ اپنے رب کی تسبیح کیجئے۔

سورۃ الحدید میں مسلمانوں کو خطاب کر کے ان کو سابقون الاولون کی صف میں اپنی جگہ بنانے پر اُبھارا ہے یعنی وہ جو حق پہنچتے ہی سب سے آگے بڑھ کر اسے قبول کرتے ہیں۔ اور اس کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ جس زمانہ میں حق مغلوب ہے اور اسکے غالب آنے کا دور دور پتہ نہیں، اسی زمانے میں اپنی جان اور مال اسکے لیے کھپا دو۔ ایسے لوگوں کا مرتبہ ان سے کہیں اونچا ہوگا جو حق کو غالب آتا دیکھ کر اس کیلئے خرچ کریں یا جانیں سپرد کریں گے۔ اگرچہ اللہ کا وعدہ دونوں سے اچھا ہے مگر اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے دونوں میں بڑا فرق ہے۔

تمام مسلمانوں کو خطاب کر کے کہا اگر دُنیا کی محبت میں پھنس کر تم نے آخرت کی ابدی بادشاہی حاصل کرنے کا حوصلہ کھو دیا تو یہود کی طرح تمہارے دل بھی سخت ہو جائیں گے اور تمہارا انجام بھی وہی ہوگا جو ان کا ہوا۔ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے اور اللہ اس کو کئی گنا کر کے اُسے لوٹا دے قیامت کے دن مومنین کے آگے پیچھے نور دوڑ رہا ہوگا۔ انہیں جنت کی خوش خبری دی جائے گی یہ بڑی کامیابی ہے منافقین اندھیرے میں کہیں گے کہ ہمیں بھی تھوڑی سی روشنی دے دو جواب ملے گا پیچھے ہٹ جاؤ ان کے درمیان دیوار حائل ہوگی ایک طرف رحمت دوسری طرف عذاب ہوگا وہ مومنوں کو پکار کر کہیں گے ہم تو دُنیا میں تمہارے ساتھ تھے وہ کہیں گے مگر تمہیں شک تھا جھوٹی توقعات میں پڑے رہے دھوکے باز نے تمہیں دھوکے میں رکھا۔ آج تم سے اور کافروں سے کوئی فدیہ نہ لیا جائے گا تمہارا ٹھکانا جہنم ہے۔ کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھل جائیں اور حق کے آگے جھک جائیں۔ مسلمانوں کو اُن کی طرح نہیں ہونا چاہیئے جنہیں کتاب دی گئی پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں اکثر فاسق ہو گئے۔ افسوس کہ مسلمان آج انہیں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ ان لوگوں کے خیال کی تردید کی گئی ہے جو مذہب کے رہبانی تصور کے تحت جہاد اور اس کے لیے خرچ کرنے کو دُنیا داری سمجھتے تھے اور مسلمانوں کو جہاد کے شوق پر لعن طعن کرتے تھے۔ فرمایا: بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل و ہدایات کے ساتھ بھیجا ان کے ساتھ کتاب اور شریعت اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہو سکیں۔ اور لوہا بھی اتارا جس میں بڑی قوت ہے اور لوگوں کیلئے دوسرے بہت سے فائدے بھی ہیں۔ اور اس سے اللہ نے یہ بھی چاہا کہ وہ ان لوگوں کو نمایاں کردے جو بے دیکھے اللہ اور اسکے رسولوں کی مدد کرتے ہیں۔ یعنی لوہے کی طاقت سے ان کے دین کو قائم کرتے ہیں۔ بیشک اللہ بڑا ہی زور آور اور غالب ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی امت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا عیسیٰ بن مریم اور ان لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے اللہ کی پیروی کی رافت اور رحمت رکھی اور رہبانیت انہوں نے خود ایجاد کرلی ہم نے تو ان پر صرف اللہ کی خوشنودی کی طلب فرض کی تھی تو انہوں نے اسکے حدود جیسا کہ ملحوظ رکھنے چاہیئے تھے نہیں رکھے۔

☆ تیئسویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

چوبیسویں تراویح کے چند اہم نکات

پارہ نمبر ۲۸ شروع

سورہ مجادلہ میں ایک خاندان کو پیش آنے والی مشکل کا حل بتاتے ہوئے سبق دیا گیا ہے کہ اگر کسی کو اسلام کے کسی حکم کے سبب زندگی میں کوئی مشکل پیش آئے تو اس کو نہایت خلوص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے عرض کرے امید ہے کہ اس کی مشکل حل ہونے کی راہ نکل آئے گی۔ نبی ﷺ کے بعد یہی کام ان خدا ترس علماء فقہا کے ذریعہ پورا ہو سکتا ہے جو عوام کی مشکلات کو سمجھنے اور حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں وہ عملی مثال یہ ہے کہ ایک خاتون کے شوہر نے ایک دفعہ غصہ میں یہ کہہ دیا کہ اگر میں تمہیں ہاتھ لگاؤں تو ایسا ہے جیسے میں نے اپنی ماں کو ہاتھ لگا یا عربوں میں ان الفاظ سے طلاق ہو جاتی تھی اور میاں بیوی میں لازماً جدائی ہو جاتی تھی چنانچہ خاتون بہت پریشان ہوئیں کہ ادھیڑ عمر میں شوہر اور بچوں سے جدا ہو کر کہاں جائیں گی۔ انہوں نے سارا معاملہ حضور ﷺ سے آ کر بیان کر دیا اور بڑی عاجزی سے درخواست کی کہ اس کا کوئی حل نکالیں مگر اس وقت تک وحی سے ایسی بات کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں آیا تھا اس لئے آپ خاموش رہے۔ خاتون بار بار توجہ دلاتی رہیں، آخر میں وحی نازل ہوئی کہ اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تم سے جھگڑتی تھی تم میں جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں تو اس کہنے سے وہ مائیں نہیں بن جاتیں البتہ اس طرح کے لوگ ایک ناگوار اور جھوٹی بات کہتے ہیں اب اگر وہ پلٹنا چاہیں تو انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے کفارہ کے طور پر ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ اگر غلام میسر نہ ہو تو لگاتار دو ماہ کے روزے رکھیں اور اس کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں۔ اس کے بعد چند ضروری مجلسی آداب کی تلقین کی گئی ہے۔ فرمایا آپ کو خبر نہیں ہے کہ زمین آسمانوں کی ہر چیز کا اللہ کو علم ہے جہاں کہیں تین آدمی گفتگو کرتے ہیں چوتھی ذات اللہ کی ہوتی ہے۔ جب پانچ ہوتے ہیں چھٹی اللہ کی ذات ہوتی ہے۔ خفیہ بات کرنے والے اس سے کم ہوں یا زیادہ وہ جہاں کہیں ہوتے ہیں اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر قیامت کے روز اللہ ان کو بتا دے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا۔ اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے جیسا کہ رسول ﷺ اور اس خاتون کے درمیان گفتگو ہوئی، اللہ نے سن لیا اور اس کے متعلق احکامات نازل فرمائے البتہ سرگوشی سے منع کیا گیا خاص طور پر یہ کہ گناہ، ظلم وزیادتی اور رسول کی نافرمانی کیلئے سرگوشیاں اللہ کے نزدیک کفر کی بات ہے ایسی باتیں یا حرکتیں بھی نہیں کرنی چاہئیں جن سے لوگوں کیلئے تنگ دلی کا اظہار ہو یا تکلیف پہنچے۔

سورہ حشر میں منافقین سے خطاب ہے انہیں آگاہ کیا گیا کہ وہ ان واقعات سے سبق لیں۔ جن دشمنوں کو وہ ناقابل تسخیر سمجھتے تھے یعنی مدینہ کے یہود، اللہ نے کس طرح وہ حالات پیدا کر دیئے کہ وہ خود ہی اپنے گھر اجاڑ کر مدینہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور کوئی بھی ان کے کام نہ آ سکا۔ مسلمانوں سے کہا گیا اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو فکر مند رہنا چاہیئے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان تیار کیا ہے تم ہر حال میں اس سے ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ تمہارے سارے اعمال سے باخبر ہے ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں خود اپنا نفس بھلا دیا یہی لوگ نافرمان ہیں۔ جنتی اور دوزخی برابر نہیں ہو سکتے۔ جنت میں جانے والے ہی اصل میں کامیاب ہیں۔ ساتھ ہی ان کے دلوں میں نرمی پیدا کرنے کیلئے بتایا کہ یہ قرآن وہ چیز ہے کہ اگر پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو وہ بھی اللہ کی خشیت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اگر یہ بھی تمہارے دلوں پر اثر نہیں کر رہا تو گویا تمہارے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو چکے ہیں اور تم خود کو سنگدلی کی سزا کے مستحق بنا رہے ہو۔

سورہ الممتحنہ میں ان مسلمانوں سے خطاب ہے جنہوں نے ہجرت کے تقاضوں کو اچھی طرح نہیں سمجھا انہیں بتایا کہ ہجرت اس طرح ہوتی ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی تھی کہ پچھلے ماحول سے بالکل تعلقات توڑ کر صرف اللہ اور اس کے رسول سے وابستہ ہو جاؤ میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم ان سے محبت کی پینگیں بڑھاتے ہو جو چاہتے ہیں کہ تم الٹے کافر ہو جاؤ تمہارے رشتے ناطے اور آل اولاد قیامت کے دن کچھ بھی تمہارے کام نہیں آئیں گے پھر یہ وضاحت کی کہ کافروں سے دلی دوستی رکھنے کو منع کیا جا رہا ہے۔ خصوصاً ان سے جنہوں نے تم

سے دین کے معاملہ میں جنگ کی ہو اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے دین کے معاملہ میں نہ تم سے جنگ کی ہے اور نہ تم کو گھروں سے نکالا ہے۔ اسی طرح یہ بھی اعلان کیا گیا کہ مسلمان عورت کا کافر مرد سے اور مسلمان مرد کا مشرک عورت سے نکاح حلال نہیں۔ پھر ہدایت کی کہ جو عورتیں اسلام قبول کریں ان سے آپ بڑی بڑی برائیوں سے بچنے کا عہد لیں جو اس وقت عرب معاشرے میں پھیلی ہوئی تھیں۔

سورہ صف میں ان مسلمانوں سے خطاب ہے جو پیغمبر ﷺ سے اطاعت گزاری کا عہد کر چکنے کے بعد اللہ کی راہ میں جہاد سے جی چرار ہے تھے ان کو متنبہ کیا گیا کہ اگر اطاعت کا عہد یعنی کلمہ پڑھنے کے بعد تمہاری یہی روش رہی تو تمہارا بھی وہی حال ہوگا جو یہودیوں کا ہوا کہ اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے اور ہمیشہ کیلئے ہدایت سے محروم کر دیئے گئے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس آئے تو معجزات کے باوجود ان کا انکار کر دیا اور اب اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں۔ حالانکہ اسلام ان کی اور مشرکین کی مرضی کے خلاف اس سرزمین میں سارے دینوں پر غالب آ کر رہے گا۔ کمزور مسلمانوں کو صحیح راہ اختیار کرنے کی تلقین کی کہ دین کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرو کامیابی کی یہی راہ ہے۔ آخرت میں بھی اور دُنیا میں بھی اللہ کی مدد اور اس کی فتح سے ہمکنار ہو گے جو اَب آنے ہی والی ہے اور جو تمہاری تمنا بھی ہے۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے ساتھ ہوا تھا کہ انہیں اللہ کے راستے میں پکارا گیا تو انہوں نے لبیک کہا۔

سورہ جمعہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کی طرف اشارہ کر کے مشرکین مکہ پر واضح کیا کہ نبی ﷺ کی بعثت کی شکل میں اللہ نے جس عظیم نعمت سے ان کو نوازا ہے اس کی قدر کریں اور یہودیوں کی سازشوں کا شکار ہو کر اپنے کو اس فضل عظیم سے محروم نہ کریں۔ جن یہودیوں کو توریت دی گئی مگر انہوں نے اس کا بار نہ اُٹھایا ان کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں اس سے بھی زیادہ بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اس آیت میں بہت بڑی بات کہی گئی کہ اگر توریت دی گئی اور وہ اس پر عمل نہ کر سکے یا پڑھنا نہیں چاہتے ان کی مثال گدھے پر لدی کتابیں جیسی ہے کہ گدھا ناواقف ہوتا ہے کہ اس کی پیٹھ پر کیا لدا ہوا ہے اگر یہ مثال یہودیوں پر صادق آتی ہے تو کیا ان مسلمانوں پر صادق نہیں آتی جو قرآن نہیں پڑھتے نہ اس پر عمل کرتے ہیں۔ آخر ان پر بھی تو یہ کتاب اتاری گئی اور وہ بھی گدھے کی طرح اسے اُٹھائے ہوئے ہیں مگر انہیں نہیں معلوم کہ اس کتاب کے اندر کیا ہے۔ جمعہ کی اذان ہوتے ہی نماز کی طرف دوڑنے کا حکم دیا گیا ہے اور خرید فروخت ممنوع قرار دی گئی اور اس عمل کو تجارت سے بہتر قرار دیا گیا البتہ نماز کے بعد پھر کاروبار کرنے کی اجازت ہے اللہ کا فضل تلاش کرنے کا حکم ہے۔ ساتھ ہی کثرت کے ساتھ خدا کی یاد بھی ہونی چاہئے۔ پھر مسلمانوں کے ایک گروہ کو ملامت کی کہ اس نے دُنیاوی کاروبار کے لالچ میں جمعہ اور رسول اللہ ﷺ کا احترام ملحوظ نہیں رکھا اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے اس سودے کی حقیقت کو نہیں سمجھا جو انہوں نے کلمہ پڑھ کر اپنے رب سے کیا ہے۔

سورہ منافقون کے پہلے رکوع میں منافقین کا کردار بتایا ہے کہ قسمیں کھا کھا کر اپنا ایمان جتاتے ہیں حالانکہ ایمان قسمیں کھا کر جتانے کی نہیں بلکہ عمل کر کے دکھانے کی چیز ہے مگر ان کا یہ حال ہے کہ دُنیا کی محبت میں گرفتار ہیں دوسرے رکوع میں مسلمانوں کو متنبہ فرمایا گیا ہے کہ وہ مال و اولاد کی محبت میں پھنس کر اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوں اگر آج انہوں نے اللہ کی راہ میں مال خرچ نہ کئے تو مرتے وقت پچھتانے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا گویا منافقت کا جو اصل سبب ہے اس سے بچنے کی تاکید کی ہے۔

سورہ تغابن میں بتایا گیا کہ اس دُنیا کی زندگی ہی کل زندگی نہیں بلکہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے جو لازماً آ کر رہے گی اور یہ فیصلہ وہیں ہونا ہے کہ اس دُنیا میں آ کر کون ہارا اور کون جیتا پس جو آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کا حوصلہ رکھتا ہو اس پر واجب ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کی راہ میں ہر قربانی کیلئے تیار رہے اور کسی کی ملامت یا نصیحت کی پرواہ نہ کرے۔

آج کی تراویح میں آخری سورتیں طلاق اور تحریم ہیں دونوں میں بتایا گیا ہے کہ نفرت اور محبت دونوں طرح کے حالات میں صحیح رویہ کیا ہے۔

چنانچہ سورہ طلاق میں بتایا ہے کہ اگر بیوی سے کسی وجہ سے اختلاف اور نفرت پیدا ہو جائے تو اس کے معاملہ میں کس طرح اللہ کی حدود کی پابندی کرنی چاہیئے اور سورہ تحریم میں یہ واضح کیا کہ محبت میں کس طرح اپنے آپ کو اور بیویوں کو حدود الٰہی کا پابند رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ میاں بیوی کے رشتے ہی پر تمام معاشرت کی بنیاد ہے اور ہر شخص کو اس سے سابقہ پیش آتا ہے۔ لیکن اس رشتہ کی نازک حدود کا اول تو سب کو احساس نہیں ہوتا اور جن کو ہوتا بھی ہے وہ بھی نفرت یا محبت کی ہلچل میں ان کو ٹھیک ٹھیک ملحوظ نہیں رکھتے۔ جدائی میں شریعت کے تمام احکام پس پشت ڈال دیئے جاتے ہیں اسی طرح محبت کی شدت میں خدا کے احکام کو اس محبت پر قربان کر دیا جاتا ہے۔ یہ دونوں باتیں شریعت سے انحراف کی ہیں جن کا نتیجہ آخرت کی تباہی ہے۔

سورہ طلاق میں اس بات کی بھی وضاحت کی گئی کہ اگر کسی کو طلاق دینے کی نوبت آ جائے تو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بیوی کو طلاق کے دو کلمے کہہ کر فوراً گھر سے نکال دے بلکہ اس کو اللہ کے مقرر کئے گئے قاعدوں اور ضابطوں کی پابندی کرنی چاہیئے اور یہ پابندی ہر غریب اور امیر سب کیلئے لازمی ہے جو لوگ غریب ہونے کے باوجود ان احکام کی پابندی کریں گے یعنی عدت کے زمانے میں ان کا خرچ اٹھانا، اسی مکان میں رہنے دینا وغیرہ اللہ ان کی مشکل آسان فرما دے گا اور جو مال کی محبت میں حدود کو توڑیں گے وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑیں گے بلکہ خود ہی گناہ گار ہوں گے۔

فرمایا اے نبی ﷺ جب آپ یا آپ کی امت عورتوں کو طلاق دے تو عدت شروع کرنے کے لیے صحیح وقت میں طلاق دے اور عدت شمار کرتا رہے ان کو گھروں سے نہ نکالے وہ خود بھی نہ نکلیں اِلاّ یہ کہ وہ کسی صریح برائی میں مبتلا ہوں۔ یہ اللہ کی حدود ہیں جو ان کو توڑے گا وہ ظالم ہوگا۔ عدت پوری ہو جائے تو یا تو انہیں بھلے طریقے سے اپنے نکاح میں رکھے یا بھلے طریقے سے ان سے جدا ہو جائے جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لیے کوئی نہ کوئی راستہ نکالے گا اُسے ایسی جگہ سے روزی دے گا جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ جو اللہ پر بھروسہ کرے اللہ اس کے لیے کافی ہے اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے اُس نے ہر چیز کی ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے۔ جن عورتوں کا حیض آنا بند ہو جائے یا جنہیں ابھی حیض آیا ہی نہیں ان کی عدت تین ماہ ہے اور حاملہ کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے معاملے کو آسان فرماتا ہے۔ تم جہاں رہتے ہو عورتوں کو وہیں رکھو انہیں تنگ کرتے ہوئے نہ ستاؤ اگر حاملہ ہوں تو پیدائش تک ان پر خوشی خوشی خرچ کرو، دودھ پلائیں تو انہیں ان کا معاوضہ دو۔ بھلے طریقے سے سب طے کر لو۔ خوشحال آدمی اپنی خوشحالی کے مطابق اور غریب سے جو کچھ ہو سکے خرچ کرے اللہ اتنی ہی تکلیف دیتا ہے جتنی بندے کی وسعت ہے بعید نہیں کہ تنگی کے بعد فراخی عطا فرمائے۔ سورہ تحریم میں یہ بتایا ہے کہ محبت کے غلبے کے باوجود کس طرح اللہ کی حدود کی حفاظت کرنی چاہیئے چنانچہ نبی ﷺ کا احتساب' اللہ تعالیٰ نے ایسے فعل پر کیا جو اگر چہ اس لئے ظاہر ہوا تھا کہ کمزوروں پر نرمی اور بیویوں سے دلداری کی جائے لیکن اللہ نے اس پر بھی گرفت کر لی کیونکہ اللہ کا رسول تمام امت کیلئے نمونہ ہوتا ہے۔ فرمایا "اے نبی ﷺ! تم اپنی بیویوں کی دلداری میں وہ چیز کیوں اپنے اوپر حرام کر بیٹھے جو اللہ نے تمہارے لئے جائز کی ہے۔ اسی طرح جب نبی ﷺ نے اپنی ایک بیوی سے ایک راز کی بات کی اور انہوں نے اس کی خبر دوسری کو کر دی تو اللہ نے ان کی اس حرکت سے پیغمبر ﷺ کو آگاہ فرما دیا اور بیویوں کو خطاب کر کے کہا کہ اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرو تو یہی بات تمہارے شایان شان ہے"۔ یہاں گرفت اس بات پر کی گئی ہے کہ محبت کے اندر بھی اللہ اور رسول کی بتائی ہوئی حدود کا خیال رکھنا چاہیئے پھر عام مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ تم بھی اپنے آپ کو اپنے بال بچوں کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کرو۔ پھر اللہ نے چار عورتوں کی مثال دے کر سمجھایا ہے کہ برے سے برے ماحول میں بھی آدمی پر اپنے ایمان کی حفاظت واجب ہے۔ اس کیلئے اللہ نے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ ،حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیویوں کی مثالیں دی ہیں کہ پہلی دو عورتوں نے اپنے ایمان کی حفاظت کی اور اللہ کے ہاں بڑا درجہ پایا تیسری و چوتھی عورت نے ایمان کے تقاضے پورے نہیں کئے تو عذاب کا نشانہ بنی حالانکہ نبی کی بیوی تھی ساتھ ہی یہ بات بھی واضح کر دی کہ عورت بھی اپنی پیدائش کے لحاظ سے نیکی اور بدی کے جذبات اور میلانات رکھتی ہے یہ صحیح نہیں ہے کہ بدی کا سرچشمہ عورت کو ہی قرار دیا جائے۔

☆ چوبیسویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔

☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

پچیسویں تراویح کے چند اہم نکات



آج کی تراویح میں انتیسویں پارہ تَبَارَكَ الَّذِیْ کی تلاوت کی گئی سب سے پہلی سورہ الملک کی ابتدا ہی اللہ کی عظمت کے اظہار سے کی گئی ہے بڑی ہی عظیم اور بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضۂ قدرت میں اس کائنات کی بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے پیدا کیا موت اور زندگی کو تا کہ امتحان لے کہ تم میں سے کون سب سے اچھے اعمال والا بنتا ہے۔ کافروں پر عذاب کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے جو برا ٹھکانہ ہے۔ جب اس میں پھینکے جائیں گے دہاڑنے کی آوازیں سنیں گے وہ جوش کھا رہی ہوگی، شدت غضب سے پھٹی جاتی ہوگی ہر بار جب کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس سے داروغہ پوچھے گا کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا وہ کہیں گے آیا تھا مگر ہم نے اُسے جھٹلا دیا اور کہہ دیا کہ خدا نے کچھ نہیں اتارا تم ہی لوگ بھٹکے ہوئے ہو، یہ بھی کہیں گے کہ کاش! اگر ہم سنتے سمجھتے تو اس طرح جہنمی نہ ہوتے اس طرح وہ اپنے قصور کا اعتراف کرلیں گے لعنت ہے دوزخیوں پر۔ رہے وہ لوگ جو اَن دیکھے خدا سے ڈرتے ہیں ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر ہے تم چپکے سے بات کرو یا بلند آواز سے اللہ کے لیے برابر ہے وہ تو دلوں کے بھید تک جانتا ہے کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا۔ وہ تو بہت ہی باریک بین اور باخبر ہے۔ نافرمانوں کو للکارا ہے کیا تم بے خوف ہو گئے ہو کہ اب تمہیں زمین میں دھنسانے اور آسمان سے پتھراؤ کرنے والا عذاب نہیں آسکتا؟ بتاؤ تمہارے پاس وہ کون سا لشکر ہے۔ جو خدائے رحمٰن کے مقابلہ میں تمہاری مدد کر سکے بتاؤ وہ کون ہے جو تمہیں روزی دے سکے اگر وہ اپنی روزی روک لے ان سے پوچھو اگر تمہارا یہ پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو تمہارے لئے یہ صاف وشفاف پانی نکال کر لائے! کہہ دو وہ رحمٰن ہے ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے تم عنقریب جان لوگے کہ کھلی ہوئی گمراہی میں کون ہے؟

سورہ القلم میں نبی ﷺ کی دعوت، آپ کی لائی ہوئی کتاب اور آپ کے اعلیٰ کردار کا موازنہ قریش کے فاسق لیڈروں کے کردار سے کر کے یہ دکھایا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب موافق ومخالف دونوں پر واضح ہو جائے گا کہ کن کی باگ ڈور فتنہ میں پڑے ہوئے لیڈروں کے ہاتھوں میں ہے جو ان کو تباہی کے راستے پر لئے جا رہے ہیں اور کون لوگ ہیں جو ہدایت کے راستے پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے بنیں گے۔ نبی ﷺ کے متعلق گواہی دی کہ آپ ایک اعلیٰ کردار پر ہیں اور قریش کا کردار بتایا کہ یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھانے والے ذلیل، اشارہ باز، نیکیوں سے روکنے والے، حد سے تجاوز کرنے والے، لوگوں کا حق مارنے والے، سنگ دل اور شیخی باز ہیں اور یہ سب اس لئے کہ اللہ نے انہیں مال اور اولاد عطا کردی ہے۔ اس موقع پر ایک باغ والوں کی مثال دیکر سمجھایا ہے کہ اس دھوکے میں نہ رہو کہ اب تمہارے عیش میں کوئی خلل ڈالنے والا نہیں جس خدا نے تمہیں یہ سب کچھ بخشا ہے اس کے اختیار میں ہے کہ وہ اس کو چھین لے۔ آخرت کے انجام کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سوال کیا گیا کہ آخر انہوں نے خدا کو اتنا بے انصاف کیسے سمجھ رکھا ہے کہ وہ نیکوں اور بدوں میں کوئی فرق نہیں کرے گا۔ ساتھ ہی حضور ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آج جو باتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں ان کا غم نہ کیجئے صبر کے ساتھ اپنے رب کے فیصلے کا انتظار کیجئے اور اس طرح کی جلدی دکھانے سے بچئے جس میں حضرت یونس علیہ السلام مبتلا ہو گئے تھے اور انہیں آزمائش سے گزرنا پڑا تھا۔

سورہ الحاقہ میں رسولوں کی دعوت کو جھٹلانے والوں کا انجام بتاتے ہوئے قیامت کی ہولناک تصویر کھینچی گئی ہے فرمایا یاد رکھو جب صور میں ایک ہی پھونک ماری جائے گی اور پہاڑوں کو اٹھا کر ایک بار میں پاش پاش کر دیا جائے گا تو اس دن تمہاری پیشی ہوگی اور تمہاری کوئی بات بھی ڈھکی چھپی نہیں رہے گی۔ پس پیشی کے دن جسے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملے گا اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا اور جسے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا وہ حسرت سے موت مانگ رہا ہوگا آواز آئے گی اس کو پکڑو اس کی گردن میں طوق ڈالو، اس کو جہنم میں جھونک دو اور ایک زنجیر میں جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے جکڑ دو یہ وہ ہے جو خدائے عظیم پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور نہ مسکینوں کو کھانا کھلانے پر آمادہ ہوتا تھا۔

سورہ المعارج میں نبی ﷺ کو صبر کی تلقین کی گئی ہے کہ یہ بہت تنگ نظر والے لوگ ہیں اس وقت خدا نے ان کو جو ڈھیل دی ہے تو ان کے پاؤں زمین پر نہیں پڑ رہے۔ ذرا پکڑ میں آ جائیں تو ساری شیخی بھول جائیں گے اور تمنا کریں گے کاش اس دن کے عذاب سے چھوٹنے کیلئے اپنے بیٹوں، اپنی بیوی، اپنے بھائی اور اپنے کنبہ کو جوان کا مددگار رہا ہے اور تمام اہل زمین کو بدلہ میں دے کر اپنی جان چھڑا لیں۔
ہرگز نہیں وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی جو گوشت پوست جلا کر رکھ دے گی جس نے حق سے منہ موڑا اور پیٹھ پھیری اُسے اپنی طرف بلائے گی انسان فطرتاً جلد باز ہے جب اس پر مصیبتیں آتی ہیں تو گھبرا جاتا ہے اور جب اسے خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے مگر اس برائی سے وہ لوگ بچے رہتے ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں جن کے مالوں میں مستحقین کا مقررہ حق ہے قیامت کو برحق مانتے ہیں رب کے عذاب سے تھراتے ہیں کیوں کہ خدا کا عذاب بے خوفی کی چیز نہیں وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور باندیوں کے کہ ان پر کوئی ملامت نہیں البتہ جو بیویوں اور باندیوں سے تجاوز کریں وہ ظالم ہیں نیک لوگ اپنی امانتوں اور وعدوں کا لحاظ رکھتے ہیں اپنی گواہیوں میں سچائی پر قائم رہتے ہیں اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ایسے ہی لوگ عزت کے ساتھ جنت کے باغوں میں رہیں گے۔
سورہ نوح میں ،نبی ﷺ کو پچھلی سورہ میں تلقین کیے ہوئے صبر کے لئے نمونہ کے طور پر حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ بیان کیا کہ انہوں نے طویل ترین عرصہ تک یعنی ساڑھے نو سو برس صبر کے ساتھ اپنی قوم کو دعوت دی اور اتنے طویل صبر اور انتظار کے بعد انکی قوم کو عذاب میں مبتلا کیا گیا۔ اس طرح داعیان حق کو بتایا گیا کہ اپنی آخری منزل کیلئے صبر و انتظار کے کتنے مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے ساتھ ہی یہ بات بھی کہ اللہ تعالیٰ جلد بازوں کی جلد بازی اور طعن و تشنیع کے باوجود ان کو اگر چہ ایک طویل مدت تک ڈھیل دیتا ہے مگر بالآخر ایک روز پکڑ لیتا ہے تو کوئی انکو چھڑانے والا نہیں ہوتا۔

ایک اہم بات حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت میں یہ بھی بیان ہوئی کہ حقیقی معنوں میں اللہ کی ہدایت کی پابندی دنیا میں بھی خوشحالی اور برکتوں کا ذریعہ ہے لیکن ان کی قوم کی بہت بڑی تعداد نے ان کی نافرمانی کی، مذاق اڑایا اور ان لوگوں کی پیروی کی جن کے مال اور اولاد نے انکی گمراہی میں اضافہ کیا پس ایک دن وہ اپنے گناہوں کی سزا میں پانی کے طوفان میں غرق کر دیئے گئے اور پھر آگ میں داخل کر دیئے گئے۔ اس وقت کوئی بھی ان کے کام نہ آیا جنہیں وہ خدا کے سوا پکارا کرتے تھے۔
سورہ جن میں قریش کو غیرت دلائی گئی کہ جنات جو قرآن کے براہ راست مخاطب ہیں وہ جب راستہ چلتے اس کو سن لیتے ہیں تو تڑپ اٹھتے ہیں اور اپنی قوم کے اندر اسے پھیلانے کیلئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں ایک تم ہو کہ خاص تمہارے لئے اسے اتارا جا رہا ہے اور اس کی برکتوں سے نوازنے کیلئے خدا کا رسول ﷺ دن رات ایک کئے دے رہا ہے مگر تمہاری بدبختی کہ اس کی طرف دھیان دینا تو در کنار تم الٹے اس کے دشمن بن گئے ہو۔

سورہ مزمّل اور مدثّر دونوں سورتوں کی ابتدا اے چادر میں لپٹنے والے اور چادر لپیٹے رکھنے والے سے کی گئی ہے اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام مخلوق خدا کیلئے بے انتہا رحیم و شفیق اور اپنے رب کی ڈالی ہوئی ذمہ داریوں کے معاملہ میں بہت حساس واقع ہوتے ہیں وہ اپنی جان توڑ کوششوں کے باوجود جب دیکھتے ہیں کہ لوگوں کی دشمنی ان سے بڑھتی جا رہی ہے تو انہیں یہ خیال ہوتا ہے کہ کہیں انہی کے کام میں تو کوتاہی نہیں ہے اور یہ فکر ان کو بہت غم زدہ کر دیتی ہے اور وہ چادر میں سمٹ کر اپنے ماحول سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے اندر ہی اندر کوتاہیوں کی تلاش شروع کر دیتے ہیں۔ سورۂ مزمّل میں چادر اوڑھنے والے کے پیارے لفظ سے نبی ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے اس حالت سے نکلنے کا راستہ بتایا گیا ہے کہ رات کے وقت اللہ کے حضور قیام کا اہتمام کرو اس میں ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھو اس سے دل کو ٹھہراؤ ملے گا اور دماغ کو بصیرت حاصل ہوگی اور آگے کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کی اہلیت پیدا ہوگی۔
سورۂ مدثّر میں بھی اسی لقب سے پکار کر ہدایت کی کہ بس چادر اتار پھینکو اور لوگوں کو ڈرانے اور خبر دار کرنے کیلئے کمر بستہ ہو جاؤ، اٹھ

کھڑے ہو، اپنے رب کی بڑائی بیان کرو۔ اپنے دامن کو ہر قسم کے غبار سے پاک رکھو اور اپنی جدوجہد جاری رکھو۔ مخالفتوں کے باوجود حق پر ڈٹے رہو اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کا نتیجہ ضرور ظاہر فرمائے گا۔

سورہ قیامت میں قیامت کی یہ دلیل دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر سننے اور دیکھنے اور ان کے ذریعہ نیک وبد میں تمیز کرنے کی جو صلاحیت رکھی ہے اس کا تقاضا ہے کہ ایسا دن آئے جس میں لوگوں کو ان کے کئے کا بدلہ مل سکے ورنہ پھر نیکی بدی کی جزا وسزا مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ فرمایا قسم ہے قیامت کی، قسم ہے ملامت کرنے والے ضمیر کی' کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے؟ کیوں نہیں ہم تو اس کی انگلیوں کی پور پور تک ٹھیک بنا دینے پر قادر ہیں۔ اصل میں انسان چاہتا ہے کہ وہ بداعمالیاں کرتا رہے، پوچھتا ہے قیامت کب آئے گی؟ کب آنکھیں پتھرا جائیں گی چاند بے نور ہو جائے گا، سورج چاند ملا کر ایک کر دیئے جائیں گے اس وقت انسان ہی کہے گا کہ کہیں بھاگ کر چلا جائے ہرگز نہیں وہاں کوئی جائے پناہ نہ ہوگی اس دن بس تیرے رب کے سامنے ہی ٹھہرنا ہوگا۔ انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا کرایا بتا دیا جائے گا بلکہ انسان اپنے آپ کو خوب جانتا ہے چاہے وہ کتنے ہی بہانے کرلے۔ اے نبی ﷺ قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کرو اس کو یاد کرا دینا اور پڑھوانا ہماری ذمے داری ہے ہمارے فرشتے جب پڑھیں تب پیچھے آپ پڑھیں پھر اسے سمجھا دینا بھی ہماری ذمے داری ہے۔ تم لوگ دُنیا کو پسند کرتے ہو آخرت کو بھولے بیٹھے ہو اُس روز کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے کچھ چہرے اداس ہوں گے سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ بُرا برتاؤ کیا جائے گا ہرگز نہیں۔ جب جان حلق میں اٹک جائے اور کہا جائے کوئی ہے علاج کرنے والا اور سمجھ میں آجائے کہ اب دُنیا سے رخصت ہونا ہے۔ پنڈلی کھنچ جائے وہ دن ہوگا تیرے رب کی طرف روانگی کا۔ مگر اُس نے ان باتوں کو نہ سچ مانا' نہ نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور چلا گیا پھر اکڑتا ہوا گھر والوں کی طرف چل دیا یہی رویہ تیرے لائق ہے ہاں یہی روش تجھے زیب دیتی ہے کیا انسان سمجھتا ہے کہ وہ یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا ۔کیا وہ منی کا قطرہ نہ تھا پھر لوتھڑا بنا اللہ نے اس کا جسم بنایا، اعضاء درست کیے پھر اس سے نر و مادہ دو قسمیں بنائیں کیا وہ ذات اس بات پر قادر نہیں ہے کہ مرنے والوں کو پھر سے زندہ کردے۔

سورہ مرسلات میں تیز وتند چلنے والی ہواؤں کی گواہی پیش کی ہے کہ یہ ہر وقت قیامت کے آنے کی یاد دہانی کراتی رہتی ہیں جب اللہ ان کی لگام چھوڑ دیتا ہے تو یہ اندھا دھند غبار اڑاتی بادلوں کو پھیلا دیتی ہیں۔ کہیں پانی برسا کر تباہی برپا کر دیتی ہیں اور کہیں سے بادلوں کو اڑا لے جا کر لوگوں کو تباہی سے بچا لیتی ہیں اس طرح کہیں نافرمانی کے عذاب میں مبتلا کئے جانے کی یاد دہانی کراتی ہیں اور کہیں اللہ کی شکر گزاری، اللہ کی ربوبیت اور آدمی کی جواب دہی کی ذمہ داری کو یاد دلاتی ہیں۔ بس اسی طرح ایک دن آسمان پھٹ پڑے گا پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے وہی دن فیصلہ کا دن ہوگا۔ جھٹلانے والوں سے کہا جائے گا چلو اس دھوئیں کی طرف جو تین طرفوں میں چھپا ہوا ہے اور بس وہی طرف بچی ہوئی ہوگی جس طرف مجرموں کو رگید کر لایا جا رہا ہوگا۔ یہ ہے فیصلہ کا دن ہم نے تم کو بھی اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی آج جمع کر لیا ہے تو کیا ہے آج تمہارے پاس بچاؤ کیلئے کوئی داؤ! یہاں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اپنے رب کے آگے جھکو تو نہیں جھکتے اب اس کے بعد یہ کس چیز پر ایمان لائیں گے۔

☆ پچیسویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔

☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

چھبیسویں تراویح کے چند اہم نکات

پارہ نمبر ۳۰ شروع

آج تیسویں پارے عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ کے بیس رکوع کی تلاوت کی گئی۔سورہ نبا میں زمین اور اس پر پہاڑ، خود انسانوں میں عورت مرد کے جوڑے، محنت مشقت کی تھکان دور کرنے کیلئے نیند، آرام کیلئے رات، اور کمانے کیلئے دن، سر پر سات محکم آسمان اور اس میں ایک روشن چراغ، پانی سے بھرے بادل اور ان کے ذریعہ غلہ نباتات اور گھنے باغ کی پیدائش، کیا یہ سب چیزیں گواہی نہیں دے رہی ہیں کہ اس مجموعہ دُنیا کا بھی ایک جوڑا ہونا چاہئے یعنی آخرت اور وہی ہے فیصلہ کا دن، اس دن سب کچھ اتھل پتھل ہو جائے گا۔اور جہنم سرکشوں کا ٹھکانہ بن کر سامنے آجائے گی اور جنہوں نے روز جزا سے ڈرتے ہوئے زندگی گزاری ہوگی وہ بے اندازہ عیش میں ہوں گے اور اپنی نیکیوں کا پورا پورا بدلہ پائیں گے اس روز اللہ کے یہاں کوئی اس کی اجازت کے بغیر کسی کیلئے سفارش کی ہمت نہیں کرے گا اور جو اجازت کے بعد بولے گا تو بالکل سچ سچ بولے گا۔ہم تمہیں اُس عذاب سے ڈرا رہے ہیں جو قریب آلگا ہے جس روز آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو اُس نے دُنیا میں کیا ہے اور انکار کرنے والا (کافر) کہے گا کہ کاش میں مر کر مٹی میں ملا رہتا اور کبھی اٹھایا نہ جاتا۔''سورہ نازعات'' سرکش صرف اس وقت تک خدا کے عذاب سے محفوظ ہیں جب تک اس نے مہلت دے رکھی ہے وہ جب حکم دے گا یہی ہوائیں اور بادل جو زندگی کا لازمہ ہیں قہر الٰہی بن جائیں گی۔جب وہ ہنگامۂ عظیم ہوگا انسان اپنے کرتوتوں کو یاد کرے گا جہنم کھول کر رکھ دی جائے گی جس نے خدا کے مقابلے سرکشی کی دنیاوی زندگی کو ترجیح دی دوزخ ہی اس کا ٹھکانہ ہوگی جس کو ڈر ہے کہ خدا کے سامنے کھڑے ہونا ہے، نفس کو برائیوں سے روکے رکھا جنت اس کا ٹھکانہ ہوگی۔''سورہ عبس'' جو لوگ چاہتے ہیں کہ جب وہ ملنے آئیں تو آپ غریبوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیا کریں تو آپ ان کی ناز برداری میں ایسا نہ کریں۔شوق سے آنے والوں کی تربیت آپ کا فرض ہے۔یہ تو ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے قبول کرلے انسان کائنات پر غور کرے اپنی پیدائش کو سوچے اپنی خوراک پر غور کرے جب قیامت آئے گی آدمی اپنے بھائی ماں باپ بیوی بیٹیوں اور بیٹوں سے بھاگے گا۔ہر آدمی اپنی فکر میں رہے گا کچھ چہرے چمک رہے ہوں گے ہشاش بشاش خوش و خرم ہوں گے۔کچھ چہروں پر خاک اڑ رہی ہوگی، کلونس چھائی ہوئی ہوگی یہی کافر و فاجر لوگ ہوں گے۔''سورہ تکویر'' میں قیامت کی ہولناکیاں بیان کی گئی ہیں۔جب سورج لپیٹ دیا جائے گا جب تارے جھڑ جائیں گے جب پہاڑ چلنے لگیں گے جب گابھن اونٹنی سے لوگ غافل ہو جائیں گے، جب وحشی جانور جمع کیے جائیں گے، جب سمندر میں آگ لگا دی جائے گی، جب روح جسموں سے جوڑی جائے گی، جب زندہ درگور بچی سے پوچھا جائے گا تجھے کس جرم میں زندہ دفن کیا گیا، جب اعمال نامے کھولے جائیں گے، جب آسمان کا پردہ ہٹا دیا جائے گا' جب ہر طرف نفسا نفسی ہوگی کسی کو کسی کی خبر نہ ہوگی انسان اور وحشی' دوست اور دشمن ہول کے مارے اکٹھا ہو جائیں گے اور جب جہنم دہکائی جائے گی اور جنت قریب لے آئی جائیگی اس وقت ہر شخص جان جائے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔

''سورہ انفطار'' میں ہے کہ ایسا دن آنا لازمی ہے جب یہ سارا نظام ہولناکی کے ساتھ ختم ہو جائے گا یہاں مجرموں کو مہلت سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔یہ تو پروردگار کی کریمی کے سبب ہے تاکہ وہ اپنی اصلاح کرلیں خدا نے تم پر معزز لکھنے والے نگراں مقرر کر رکھے ہیں جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔بے شک نیکوکار عیش میں ہوں گے اور نابکار دوزخ میں اس دن کوئی جان کسی دوسری جان کیلئے کچھ نہ کرسکے گی یہ فیصلہ اس دن بالکل اللہ کے اختیار میں ہوگا۔

''سورہ مطففین''، میں اس عام بے ایمانی پر گرفت کی گئی ہے کہ دوسروں سے لینا ہوتو پورا پورا ناپ تول کرلیں اور دینا ہوتو ڈنڈی ماردیں یہ بددیانتی آخرت کے محاسبہ سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ڈنڈی ماروں کے اعمال پہلے ہی مجرموں کے رجسٹر میں درج ہو رہے ہیں اور انہیں سخت عذاب کا سامنا کرنا ہوگا اور نیک لوگوں کے اعمال بلند پایہ لوگوں کے رجسٹر میں درج ہو رہے ہیں۔آج کفار اپنے حال میں مگن ہیں اور اہل ایمان کا مذاق اڑا رہے ہیں۔اُس دن اہل ایمان اپنی کامیابی اور عیش پر خوش ہونگے۔اور کفار کا مذاق اڑائیں گے۔

''سورہ انشقاق'' میں فرمایا زمین و آسمان ایک دن پاش پاش ہوجائیں گے۔ اس لئے کہ اللہ انہیں ایسا حکم دیگا وہ بے چوں وچرا اس کی تعمیل کریں گے۔ اس روز جو کچھ زمین کے پیٹ میں ہے یعنی مردہ انسانوں کے اجزائے بدن اور ان کے اعمال کی شہادتیں سب کو نکال کر وہ باہر پھینک دے گی۔ اور اس روز جزا وسزا کا ہونا اتنا ہی یقینی ہے جتنا دن کے بعد رات کا آنا۔ ''سورہ البروج'' کے مطابق کفار اہل ایمان پر جو ظلم وستم توڑ رہے تھے اس پر انہیں تسلی دیتے ہوئے اصحاب الاخدود کا قصہ سنایا۔ جنہوں نے ایمان لانے والوں کو آگ سے بھرے ہوئے گڑھوں میں پھینک پھینک کر جلا دیا تھا۔ ایمان لانے والوں نے آگ میں جلنا گوارہ کیا مگر ایمان سے پھرنا گوارہ نہ کیا۔ اس طرح اب اہل ایمان کو چاہیئے کہ وہ بھی سختیوں کو گوارہ کرلیں۔ مگر ایمان کی راہ نہ چھوڑیں۔ اللہ دیکھ رہا ہے وہ ظالموں کو سزا دیکر رہے گا۔ ظالموں سے کہا وہ اپنی طاقت کے گھمنڈ میں نہ رہیں۔ فرعون اور ثمود جیسے طاقت والوں کے انجام سے سبق لیں۔

''سورہ طارق'' میں کہا گیا کائنات کے سیاروں کا نظام گواہ ہے کہ یہاں کوئی چیز ایسی نہیں جو ایک ہستی کی نگہبانی کے بغیر اپنی جگہ قائم رہ سکے۔ خود انسان کو پانی کی ایک بوند سے پیدا کیا گیا۔ پس جو اللہ اسے وجود میں لاسکتا ہے وہ یقیناً اسے دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے۔ تاکہ انکے اس تمام رازوں کی جانچ پڑتال کی جائے جن پر دُنیا میں پردہ پڑا رہ گیا تھا۔ اس وقت اپنے اعمال کی سزا بھگتنے سے کوئی اسے نہ بچا سکے گا۔ خاتمہ پر بتایا کہ کفار سمجھ رہے ہیں کہ اپنی چالوں سے قرآن والوں کو زک دے دیں گے۔ مگر انہیں خبر نہیں ہے کہ اللہ بھی تدبیر میں لگا ہوا ہے۔ اور اسکی تدبیر کے آگے کفار کی چالیں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ ''سورہ اعلیٰ'' اللہ کے ہر کام میں ایک ترتیب اور تدریج ہے جو تمام تر اسکی حکمت پر مبنی ہے جس طرح زمین کی نباتات آہستہ آہستہ گنجان و سرسبز ہوتی ہے اسی طرح اللہ کی یہ نعمت قرآن بھی آپ پر درجہ بدرجہ نازل ہوگی، یاد کرائی جائے گی اور آپ اسکے ایک حرف کو بھی نہیں بھولیں گے۔ اسی طرح پیش آنے والی مشکلات کے اندر سے بھی وہی آہستہ آہستہ راستہ نکالے گا۔ بتایا کہ تبلیغ کا طریقہ ہیکہ جو نصیحت سننے اور قبول کرنے کو تیار ہو اسے نصیحت کی جائے اور جو اس کیلئے تیار نہ ہو اسکے پیچھے نہ پڑا جائے۔ لوگوں کو ساری فکر بس اسی دُنیا کے آرام کی ہے۔ حالانکہ اصل فکر آخرت کے انجام کی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ دُنیا تو فانی ہے اور آخرت باقی ہے۔ جس کی نعمتیں دُنیا سے کہیں زیادہ بہتر اور برتر ہیں۔

''سورہ غاشیہ'' تمہیں اسوقت کی بھی کچھ خبر ہے جب سارے عالم پر چھا جانے والی ایک آفت نازل ہوگی؟ اس وقت انسانوں کا ایک گروہ جہنم میں جائے گا اور دوسرا بلند جنت میں۔ یہ منکرین اپنی آنکھوں کے سامنے کی چیزوں پر بھی غور نہیں کرتے یہ اونٹ جن کے بغیر صحرا میں انکی زندگی ممکن نہیں یہ آسمان، پہاڑ اور زمین کیا کسی بنانے والے کے بغیر بن گئے۔ اور جو اللہ انہیں بنانے پر قادر ہے وہ قیامت لانے، انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے، اور جزا وسزا دینے پر کیوں قادر نہیں؟ اے نبی ﷺ یہ لوگ نہیں مانتے تو نہ مانیں۔ آپ ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجے گئے کہ زبردستی منوا کر چھوڑیں آپ کا کام تو نصیحت کرنا ہے۔ سو آپ نصیحت کئے جایئے، آخر کار انہیں آنا تو ہمارے ہی پاس ہے۔ اسوقت ہم ان سے پورا پورا حساب لیں گے۔

''سورہ فجر'' صبح سے رات تک کا سارا نظام گواہ ہے کہ اللہ کا کوئی کام بے مقصد اور مصلحت سے خالی نہیں تو پھر انسان کی پیدائش بے مقصد کیسے؟ انسانی تاریخ میں عاد ثمود اور فرعون جو انجینئرنگ کے کمالات اور فوجوں کے مالک تھے، جب انہوں نے سرکشی کی اور حد سے زیادہ فساد پھیلایا تو اللہ نے عذاب کا کوڑا ان پر برسا دیا۔ حقیقت یہ ہیکہ تمہارا رب سرکشوں کی گھات لگائے ہوئے ہے۔ یہاں ہر ایک کا امتحان ہورہا ہے۔ جو نہ خود یتیموں اور بے کسوں کا خیال کرتا ہے اور نہ دوسروں کو انکی ضرورتیں پوری کرنے (کے فلاحی نظام کو قائم کرنے) پر اکساتا ہے وہ ایک عذاب کا شکار ہوگیا۔ انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس کا خدا اسے آزماتا ہے اُسے عزت ونعمت دیتا ہے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا ہے اور جب وہ اس کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور اس کی روزی تنگ کردیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ہرگز نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے، ایک دوسرے کو مسکین کو کھانا کھلانے پر اکساتے نہیں، وراثت کا مال اکیلے کھا جاتے ہو، پیسے کی محبت میں گرفتار ہو جب زمین کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کردی جائے گی تمہارا رب جلوہ فرما ہوگا، فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے، جہنم سامنے لائی جائے گی اس دن انسان کو سمجھ آئے گی مگر اب سمجھنا کس کام کا؟ کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی میں کچھ نیک کام کرلیا ہوتا پھر اس دن اللہ جو عذاب دے گا ویسا عذاب دینے والا

کوئی نہیں اور اللہ جیسا باندھے گا ویسا باندھنے والا کوئی نہیں۔ اور جو فرمانبرداروں میں شامل رہا اس سے کہا جائے گا اے اطمینان پانے والی روح چل اپنے رب کی طرف، اب تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی، شامل ہو جا میرے خاص بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں!

''سورہ بلد'' اللہ نے مکہ کی زمین کو خوشحالی اور امن کا گہوارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا اور بیت اللہ کی برکت کی وجہ سے بنایا۔ اُسی نے آنکھیں، زبان، اور ہونٹ دیئے۔ بھلائی برائی کی تمیز دی۔ اللہ کے احسان کا تقاضا تھا کہ اس کے شکر گزار اور اسکے بندوں کے ہمدرد اور مددگار بنتے۔ مگر یہ ناشکرے اور مال و نفس کے پجاری بن کر دوزخ کے مستحق بن رہے ہیں۔ اور جو ایمان لانے والے ایک دوسرے پر صبر اور ہمدردی کی نصیحت کرنے کی سعادت پا رہے ہیں وہی برکت اور خوش قسمتی کے مستحق ہیں۔

''سورہ شمس''، جس طرح سورج اور چاند، دن اور رات ایک دوسرے کے الٹ ہیں۔ اسی طرح نیکی اور بدی کے نتائج بھی مختلف ہیں اور اللہ نے انسان کو دونوں میں تمیز کی سمجھ دی ہے اب اگر وہ اپنے نفس کو برے رجحانات سے پاک کرے گا۔ تو کامیاب ہوگا اور اگر اچھائی کے جذبہ کو دبا کر برائی کو اُبھرنے دے گا تو نامراد ہوگا جیسے قوم ثمود ہوئی۔

''سورہ اللیل'' جو آدمی اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرے خدا ترسی اختیار کرے اور بھلائی کو بھلائی مانے اسکے لیے نیکی کرنا آسان اور جو تغافل کرے اللہ کی رضا اور ناراضگی کی فکر سے بے پرواہ ہو جائے اور بھلی بات کو جھٹلائے اسکے لیے بُری راہ آسان کر دی جاتی ہے۔ آخرت میں ایسے انسان کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار ہے اور اللہ کی رضا کیلئے کام کرنے والے سے وہ راضی ہوگا۔

''سورہ الضحیٰ'' اور ''سورۃ الم نشرح'' یہ دونوں سورتیں مکے کے ابتدائی دور میں نازل ہوئیں روایات میں ہے کہ کچھ مدت تک وحی کا سلسلہ بند رہا جس سے آنحضور ﷺ کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں میرا رب مجھ سے ناراض تو نہیں ہوا اس پر آپ کو تسلی دی گئی کہ وحی کا سلسلہ کسی ناراضگی کی بناء پر بند نہیں ہوا بلکہ یہ وقفہ مزید وحی کے برداشت کرنے کے لیے دیا گیا جیسے دن کے بعد رات کا سلسلہ تازہ دم ہونے کے لیے دیا جاتا ہے۔ ابھی آپ ﷺ وحی کے نزول کی شدت کے عادی نہ ہوئے تھے فرمایا قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جب کہ وہ سکون کے ساتھ طاری ہو جائے۔ اے نبی ﷺ اللہ نے آپ کو نہ چھوڑا نہ ناراض ہوا آپ کی زندگی کا بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہوگا اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا کچھ دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے کیا آپ یتیم نہ تھے اللہ نے بندوبست کیا آپ کو ناواقفِ راہ پایا تو ہدایت بخشی آپ کو نادار پایا تو مالدار کر دیا لہٰذا اس نعمت کا حق یہ ہے کہ یتیم کے ساتھ سختی نہ کیجئے سائل کو نہ جھڑکئے اپنے رب کی نعمتوں کا اظہار کیجئے۔ نبی ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اللہ آپ کو ضرور کامیاب کرے گا اور اس راہ میں جو رکاوٹیں اس وقت نظر آ رہی ہیں وہ سب دور ہو جائیں گی۔ آنے والا دور اس سے بہتر ہوگا۔ اور اللہ ایسی کامیابیاں عطا فرمائے گا کہ آپ کا دل خوش ہو جائے گا اور آپ کا نام قیامت تک پوری دُنیا میں گونجتا رہے گا۔ بس طریقہ یہی ہے کہ دعوت کی مشقت کے ساتھ اپنے رب سے لو لگائیں۔

''سورہ التین'' بڑے رسولوں کی دعوت کے مراکز انجیر کا پہاڑ یعنی جودی جہاں سے نوح علیہ السلام کی دعوت پھیلی زیتون کا پہاڑ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت کا مرکز (بیت المقدس) کوہ طور موسیٰ علیہ السلام پر وحی کا مقام اور امن والا شہر مکہ، ابراہیم علیہ السلام اور محمد ﷺ دونوں پر وحی کے مقام کی قسم کھا کر کہا، ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے مگر جو اسکی قدر نہیں کرتا وہ لعنت کے گڑھے میں پھینک دیا جاتا ہے۔ ان دینی مرکزوں کی تاریخ سے ثابت قوموں کے انجام اور نیکوکاروں کی عزت افزائی کے واقعات کے بعد بھی اب کیا دلیل ہے تمہارے پاس جزا و سزا کو جھٹلانے کی؟ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں؟

☆ چھبیسویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

ستائیسویں تراویح کے چند اہم نکات

آج بفضل خدا آخری تراویح ہے اس میں ۱۹ سورتوں کی تلاوت کی گئی۔

''سورہ علق'' کی پہلی پانچ آیتیں سب سے پہلی وحی کی حیثیت سے غارحرا میں نازل ہوئیں ہیں۔ان میں اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ پڑھئے اپنے رب کے نام سے جو سارے جہانوں کا خالق ہے اورلوگوں کو اس کا فرمان سنادیں کہ اس نے انسان کو خون کے جمے ہوئے لوتھڑے سے پیدا کیا اور یہ فضل فرمایا کہ علم سکھانے کیلئے قلم کے ذریعے اس کی تعلیم کا مستقل انتظام کیا اور اس کو وہ باتیں بتائیں جنہیں وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔

نبی ﷺ کی دعوت کے جواب میں قریش کے لیڈروں کی سرکشی پر تنبیہہ کی کہ یہ مال اور رتبہ کے گھمنڈ میں خدا سے بے نیاز اور بے پرواہ ہو بیٹھے ہیں حالانکہ ایک دن سب کو اپنے اعمال کی جواب دہی کیلئے خدا ہی کی طرف پلٹنا ہے پھر حضور ﷺ کو نماز پڑھنے سے روکنے پر انتہائی غضب سے سوال کیا ہے کہ اگر اللہ کا ایک بندہ ہدایت پر ہو یا خدا کی پکڑ سے بچانے والی باتیں بتارہا ہو اور یہ سرکش اس کو جھٹلاتے ہوں تو کیا یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ دیکھ رہا ہے اگر یہ باز نہ آئے تو ہم ان کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹیں گے پس بلالیں وہ اپنے حمایتیوں کو ہم بھی بلالیں گے اپنے طاقت ور لشکروں کو!

''سورہ القدر'' قدر کے دو معنی ہیں ایک تقدیر بنانا دوسرے نہایت قابلِ قدر چیز وہ رات جس میں قرآن نازل ہوا اور جو رمضان کی طاق راتوں میں سے ایک رات تھی دونوں معنی پر پوری اترتی ہے۔اس رات میں قرآن کو اتار کر اس انسانیت کی تقدیر بدلنے اور اس کی بگڑی بنادینے کا فیصلہ کیا گیا جو اس زمین پر اپنے کرتوت سے ہر جگہ ذلیل ہورہی تھی۔اور اسی لئے یہ رات انسانی تاریخ میں سب سے زیادہ محترم قابل قدر اور قیمتی رات ہے کہ اس میں انسانیت کیلئے آئندہ دُنیا میں ترقی وبلندی اور آخرت میں فلاح وکامیابی کا وہ سامان اتارا گیا جو اس سے پہلے کبھی نہ اتر سکا تھا اس لئے ہر سال اس رات کو جبرئیل علیہ السلام اپنے ساتھ فرشتوں کو لئے دُنیا میں اترتے ہیں اور جو لوگ اس رات میں جاگ کر اللہ کو یاد کررہے ہوتے ہیں ان سے مصافحہ کرتے اور مغفرت کی بشارت دیتے ہیں۔صبح تک یہی چلتا رہتا ہے۔

''سورہ البیـنـۃ'' بتایا گیا کہ اہل کتاب (یہودی،عیسائی) اور مشرکین دونوں گٹھ جوڑ کرکے قرآن کو جھٹلانے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ قرآن کے بارے میں وہ شک میں مبتلا ہیں بلکہ اس کا اصل سبب ان کا تکبر اور گھمنڈ ہے لوگ تاریخ کے آئینہ میں اہل کتاب کا کردار دیکھیں تو ان پر یہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ ان کی طرح ان کے باپ دادا بھی اپنے زمانوں میں پیغمبروں سے معجزات طلب کرتے رہے۔مگر معجزات دیکھ لینے کے باوجود خدا کی کتاب اور اس کے دین کا انکار کیا یا پھر اپنی مرضی کے مطابق تین پانچ کرتے رہے ہیں۔ایمان لانے کا اصل ذریعہ معجزات نہیں خدا کا خوف ہے۔جس سے محروم ہونے کے سبب خدا کے یہاں ان کا شمار بدترین مخلوق میں ہے اور بہترین مخلوق وہ ہیں جو ایمان لاکر نیک عمل کریں۔ان کی جزا جنت ہے اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی۔

''سورہ زلزال'' بتایا گیا کہ وہ دن ضرور آنے والا ہے جب انسان کی ہر نیکی بدی خواہ کتنے پردوں میں کیوں نہ کی گئی ہو اس کے سامنے رکھ دی جائے گی۔اس حقیقت کا نقشہ اس طرح کھینچا گیا ہے۔

جب کہ زمین پورے زور کے ساتھ جھنجھوڑ دی جائے گی اور وہ اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی۔انسان کہے گا یہ اس کو کیا ہورہا ہے؟ اس روز وہ اپنے اوپر سے گزرے ہوئے سارے حالات بیان کردے گی اس لئے کہ اس کے رب نے اسے ایسا کرنے کا حکم دیا ہوگا۔اُس دن لوگ قبروں سے اس طرح نکلیں گے کہ کسی کے ساتھ نہ اس کے اہل خاندان ہوں گے نہ اعزا واقرباء،نہ اس کا جتھا پشت پر ہوگا نہ اس

کے نوکر چاکر نہ اس کی دولت و جائداد اور نہ اس کے دوست احباب اور مددگار اور نہ اس کے خدا کے ساتھ ٹھہرائے ہوئے شریک، بلکہ ہر ایک اپنے اعمال کی جواب دہی کیلئے اپنے رب کے حضور حاضر ہوگا یہ اس لئے ہوگا کہ ان کو ان کے اعمال آنکھوں سے دکھادیئے جائیں گے۔ پھر جنہوں نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

''سورہ عادیات'' انسان آخرت سے غافل ہو کر کیسی اخلاقی پستی میں گر جاتا ہے اسے سمجھانے کیلئے اس عام بدامنی کو پیش کیا گیا ہے جس سے سارا ملک تنگ آیا ہوا تھا ہر طرف لوٹ مار کا بازار گرم تھا۔ قبیلوں پر قبیلے چھاپے مارتے تھے اور کوئی شخص بھی رات چین سے نہیں گزار سکتا تھا۔ کیونکہ ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا تھا کہ کب کوئی دشمن صبح سویرے اچانک ان کی بستی پر ٹوٹ پڑے، یہ ایک ایسی حالت تھی جسے سارا عرب محسوس کر رہا تھا مگر کوئی اسے ختم کرنے کے متعلق نہیں سوچتا تھا۔

اس صورت حال کی طرف گھوڑوں کے ذریعہ حملہ کر کے شب خون مارنے کا نقشہ کھینچتے ہوئے توجہ دلائی گئی ہے کہ موت کے بعد دوسری زندگی اور اس میں خدا کے حضور جواب دہی سے بے پرواہ ہو کر انسان رب کا ناشکرا ہو گیا ہے اور وہ خدا کی دی ہوئی قوتوں کو ظلم وستم اور غارت گری کے لیے اِستعمال کر رہا ہے، وہ مال و دولت کی محبت میں اندھا ہو کر ہر طریقہ سے اسے حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ خواہ وہ طریقہ کیسا ہی ناپاک اور گھناؤنا کیوں نہ ہو۔ اس کی یہ روش ہرگز نہ ہوتی اگر وہ اس وقت کو جانتا ہوتا جب قبروں سے زندہ ہو کر اٹھنا ہوگا اور جب وہ ارادے اور اغراض ومقاصد تک دلوں سے نکال کر سامنے رکھ دیئے جائیں گے جن کیلئے اس نے دُنیا میں طرح طرح کے کام کئے تھے اس وقت انسانوں کے رب کو خوب معلوم ہوگا کہ کون کیا کر کے آیا ہے اور اس کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ ہونا چاہئے۔

''سورہ القارعہ'' جس قیامت سے ڈرایا جا رہا ہے اس کا وقت اگرچہ کسی کو نہیں معلوم لیکن اس کا آنا یقینی ہے جس طرح کوئی اچانک آکر دروازے پر دستک دیتا ہے اس طرح وہ بھی اچانک آدھمکے گی اس دن کسی کے پاس کوئی قوت و جمعیت نہیں ہوگی لوگ قبروں سے اس طرح سراسیمگی کی حالت میں نکلیں گے جس طرح برسات میں پتنگے نکلتے ہیں۔ ہر ایک پر نفسا نفسی کی حالت طاری ہوگی کوئی بھی کسی دوسرے کی مدد کرنے کی حالت میں نہ ہوگا۔ اس دن قلعے، مورچے، حصار تو درکنار پہاڑوں کا یہ حال ہوگا کہ وہ دھنکی ہوئی روئی کی مانند ہو جائیں گے اس دن صرف نیک عمل ہی کام آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے انصاف کی ترازو قائم کرے گا جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنت کے کبھی ختم نہ ہونے والے عیش میں ہوگا اور جس کی برائیوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دوزخ کے کھڈ میں بھڑکتی ہوئی آگ کے اندر پھینک دیا جائے گا۔

''سورہ تکاثر'' اس میں لوگوں کو اس دُنیا پرستی کے برے انجام سے خبردار کیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ مرتے دم تک زیادہ سے زیادہ مال ودولت اور دنیوی فائدے اور لذتیں اور جاہ واقتدار حاصل کرنے اور اس میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے اور انہی چیزوں کے حصول پر فخر کرنے میں لگے رہتے ہیں اور اسی ایک فکر نے ان کو یہ سوچنے کا موقع ہی نہیں دیا کہ کبھی ایک یقینی مرحلہ حساب کتاب اور جزا وسزا کا بھی آنے والا ہے جس سے بے پرواہ ہو کر زندگی گزارنے والوں کو جہنم سے سابقہ پیش آئے گا اور اس دن ہر ایک سے یہ بھی جواب طلبی ہونی ہے کہ اس نے دُنیا میں جو کچھ حاصل کیا وہ کس راستے سے حاصل کیا اور اس کو کس راستے میں خرچ کیا اور اللہ نے جو قوتیں، صلاحیتیں اور نعمتیں اس کو بخشی تھیں ان کا کتنا حصہ بخشنے والے کی خوشنودی کیلئے اور کتنا اپنے نفس اور شیطان کیلئے استعمال کیا۔

''سورہ العصر'' میں بتایا گیا کہ زندگی کی اصل قدر وقیمت کیا ہے؟ انسان کی فلاح کا راستہ کیا ہے اور تباہی کا راستہ کون سا ہے؟ ''زمانہ کی قسم درحقیقت انسان بڑے گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے۔ اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور اس پر صبر کی تلقین کرتے رہے۔'' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر لوگ اس سورہ پر غور کریں تو یہی ان کی ابدی، ایت کیلئے کافی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب آپس میں ملتے تو ایک دوسرے کو یہ سورہ سنائے بغیر جدا نہ ہوتے تھے۔

''سورہ الھمزہ'' میں بتایا گیا ہے کہ لوگوں پر لعن طعن، عیب جوئی، مال کی ہوس اور کنجوسی دوزخ کا ایندھن بنانے کا سبب ہیں،

فرمایا تباہی ہے ہر اس شخص کے لیے جو منہ در منہ لوگوں پر طعن اور پیٹھ پیچھے برائیاں کرنے کا عادی ہے۔ جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔ ہرگز نہیں وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا۔ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ، خوب بھڑکائی ہوئی، جو دلوں تک پہنچے گی، وہ ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی۔ اس حالت میں کہ وہ اونچے اونچے ستونوں میں گھرے ہوئے ہوں گے۔

''سورہ الفیل'' اس سورۃ کے ذریعہ اللہ نے دین کی مخالفت کرنے والوں کو بتایا ہے کہ اگر دین کی مخالفت اسی طرح جاری رہی تو ہاتھیوں سے کعبہ کی حفاظت فرمانے والا اللہ تمہیں بھی مزہ چکھا دیگا۔ یعنی ابرہہ کی اس فوج کشی کی طرف توجہ دلائی ہے جو اس نے بیت اللہ کو ڈھانے کے ناپاک ارادے سے ساٹھ ہزار لشکر جرار کے ساتھ مکہ پر کی تھی اور ایک بڑی تعداد ان میں ہاتھیوں کی تھی ایک ایسے بھاری لشکر سے عربوں کیلئے مقابلہ ناممکن تھا۔ اسی لئے اُن کے سردار عبدالمطلب (آپ ﷺ کے دادا) نے دوسرے چند سرداروں کو ساتھ لے کر حرم کعبہ میں کعبۃ اللہ کے غلاف کو پکڑ کر صرف اور صرف خدائے واحد سے گڑگڑا کر مدد کی دُعا کی اور پھر مکہ کی ساری آبادی کو لے کر پہاڑیوں پر چلے گئے۔ اللہ نے ابابیلوں کو بظاہر معمولی کنکریوں کے ساتھ بھیجا اور ان سے ابرہہ اور اس کا لشکر اس طرح تباہ ہوا کہ اللہ نے اس کا گوشت مکہ کی وادی میں چیلوں، کوؤں اور گِدھوں کو کھلا دیا۔ اس واقعہ نے تمام عرب کو متوجہ کیا کہ غور کرو محمد ﷺ جس چیز کی دعوت دے رہے ہیں وہ آخر اس کے سوا اور کیا ہے۔ کہ تمام معبودوں کو چھوڑ کر صرف اللہ واحدہ لاشریک کی عبادت کریں۔ جس نے ابھی چند سال پہلے ابرہہ کے حملے سے کعبہ کی حفاظت کی اور تمہارا بچہ بچہ جانتا ہے کہ اس وقت کوئی دیوی یا دیوتا کام نہیں آیا۔

الغرض اگر ابرہہ کا حملہ کامیاب ہو جاتا تو نہ صرف قریش بلکہ سارا عرب تباہ ہو جاتا۔ لوگوں کا ایمان اللہ سے اٹھ جاتا اور قریش کو جو مذہبی مقام حاصل تھا وہ ختم ہو جاتا اور قریش کے غلام بن جانے پر ان کی تجارتی حیثیت بھی ختم ہو جاتی۔ اور ساری تجارت جو انہیں شام ویمن کے کاروبار پر قابض کئے ہوئے تھی ختم ہو جاتی اور وہ عیسائیوں کے رحم وکرم پر رہ جاتے۔

''سورۃ القریش'' اللہ نے قریش کے لوگوں پر اپنے خصوصی فضل وعنایات کا تذکرہ کیا ہے کہ خانۂ کعبہ کے متولی ہونے کی بناء پر کس طرح اس بدامنی کے ماحول میں بھی اُن کی جانیں اور اُن کی تجارتیں محفوظ ہیں۔ لہٰذا انہیں چاہئے کہ وہ اُن ۳۶۰ معبودانِ باطل کی بجائے اس گھر کے حقیقی اور واحد رب کی عبادت کریں۔ جس نے انہیں ایک ایسی وادی میں جہاں اناج کا ایک دانہ نہیں اُگتا وافر مقدار میں غذا فراہم کی اور ایسے بدامنی کے ماحول میں مکمل امن وسکون عطا کیا۔

''سورہ الماعون'' پہلی تین آیتوں میں ان کافروں کا حال بیان کیا گیا ہے جو اعلانیہ آخرت کو جھٹلاتے ہیں۔ فرمایا: تم نے دیکھا اسکو جو آخرت کی جزا وسزا کو جھٹلاتا ہے وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور لوگوں کو مسکین کو کھانا کھلانے پر نہیں اکساتا اس کے بعد ان منافقین کا حال بیان کیا گیا ہے جو بظاہر مسلمان ہیں مگر دل میں آخرت اور اسکی جزا وسزا کا واضح تصور نہیں رکھتے۔ فرمایا تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کیلئے جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں اور اگر پڑھتے ہیں تو لوگوں کو دکھانے کیلئے پڑھتے ہیں۔ اور معمولی ضرورت کی چیزیں بھی لوگوں کے مانگنے پر دینے میں کنجوسی کرتے ہیں۔ گویا صاف بتایا کہ آخرت کے تصور میں خرابی انسان میں کردار کی کمزوری اور تنگ دلی پیدا کرتی ہے۔

''سورہ الکوثر'' اس سے پہلی سورہ کا مقصد یہ بتایا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریت کو جس مقصد کیلئے یہاں لاکر بسایا تھا اور امن ورزق کی دُعا مانگی تھی قریش نے اسے بالکل برباد کر کے رکھ دیا ہے نہ وہ خدائے واحد کی بندگی بجالاتے ہیں نہ فقراء یتامیٰ کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔ اب سورہ کوثر میں نبی ﷺ کو براہ راست خطاب کر کے بشارت دی ہے کہ اب خیر کثیر کے خزانے یعنی بیت اللہ کو ان بدکرداروں سے چھین کر آپ کے سپرد کیا جانے والا ہے۔ جب ایسا ہو تو آپ اپنے رب ہی کیلئے نماز پڑھیں اور اس کیلئے قربانی دیں اور مشرکوں کی طرح کسی قسم کے شرک سے اسے آلودہ نہ ہونے دیں۔ ساتھ ہی مخالفین کو دھمکی دی کہ ان لوگوں کو اللہ کی طرف سے برکتیں اور رحمتیں ملی تھیں جب یہ گھر ان سے

چھن جائے گا تو وہ تمام برکتوں سے محروم ہو جائیں گے اور نتیجہ میں ان کی جڑ ہی کٹ جائے گی یہ بشارت بالآخر پوری ہو کر رہی ہے۔

''سورہ الکافرون'' اس سے پہلے کی تمام سورتوں میں قریش کے لیڈروں کو قومی اور انسانی بنیادوں پر خطاب کیا گیا ہے کہیں بھی یَـا اَیُّهَـا الْكَـافِرُوْن کہہ کر خطاب نہیں کیا گیا مگر اس سورۃ میں ان کو صاف صاف اے کافر کہہ کر خطاب کیا ہے اس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ کفر اور دین اسلام ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں۔ ہمارے درمیان دین کے بنیادی مسئلہ ''معبود'' کے بارے میں کوئی بات مشترک نہیں نہ پہلے تھی نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہوگی یہ بات اگرچہ ابتداء میں قریش کے کافروں کو مخاطب کر کے کہی گئی تھی مگر یہ انہی تک محدود نہیں بلکہ اسے قرآن میں درج کر کے تمام مسلمانوں کو قیامت تک کیلئے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کفر جہاں جس شکل میں بھی ہو ان کو اس سے بےزاری کا اظہار کرنا چاہئے اور بلا رورعایت کہہ دینا چاہیئے کہ دین کے معاملہ میں کافروں سے کسی قسم کی مصالحت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہ سورۃ اس وقت بھی پڑھی جاتی رہی جب وہ لوگ مرکھپ گئے جن کی باتوں کے جواب میں یہ نازل ہوئی تھی اور وہ لوگ بھی مسلمان ہونے کے بعد پڑھتے رہے جو اس کے نازل ہوتے وقت کافر مشرک تھے اور ان کے گزر جانے کے صدیوں بعد آج بھی مسلمان اس کو پڑھتے ہیں۔ کیونکہ کفر اور کافروں سے بےزاری اور لاتعلقی ایمان کا اصل اور دائمی تقاضا ہے۔

''سورہ النصر'' یہ سورہ حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں نازل ہوئی۔ اور اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنا وہ مشہور خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فرمایا کہ میں نہیں جانتا شاید اس کے بعد میں تم سے مل سکوں۔ خبردار رہو تمہارے خون تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح یہ دن اور مقام حرام ہے۔ اس سورہ کا نزول اس بات کی علامت سمجھا گیا کہ اب حضور ﷺ کا آخری وقت آ پہنچا لہٰذا آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اللہ کی حمد اور استغفار کریں۔ یہ سورہ بتاتی ہے کہ قوموں کے عام رہنماؤں میں اور اللہ کے نبی میں کیا فرق ہوتا ہے۔ عام رہنما اگر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو وہ اور ان کی قوم خوب جشن مناتے ہیں۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ نے ۲۳ سال کی مختصر مدت میں ایک پوری قوم کے عقیدے، خیالات، عادتیں، اخلاق، رہن سہن، کاروبار اور سیاست کے طریقے یہاں تک کہ جنگ اور صلح کے اصول وقوانین تک بالکل بدل ڈالے اور جہالت وجاہلیت میں ڈوبی ہوئی قوم کو اٹھا کر اس قابل بنا دیا کہ وہ دُنیا کو مسخر کر ڈالے اور عالمی اقوام کی امام بن جائے مگر ایسا عظیم الشان کارنامہ آپ ﷺ کے ہاتھوں انجام پانے کے بعد آپ کو جشن منانے کا نہیں بلکہ اللہ کی حمد اور تسبیح کرنے اور اس سے مغفرت کی دُعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اور آپ پوری عاجزی کے ساتھ اس کام میں لگ جاتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ اپنی وفات سے پہلے سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ (اے اللہ تو پاک ہے، تیری حمد کرتے ہوئے تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری توجہ کا طالب ہوں) کثرت سے پڑھا کرتے تھے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک پر آخری زمانہ میں اٹھتے بیٹھتے، آتے جاتے یہ الفاظ جاری رہتے تھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔

''سورہ لہب'' سورہ نصر میں مدد اور فتح وغلبہ کی بشارت دینے کے بعد سورہ لہب کو رکھا تا کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو غلبہ دیدیا اور آپ ﷺ کے دشمن کو برباد کر دیا اور یہ پیشن گوئی تھی جو ابولہب کی زندگی میں کی گئی وہ اللہ کے بجائے مال پر بہت بھروسہ کرتا تھا اور اس نے جنگ بدر میں جنگ پر جانے کی بجائے مال دے کر کرایہ کے آدمیوں کو اپنی طرف سے لڑنے بھیج دیا تھا۔ ایسے لوگ یہاں تک آگے بڑھ جاتے ہیں کہ وہ سمجھنے لگتے ہیں اگر پیسہ ہے تو اس کے ذریعہ خدا کی پکڑ سے بھی محفوظ رہیں گے۔ اس سورہ میں پیسہ کی بے حقیقتی کو بھی واضح کیا ہے کہ وہ اسکے کچھ کام نہ آیا پھر اسکے اعمال کا ذکر کیا جو اسنے نیکی سمجھ کر زندگی میں کئے تھے کہ وہ بھی اسکے کچھ کام نہ آئیں گے بلکہ وہ بھڑکتی آگ میں جا پڑیگا اور اسکی بیوی بھی ایندھن ڈھوتی ہوئی وہیں جائیگی اور اسکی گردن میں آگ کی تپتی ہوئی رسی ہوگی۔

''سورہ الاخلاص'' فتح مکہ کے بعد عقیدے کی پختگی اور ثابت قدمی اور استقامت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سورہ اخلاص میں جو کچھ

بیان کیا گیا اس کا منشا اللہ واحد پر اس طرح ایمان لانا ہے کہ اسکی ذات یا صفات کے لازمی تقاضوں میں کسی پہلو سے بھی کسی دوسرے کی شرکت کا خیال ذہن میں نہ رہے دنیا میں اللہ کو تو ہمیشہ مانا گیا ہے مگر گمراہی یہ ہے کہ شیطان طرح طرح سے فریب دیکر انسان سے ایسی ملاوٹ کراتا رہا جس سے اسکا ماننا نہ ماننا دونوں برابر ہو جاتے ہیں اس لئے واضح طور پر فرمایا: اعلان کر دیجئے، وہ اللہ ہے یکتا، اللہ سب سے بے نیاز اور سب اسکے محتاج ہیں، نہ اسکی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی کی اولاد اور کوئی اسکے برابر کا نہیں۔

''سورہ الفلق'' اور ''سورہ الناس'' اصلاً آخری سورہ اخلاص ہے مگر توحید کے خزانے کی حفاظت کے لئے یہ دو سورتیں الفلق اور الناس آخر میں لگائی گئیں ان میں بندوں کو ان تمام آفتوں سے اپنے رب کی پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے جو توحید کے بارے میں ان کا قدم ڈگمگا سکتی تھیں شیطان برابر بہکانے پر لگا ہوا ہے وسوسے ڈالتا ہے اور اسکی ذریت بھی طرح طرح سے انہیں بہکانے پر لگی ہوئی ہے مذہبی لوگوں کے بھیس میں بھی جوٹونوں، ٹوٹکوں اور جنتر منتر کے ذریعہ انہیں اپنی راہ پر لگاتے ہیں ان دونوں سورتوں میں خود شیطان کی وسوسہ اندازی اور اسکے ایجنٹوں کی فنکاریوں سے پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ ہی پناہ دے سکتا ہے جو تمام انسانوں کا رب ان کا الٰہ اور اصل بادشاہ ہے۔ فرمایا: کہئے میں پناہ مانگتا ہوں مادے کو پھاڑ کر اشیاء نکالنے والے کی ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی اور رات کی تاریکی کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکنے والوں (یا والیوں) کے شر سے جب وہ حسد کریں۔ کہئے میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب، انسانوں کے بادشاہ انسانوں کے حقیقی معبود کی، اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے، جو لوگوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

اللہ کا شکر ہے کہ تراویح کے چند اہم نکات کا سلسلہ اختتام کو پہنچا۔

☆ ستائیسویں تراویح کا بیان ختم ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
☆ اللہ اس کی برکتوں سے ہمارے شہر، ملک اور عالم اسلام کے حالات تبدیل فرمائے۔ آمین

خلاصۂ دُعائے ختم قرآن

خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے بخیر و خوبی ختم قرآن کی توفیق عطا فرمائی۔

اے اللہ ہمیں قرآن فہمی نصیب فرما۔ اس کے احکامات پر عمل کرنے اور ممنوعات سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ اسے قبر میں وحشت دور کرنے کا ذریعہ بنا۔ قرآن کے ذریعے ہم پر رحم فرما، اسے ہماری زندگی کے لیے مشعل راہ بنا، ہمیں قرآن کی ہدایت سے سرفراز فرما، قرآن میں سے جو کچھ بھول گئے ہوں اُسے یاد دلا دے، جن علوم سے ناواقف ہوں اُن سے باخبر کر دے شب و روز اس کی تلاوت کی توفیق عطا فرما۔ قرآن کو ہمارے لئے آخرت میں حجت بنا۔ اے اللہ تیرے کلام کا ایک ایک حرف سچا ہے اور نبی ﷺ نے سچائی کے ساتھ اسے ہم تک پہنچایا ہے۔ اے اللہ قرآن کے ہر حرف میں ہمیں حلاوت نصیب فرما اور ہر جُز کے بدلے جزاء عطا فرما۔ ہمیں الفت و برکت سے نواز، توبہ کی توفیق عطا فرما۔ ثواب سے ہمارا دامن بھر دے، جمال و حکمت ذکاوت و رحمت، صفائی و سعادت نصیب فرما، ہم میں جو بیمار ہوں انہیں شفاء کاملہ نصیب فرما، سچائی کی راہ پر چلنے والا بنا، دُنیا و آخرت کی کامیابی عطا فرما، اپنے سوا کسی کا محتاج نہ بنا، نورِ ہدایت سے سرفراز فرما، ہدایت ویقین سے نواز دے، قرآن کو ہمارے لئے شفیع بخش بنا، اس کی آیات و ذکر سے ہمارے درجات بلند فرما، ہماری تلاوت کو قبول فرما، اس میں جو غلطیاں ہوئی ہوں اُسے معاف فرما، صحیح قرآن پڑھنے کی توفیق عطا فرما، اسے سمجھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا بنا۔ ہماری نسلوں کو بھی قرآن سمجھنے والا، اس پر عمل کرنے والا اور قرآن کا علم بردار بنا۔ قرآن کے نور سے ہمارے قلوب روشن فرما، ہمارے اخلاق کو قرآن سے مزین فرما، قرآن کے ذریعہ ہمیں جہنم سے نجات دے، جنت میں داخل فرما، قرآن کو دُنیا میں ساتھی، قبر میں مونس و غم خوار، پل صراط پر نور، جنت میں رفیق، دوزخ سے آڑ بنا۔

اے اللہ ہم میں جو قرض دار ہوں انہیں قرض سے نجات دے، اے اللہ ہماری معیشت درست فرما، ہر طرح کی بھلائی سے نواز دے، ہر طرح کی برائیوں سے محفوظ فرما۔ ہمیں اسلام پر ثابت قدم رکھ، جو گزر چکے ہیں ان کی مغفرت فرما، انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرما، ان کے درجات بلند فرما، جن لوگوں نے دُعا کی درخواست کی ہو ان کے نیک مقاصد کو پورا فرما، ان کی پریشانیوں کو دور فرما، ان کے مسائل حل فرما۔ ہمیں دُنیا و آخرت کی بھلائی نصیب فرما، ہماری طرف سے بے شمار درود و سلام بھیج اپنے حبیب محمد مصطفےٰ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی پاک آل و اولاد پر۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ.

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن. آمِیْنْ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنْ